

تسليماً  
بشكته يصلون على النبي وآله الذين آمنوا عليه وسلم

الذي إذا فاطم الأيمان فاز به المومنون يا وبقا ما شراب من عين يست  
المقربون يا والصلوات على من الله علينا به الطمحة الجمان يا وفرنا به  
جيم الجنة في قرب الرحمن يا والذين نعم الله علينا بهم بالرحمة والغفران  
اصحاب الذين افاضوا علينا موايد الاحسان يا ————— اما بعد



لقد تم طبع هذا الكتاب بإمر المصنف

في مطبع البرانية سنة ١٢٨٥

تسليماً

بمشكته يصلون على النبي وآله الذين آمنوا عليه وقر

الذي إذا فاطم الأيمان فاز به المومن يا دستقا ما شرابا من عين يسر  
المقربون يا والصلوات على من الله علينا به الطعمة الجان يا وفرنا به  
جيمم بقتة في مقرب الرحمن يا وال الذين نعم الله علينا بهم بالرحمة والغفران  
اصحاب الدين افاضوا علينا موايد الاحسان يا ————— اما بعد



تقدیمت بطبع ند کتاب بامر المصنف

فی مطبع البرایه سنه ۱۲۸۵

جو علم ظاہر سے قطع نظر علوم باطن میں بہرہ تمام رکھتے تھے مثل خاندان حضرت  
 سید شاہ موسیٰ قادری علیہ الرحمہ اور خاندان حضرت سید شاہ عبدالقادر  
 قدس سرہ اور خاندان حضرت شاہ خاموش صاحب علیہ الرحمہ یہ سب پیر  
 اعراس کرتے ہیں اور بڑے بڑے صلحاء اور علماء اور امرا اپنی سعادت  
 سمجھ کر تقرب اعراس میں آتے رہے اور حضور پر نور اور ارکین  
 سلطنت قدیم الایام سے تقرب نیازات کرتے چلے آئے اور  
 ان کی دعوت میں کبار علماء اور صلحاء اور مشائخین اہل مقدرت اور غیر  
 اہل مقدرت سب بلا انکار و تامل آتے رہے ایسا ہی اس شہر میں علما  
 سے ادنیٰ تک اور اذنیٰ سے اعلیٰ تک اپنی حسب مقدرت عرس شریف  
 آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور اعراس اولیاء اللہ کا کرتا رہے اور ہر ایک  
 کی دعوت میں غنی غیر غنی صلحاء علماء سے بلا تامل آتے ہیں خصوصاً بہ  
 باعث کثرت خیرات و نیازات کے یہ عہدہ شہرہ آفاق ہے اور باعث برکت  
 نیازات اور دعا مسلمین کے قیام ریاست ہے حضور اصفیاء بہادر سے  
 آج تک ہر کوئی رئیس اولیاء اللہ سے عقیدت تامہ رکھتے چلے آئے  
 اور مراعات سنگین و صعب میں استمداد اولیاء اللہ سے کرتے رہے  
 ورنہ نایب اور استمداد اولیاء اللہ سے بڑے بڑے امور مالاخیل حل ہوئے  
 حضورنا صالہ و غفران منزل اکثر مرئوسا صاحب علیہ الرحمہ سے جو سالک  
 و مجدد بے متعین عقیدت رکھتے اور کوئی مشکل صعب و پریش ہوتی اون سے  
 استمداد کرتے اور تائید جاتے بہت سے مشکلات حضرت کی تائید سے  
 حل ہوتے چنانچہ بعض معتبرین کے زبانی مسموع ہوا کہ ایک وقت حضور غفران  
 منزل کو اموریات میں ایک نہایت مرصع پیش ہوا کہ ادسکا حل

نہایت دشوار معلوم ہوتا تھا حضور غفر انمزل نے کسی اپنے عمائد کے  
 ہمراہ ایک کشتی دیکر حضرت میرنو البصاحب علیہ الرحمہ کے نزدیک  
 بھیجے اس کشتی میں غفر انمزل نے اپنی دستار سر کی بندھی ہوئی  
 اور شمشیر دھوپ رکھی ہوئی تھی اور جو شخص کہ اذکو کشتی کے ہمراہ گئے  
 تھے تجلیہ میں بلا سے کہ کسی کو اس سے اطلاع نہ ہووے اور خفیہ دیکھو  
 فرمائے کہ تم اس کشتی کو حضرت میرنو البصاحب قبلہ کے روبرو رک کر دست  
 بستہ سر صر سے عرض کرو کہ حضرت یحزرت اور ریاست آپکی بی غنا  
 فرمانی ہوئی ہے موافق ارشاد نبذگانہ عالی غفر انمزل کے انہوں نے  
 وہ کشتی ہمراہ بیکر میرنو البصاحب علیہ الرحمہ کے پاس چلے جیکر  
 حضرت میرنو البصاحب کے پاس وہ کشتی لیکر پہنچے انہوں نے اسی  
 کچھ پیام بندگان عالی کا ہنوز میرنو البصاحب کو پہنچائے نہیں تھے کہ حضرت  
 دور سے جب وہ کشتی کو دیکھے خود بخود فرمائے کہ وہ کشتی کو سامنے  
 لاؤ اس واسطے کہ اوس میں ناصر الدولہ نے اپنی دھوپ و دستار رکھ کر  
 سمارے پاس بھیجے ہیں اور ہمارے پاس یہ پیام گئے ہیں پھر وہ کشتی  
 کشادہ ہو کر حضرت کے روبرو رکے گئے حضرت شمشیر دھوپ پر اور دستار  
 پر اپنا مات پیر کر فرمائے کہ جا کہو تیری ریاست تجھے مبارک ہے پھر  
 وہ کشتی بندگانہ عالی غفر انمزل کے نزدیک آئی اور یہ ارشاد حضرت  
 کا بندگان عالی نے سنے نہایت خوش ہو کر وہ دستار اپنے  
 سر پر رکھے اور دھوپ اپنے مات میں لئے پس جو امر صعب کہ  
 درپیش تھا مثل کافور کان لم یکن تھا اور ایک وقت بندگانہ عالی  
 غفر انمزل کو کوئی ایک اور امر صعب پیش ہوا بندگانہ عالی نے



سواری کا حکم دئے اور درگاہ میں حضرت سید احمد پیادہ جو قلبِ آصف نگر کے ہے تشریف لاکر حضرت کی زیارت کئے اور حضرت سے استمداد اپنے امور میں کئے اور بیوقت ایک پہول حضرت کی فرار شریف سے رو برو حضور غفر انہوں کے اگر گرا حضور کے قلب پر حضرت کے جانب سے کیا تسکین اور کیا اشارہ پایا گیا و اللہ اعلم حضور نے اس پہول کو اوٹا کر اپنی دستار پر رکھے اور فرما کہ حضرت کی غنایت میرے حال پر ہو گئی اور بہت خوشحال ہو کر ویسا ہی پہول رکھا ہوا دستار میں مراجعت فرمائے اور دیوڑھین داخل ہوئے اور حصول مقصودندگانِ عالی کا ہوا حضور غفر انہوں نے بہت سے اعراس اولیاء اللہ کے جاری فرمائے چنانچہ حضرت سید احمد پیادہ اور حضرت شاہ یوسف صاحب شریف صاحب علیہم الرحمہ والرضوان اور اجالہ شاہ صاحب حضرت احمد علی شاہ دولہ قدس سرہما کا عرس جاری کیا ہوا حضور غفر انہوں کا ہے اور حضور مغفرت مکان افضل الدولہ مرحوم و مغفور عقیدت اولیاء اللہ میں مشفق خاندانِ آصفیہ تھے مراہم میں جو بات مشکل اور صعب و پریش ہوتی نیازات اولیاء اللہ کے کرتے اور بتائید اولیاء اللہ کے وہ امور صعب آسان فیہ مبدل ہوتے چونکہ اعراس اولیاء اللہ باعث خوشنودی اور تائیداتِ ارواحِ طیبہ اولیاء اللہ ہے اور ایک توجہ سے اولیاء اللہ کے وہ بربد کار ہوتا ہے جو ہماری سو برس کی عبادتِ خالص سے نہو سکے جیسا کہ مولانا روم مثنوی شریف میں فرماتے ہیں مگر بانیِ صحتیہ با اولیاء بہتر از صد سال طاعتِ بریا اگر کہے خواہد شیند با خدا گوشتیند و حضور اولیاء پس بنظر خیر خواہی تسلیم کے پھر رسالہ فضایل عرس میں لکھا گیا اور نام اس سالہ کا مسیح الاستقام فی فضایل عرس الانام و اولیاء اللہ لکرام رکھا گیا

اور سالہ کو تین فصل پر اور ایک خاتمہ پر مرتب کیا گیا فصل اول بیان میں  
 فضائل مولود شریف اور اعراس انحضرت اور اولیاد اللہ میں فصل دوم بیان  
 وجہ تعین اعراس میں فصل سوم بیان فواید مولود اور اعراس کے خاصہ  
 و رباب اصل مذہب و ثابت اور ذکر علامات و نایبوں کے بطور اختصار فصل اول  
 ذکر فضائل اعراس سید الانام و اولیاد اللہ الکرام صلوات اللہ علیہ و آلہ و صحابہ  
 و اولیاد اللہ صلوٰہ دائمہ متکررۃ ما تکررت الدہور و الایام بسم اللہ  
 الرحمن الرحیم اے اللہ و ملائکتہ یصلون علی النبی یا ایہا الذین  
 امنوا صلوا علیہ و سلموا تسلیما حق تعالیٰ اس آیت کریمہ میں اظہار شان  
 اپنے حبیب کریم صلوات اللہ علیہ و آلہ و سلم کا فرماتا ہے کہ ارشاد الہی  
 ہے کہ ہمارے حبیب کی شان اور مرتبہ ہمارے پاس ایسا ہے کہ  
 ہم اور ہمارے فرشتے ہمارے حبیب پر رحمت کاملہ نازل کرتے ہیں  
 اور تربیت امت مرحومہ کو کرتا ہے کہ اس ہمارے حبیب کی امت تم ہی  
 ہمارے حبیب پر درود پہنچنے میں مصروف اور مشغول رہو اس بیت کریمہ  
 سے نفاذ اور مقصود ہی درود پہنچنے کا معلوم ہوا کہ فائدہ درود پہنچنے کا واسطہ  
 طلب رضامندی انحضرت صلوات اللہ علیہ و آلہ و سلم کے ہے تاکہ حضرت کی رضا  
 مندی کے حاصل ہو زمین استحقاق شفاعت حضرت کا امت مرحومہ کو زیادہ  
 تر ہو ورنہ نہ اس واسطے کہ معاذ اللہ کچھ حضرت کو ہمارے درود پہنچنے کی  
 احتیاج ہے اس واسطے کہ جب خود حق سبحانہ تعالیٰ اپنی رحمت نازل کرے زمین  
 حضرت کے جانب متوجہ ہے پس بند و مکی و عادن و نزل رحمت کی کہ معنی درود  
 ہے حضرت کو کیا احتیاج ہے پس حضرت کے واسطے ہر آن نزل  
 رحمت الہی اور ترقیات مراتب حق تعالیٰ کے جانب سے عنایت

ہیں حضرت کا تو بڑا مرتبہ ہے حال امت مرحومہ کا حضرت کے بیان کیا  
 جاتا ہے عقدا لثمنین فی فضایل بلدا لامینین کہا ہے قال المرجأ  
 سمعت والدی رحمۃ اللہ علیہ یقول سمعت ابا عبد اللہ  
 الدلاصی یقول سمعت الشیخ عبد اللہ الدیسی یقول کشف  
 لی عن اهل المعلى فقلت لهم اتجدون نفعاً بما یهدی الیکم  
 من قرأۃ ونحوها قالوا لیس نحن محتاجین الی ذلک  
 فقلت لهم ما منکم احد واقف کمال قالوا ما نقف حال احد  
 فی هذا المكان ترجمہ کہا مرجانی نے کہ میں نے اپنے والد سے سنا کہ وہ  
 کہتے تھے کہ میں نے ابو عبد اللہ دلاصی سے سنا ہوں وہ کہتے ہیں کہ مجھے اہل  
 معمل کا حال کشف ہوا پس میں نے اہل معمل سے کہا کہ جو تمہارے پاس یہ قرسم  
 قرآۃ قرآن وغیرہ ہے جاتا ہے کچھ اس سے نکل کر نفع حاصل ہوتا ہے انہوں  
 نے کہے کہ ہم اس کے کچھ محتاج نہیں ہیں ہر میں ان سے کہا کہ کوئی تم سے ایسا ہی ہے  
 کہ جس کا ایک حال ہے اور اسکو ترقی نہیں اور انہوں نے کہا کہ اس مقام  
 میں کوئی ایسا نہیں کہ واقف کمال ہو یعنی اسکو ترقی ہو جبکہ امت  
 مرحومہ میں جو اولیاء اللہ ہیں انکو صدقہ اور ایصال ثواب سے  
 کچھ پروا نہیں حضرت توسید الامت بلکہ سید الانبیاء ہیں حضرت کو کیا  
 حاجت ہے بلکہ حضرت ہر وقت رحمت الہی میں مستغرق ہیں اور  
 رحمت الہی حضرت کو کافی اور وافی ہے پس امت مرحومہ کو چاہئے کہ  
 خواہ حضرت پر درود عرض کریں خواہ ایصال ثواب از قسم نیاز  
 وغیرہ کریں کمال آداب اور خضوع اور خضوع سے کریں اور یہ تصور  
 اور یقین کریں کہ اگر درود یا ایصال ثواب ہمارا حضرت کی جانب میں

مقبول ہووے اور حضرت کی خوشنودی اور رضامندی ہمارے حال پر فرما  
 ہووے باعث سعادت اور فلاح و نجات دارین ہمارے اسے سعدی  
 علیہ الرحمہ فرمائے ہیں ۵ منت منہ کہ خدمت سلطان بھی کسب  
 منت شمار ازو کہ بہ خدمت گذار شد است ۶ اور یہ بھی جانا چاہیے کہ  
 خوشنودی حضرت کی کچھ مختصر اوصاف ثواب پر ہی نہیں بلکہ حضرت کی اولاد و احباب کے  
 ساتھ رہ و رسم رکھنا یہ بھی بڑا خوشنودی حضرت کا باعث ہے اس واسطے کہ  
 خود حق تعالیٰ فرماتا ہے قل لا اسألكم عليه اجر الا مودت فی  
 القربى اب خیال کیا جاوے کہ اگر محض ہدایا حضرت کو گذراننا بس  
 اور کافی ہوتا تو صحاباے کرام رضی اللہ عنہم نوبت حضرت عائشہ صدیقہ  
 رضی اللہ عنہا کو کیوں تخصیص کرتے اور معروضہ دوسرے ازواج  
 مطہرات کا درباب عدم تخصیص ہدایا نوبت صدیقین کیوں مقبول  
 ہوتا اور خلفاء راشدین اہل بیت اور ازواج مطہرات کے واسطے بلکہ  
 واسطے انصار اور مہاجرین کے جو جان نثار حضرت کے تھے قد پیش قرار  
 وجہ کفایت کیوں مقرر کرتے بلکہ خدمت گذاری اہل بیت اور ازواج مطہرات  
 اور مہاجرین و انصار کے واسطے خوشنودی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم  
 کی تھی چنانچہ ارشاد حضرت سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہے  
 من اصل قرابتی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم احب  
 الی من اصل قرابتی اسی واسطے ارشاد نبوی ہوا کہ جو شخص  
 کہ بعد اذان کے دعاء اللہ رب ہذہ الدعوت الیہ کہ اس میں واسطے  
 عطا مقام محمود کے حضرت کے واسطے دعا ہے پڑھے اس کے  
 واسطے میری شفاعت حلال ہے اور احادیث میں

وارد ہے کہ حضرت نے فرمائے کہ جو کوئی میری قبر شریف کی زیارت  
 کرے اس کے واسطے میری شفاعت واجب ہے پس یہ امور مقرر  
 واسطے اس رضوان نبوی کے تربیت ہوئے دیکھا جاوے کہ دنیا میں  
 عادت سلاطین کی ہے کہ جب کوئی شخص سلطان کے حق میں دعا کرتا  
 رہے اور اس کو سلام کرنا عادت اپنی اختیار کرے اور نذر و گد رانہ  
 جاوے ہر چند کہ سلطان اس کی دعا یا سلام یا نذر سے مستغنی اور رہے پر  
 سے مگر عادت سلاطین کی جاری ہے کہ یہ تفصلات شامانہ سلطان اس کے  
 طرف نظر ثنقت اور رحمت سے دیکھتا ہے چنانچہ سعدی علیہ الرحمہ  
 نے فرمائی ہیں سے دو باد اگر آید کے بخدمت شاہ سوم ہر آئینہ برو  
 کند بہ لطف نگاہ اسی باعث سے درود و سلام عرض کرنا عین عبادت  
 الہی نمازین ہمہ حکم ہوا تا کہ عائد جاری کہ سراسر راز نقصانات ہے حضرت کی  
 شفاعت اور سرفرازی سے مقبول خاب الہی ہووے اور زیارت  
 کو حضرت کے حاضر نوہکا بھی اسی واسطے ارشاد ہوا کہ سرفرازی اور رعایت  
 حضرت کی ہمہ سرفراز رہے اور کیون نہ ہم بندے حضرت کی رضا جوئی کریں  
 اور طالب رضائے نبوی رہیں کہ حق تعالیٰ طالب رضایہ حضرت صلی اللہ  
 علیہ وآلہ وسلم ہے جیسا کہ حدیث بخاری میں قول حضرت عائشہ صدیقہ مطہرہ  
 رضی اللہ تعالیٰ عنہا ہے مَا أَسْرَى رَأَيْتُ إِلَّا يُسَارِعُ فِي هَوَائِي  
 یعنی حضرت صدیقہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں عرض کئے  
 کہ میں نہیں دیکھتی ہوں آپ کے پروردگار کو مگر آپ کی خواہش کی طرف جلدی  
 کرتا ہے اور حدیث قدسی ہے كُلُّ شَيْءٍ يُطَلِّبُ رِضَائِي وَأَنَا أَطْلُبُ  
 رِضَاكَ يَا جَبِيئِي يَا مُحَمَّدٍ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ہر چند کہ

موافق شروط علماء ظاہر کے اسناد اس حدیث کے نہیں ہے مگر مضمون اس حدیث کا صحیح ہے اس واسطے کہ حدیث شکوات انا حبیب اللہ حضرت نے فرمایا ہے میں اور محسنی حبیب اللہ کی علماء نے یہی فرمایا ہے میں کہ حق تعالیٰ طالبِ رضا سے آنحضرت سے احاصلِ رضا جوئی آنحضرت کی قسم پر کئی وجوہ سے ضرور ہوی اول یہ کہ ہم جکے بندہ میں وہ خود رضا جوئے حضرت ہے دوم یہ کہ ہمارے پروردگار نے خود رضا جوئی ہر شخص کی ہموک تسلیم فرمایا جیسا کہ بیان اوسکا اور گذرا تیسرا یہ کہ ہر شخص جانتا ہے کہ خدا سے راضی رہے اور رضامندی خدا کی بے رضامندی آگے ممکن نہیں چاہیو ارشاد الہی ہے قُلْ اِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّونَ اللَّهَ فَاتَّبِعُونِي يُحْبِبْكُمُ اللَّهُ وَيُغْنِكُمْ اللَّهُ مِنْ كُلِّ غَنَاءٍ لَدَيْهِ اُولَٰئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُونَ کہے محمد الرسول اللہ نے کہ وہ کافر و دوزخی ہے چوتھا امر یہ ہے کہ ہر شخص اپنے منافع جانتا ہے پس سعادت دارین اور منافع کو میں آپ کی نعمت اور شفاعت پر منوط اور منحصر میں پس ان وجوہات سے ہم پر واجب ہے کہ ہم ہمیشہ رضا جوئی اور استرضامین حضرت کے ہمہ تن مصروف رہیں اور اس محبوب الہی کی محبت میں اپنے جان و مال کو نثار کریں سوط الرحمن میں تفسیر عزیزی متعلق سورہ الم نشرح سے نقل کرتے ہیں محبوبِ مازینی ماہِ حبیبی بلکہ کعبہ ثنالی کہ تجلی الہی بدن اور استسنا خود ساختہ و طور ثنالی کہ انوار حسن ازلی بران تافہ تان محبوبیت الہی و روحیہ گر شدہ صید دلہا بہ جاذبہ محبت می کشد و نزاران نزار عاشق حسن ازلی دیوانہ و راز بے توقع منفعت و ہستناؤہ کمالی از دور دست جاذبہ کمنہ اودیدہ می آید و ہر استناؤہ او سجدات می کشد و شکر

لمحہ از جمال اویند این مرتبہ از ان مراتب است کہ بحکس را از بشر دست نہ ادا کرد  
 بطغیل این محبوب مقبول برنے از اولیاء امت را شہ از ان محبوبیت نصیب  
 شدہ و بخود خلایق و محبوب دہا گشتہ اند مثل حضرت غوث الاعظم دسلط  
 المتسلخ نظام الدین اولیاء قدس سرہا انتہایا بنحو ان و تجربہ ہے کہ حضرت کی  
 شفقت اور رحمت اپنی سب امت پر کس طور سے مند دل ہے کہ ابتداء  
 تولد شریف سے وصال تک ایکو اپنی امت کی فکر رہی اور آپ اسی  
 امت کے واسطے یہودی اور شفاعت چاہتے رہے اور عالم برزخ  
 میں بھی جیسے آپ تشریف فرما ہیں اپنی امت کے واسطے شفاعت فرما  
 ہیں اور قیامت میں بھی اپنی امت کے واسطے شفاعت اپنی امت کی امتیاض  
 فرما دینگے دیکھا جائیگی کہ دنیا میں حضرت نے واسطے ہدایت اور ایمان  
 اپنی امت مرحومہ کے کس کس طور سے سعی فرمائے ہیں اور کس طور کی  
 فکر ہدایت اور رفایت امت آکھے قلب مبارک میں تھے یہاں تک  
 کہ ارشاد الہی ہوا الْعَلَمَکَ بِأَخْبَعِ نَفْسُکَ اِنَّ لَا یُکُونُوا مُؤْمِنِیْنَ  
 یعنی حق تعالیٰ حضرت کو فرماتا ہے کہ شاید اپنے تین آپ ہال کر لو گئے  
 اونکے ایمان نہ لائیکے اور حدیث میں وارد ہے لَنْ یُصَابُوا بِمِثْلِ  
 یعنی میری امت کو اپنے انجام اور مال کی فکر نہیں جیسا کہ مجھے اونکے انجام  
 اور مال کا رکی فکر اور مصیبت سے دیکھنی کس قدر شفقت اور رحمت آگئی  
 امت مرحومہ پر ہے حضرت کا ارشاد مبارک تھا کہ جو کوئی مال چوڑ کر  
 مرے وہ ادا سکے وار لونکے واسطے ہے اور جو کوئی قرض اور وار لونکے  
 نفیس چوڑے ادائی قرض اور پرورش اونکے میرے ذمہ ہے  
 پرورش امت کا حضرت کو کس قدر خیال تھا کہ اغنیاء اور فقراء امت پر جامع

غنایت آپکی شامل حال تھی اس واسطے آپ نے حکم زکوٰۃ اور صدقات نفل اور  
 صلہ رحمی اور ضیافت مسکین اور اطعام طعام کا فرمائے تاکہ زکوٰۃ سے  
 فقراء کو اور ضیافت سے اغنیاء کو اور صدقات نفل اور صلہ رحمی سے سب  
 فقراء اور اغنیاء کو عموماً آرام اور راحت ہو اس باب میں جو احادیث و روایات  
 میں عرض کئے جاتے ہیں کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ  
 وسلم یقول اعبدوا الرحمن واطعموا الطعام وافشروا السلام  
 وصلوا باللیل والناسینا منکم خلوا بسلامہ وقال ابو ہریرہ  
 رضی اللہ عنہ قلت یا رسول اللہ احبۃ انی اذ انک  
 طاعت نفسی فاینبی عن کل شیء قال کل شیء خلق من اللہ  
 فقلت یا رسول اللہ اخبرنی بشیء ادا عملتہ دخلت  
 الجنۃ قال اطعم الطعام وافشروا السلام وصل الادوام  
 تلخل الجنۃ بسلامہ وكان صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم  
 یقول خیارکم من اطعم الطعام وكان صلی اللہ علیہ وسلم  
 یقول الکفارات اطعام الطعام وافشروا السلام وصلوا  
 باللیل والناسینا منکم وكان صلی اللہ علیہ وسلم یقول  
 ان اللہ عز وجل یناہی ملائکته بالذین یطعمون الطعام  
 من عبدہ وكان علی رضی اللہ عنہ یقول لان اجمع  
 نفر من اتخوانی علی صاع او صاعین من طعام احب الی  
 من ان اشتري رقبۃ واعتقها وكان صلی اللہ علیہ  
 وآلہ وسلم یقول من اعطی نارا فکما نمت صدق بجمع ما  
 انصحت طلب الناس ومن اعطی لحما فکما نمت صدق بجمع



ساجدیت تک الملع ومن سقى مسلما بشرية من الماء حيث يوجب الماء  
 فكما اعتق ما قبله ومن سقى مسلما بشرية من ماء حيث لا يوجب الماء  
 فكما احسنا كذا في كشف الغممة لقطب الشعراني رحمه الله عليه ترجمہ  
 حدیث اول کا عبادت کرو تم حق تعالیٰ کی اور کہلاؤ تم کھانے کو اور شایع کرو تم  
 سلام کو اور نماز پڑھو رات کو در حالیکہ آدمی سوتے ہو دین ترجمہ حدیث ثانی کہے  
 ابو ہریرہ نے عرض کیا میں یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں جو وقت آپ کو بکھتا  
 ہوں خوش ہوتا ہوں پس مجھے خبر دیجئے ہر شے سے حضرت نے فرمائے کہ ہر  
 شے پیدا کی گئی ہے پانی سے ہر عرض کیا میں یا رسول اللہ مجھے خبر دیجئے اس  
 کام سے کہ جب میں وہ کام کروں جنت میں داخل ہوں حضرت نے فرمایا کہ کھانا  
 کہلاؤ اور سلام شایع کرو اور صلہ رحمی کر جنت میں سلامتی سے داخل ہو گے ترجمہ تیسری  
 کا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے کہ بہتر تمھارا وہ شخص ہے کہ جو کھانا کہلاوے  
 ترجمہ چوتھی حدیث کا شانے والی گنا ہو کمی کھانا کھانیکا اور شایع کرنا سلام کا  
 نماز اتنے وقتیں جو سب سوتے ہوں ترجمہ پانچویں حدیث کا حضرت صلی اللہ علیہ  
 وآلہ وسلم فرماتے تھے کہ حق تعالیٰ اپنے فرشتوں کے روبرو فخر کرتا ہے اور لوگوں  
 سے جو اس کے بندوں کو کھانا کہلاتے ہیں ترجمہ چھٹی حدیث کا در تہے علی رضی اللہ تعالیٰ  
 عنہ کہ فرماتے تھے کہ میں اپنے بھائیوں کو ایک صاع یا دو صاع طعام پر جمع کروں بیچوں  
 ہے میرے نزدیک اس بات سے کہ ایک غلام خرید کر دوں اور آزاد کروں ترجمہ ساتویں  
 حدیث کا حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے تھے جو شخص کہ آگ کی کو دیوے  
 پس جقدر اس آگ سے کھانا پکا ہے اس کا ثواب اس شخص کو  
 حاصل ہے اور جو شخص نمک دیا پس جقدر نمک سے کھانا درست ہوا سب  
 کھانیکا ثواب اس شخص کو حاصل ہے اور جو شخص کی کو پانی ملاوے اس کو پانی



میں رکھا صبح کو گوئین ذکر ہوا کہ خیرات سارق کو ہوی پھر اوس شخص  
 نے کھا کہ اے پروردگار تیرا حمد ہے کہ خیرات میری زن فاحشہ اور  
 غنی اور سارق پر ہوی پھر اوس شخص کے خواب میں ایک مرد آیا  
 اور کھا کہ تیری خیرات قبول ہوئی لیکن زن فاحشہ میں شاید اپنے فعل  
 سے باز رہے اور لیکن غنی پس شاید کہ وہ عبرت اختیار کرے اور وہ بھی  
 خیرات کرے اور لیکن سارق پس شاید کہ وہ سرفہ سے باز رہے  
 امام نووی اس حدیث کی شرح میں لکھتے ہیں فیہ ثبوت الثواب فی  
 الصدقة وان کان الاخذ فاستغفروا عنہ ففی کل کسب خیر  
 اصبحت اخی الصدقة التطوع واما الزکوة فلا یخرج فیہا  
 الی غنی ترجمہ اس حدیث میں ثبوت ثواب ہے خیرات کا اگرچہ لینے  
 والا فاسق یا غنی ہو پس ہر جگہ ترغیبے جاندار میں ثواب ہے باب  
 ضیافت مشکوٰۃ المصابیح میں ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت  
 ہے قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم انحر اسرع الی  
 البیت الذی یوکل فیہ طعام من الشفرة الی سنام البعیر ترجمہ  
 یعنی نیکی پہنچنے والی ہی طرف اوس مکان کے جس میں کھانا کھایا جاتا ہے  
 چہرے سے طرف کو مان شتر کے یعنی کو مان شتر نہایت نرم ہوتا ہے کہ اوس میں  
 چہرے جلد کام کرتی ہے اوس سے نیکی جلد پہنچتی ہے جس مکان میں کھانا کھایا  
 جاتا ہے دوسری حدیث ابی سعد الخدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے  
 عن النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم قال مثل المؤمن ومثل  
 الایمان کمثل الفرس فی اختیاره یجول ثم یرجع الی اختیاره  
 وان المؤمن یسہو ثم یرجع الی الایمان فالجوع اطعمکم

الاتقیاء و اولو الامر و حکم المومنین ترجمہ حال مومن کا اور مال الیما  
 دار کا مانند حال گھوڑیکے ہے اپنے ربیوں اور طویلہ میں کہ جو ان کو رہا ہے  
 پھر ملت تا ہے اپنے طولہ اور بصیونین اور تحقیق کہ مومن سوا اور خطا کرتا ہے  
 پھر ایمان کے طرف پلٹتا ہے پس کھانا تم اپنے کھانیکو متقیون کو اور دیونم عطا  
 مومنین کو اس حدیث میں کھانا متقیون کو اور عطا مومنین کو حکم سوا اور  
 مومنین یا متقین میں تخصیص فقہرا نہیں ہوئی تیسری حدیث شکات میں  
 یہ ہے عن ابی شریح الکلبی رضی اللہ عنہ ان رسول اللہ  
 صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم قال من کان یومن باللہ والیوم  
 الآخر فلیکرم ضیفہ حاضر یوم و لیلۃ و ایضا فہ قلنہ امام  
 فہ بعد ذالک فہو صدقہ ترجمہ مروی ہے ابی شریح الکلبی  
 سے کہ تحقیق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص کہ ایمان  
 امد اور خیر کے ساتھ لاتا ہے پس وہ اپنے مہمان کی خاطر داری کرے  
 تحایف اور خوش اخلاقی سے ایک رات اور ایک دن اور ضیافت تین  
 دن ہے پھر بعد اس کے صدقہ ہے دیکھا جاسی کہ حضرت نے خاطر داری  
 اور ضیافت کیواسطے کقدر تا کید منع فرمائے اور فرق درمیان غنی اور  
 فقیر کہ نہیں فرمائے بلکہ ظاہر حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ مورد اس  
 حدیث کا اغنیاء میں اسواسطے کہ ضیافت واسطے اغنیاء کے ہوتی ہے  
 عقد عین میں کتاب روضۃ العلماء اندلسی سے یہ حدیث نقل کرتے  
 ہیں عن انس رضی اللہ عنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ  
 وآلہ وسلم من شفا مومنا شرفہ ما عفا عما احی بسبعین  
 سبعین نبیا قیل کیف یا رسول اللہ قال و نوالک لا نخرج

سبعون فی من نبی اسرائیل فی المنارہ ومعه قریب من ماء فناموا  
 جميعا فجاءت فارس فوافع رقت القرۃ فسال ماءها فاستنقظوا فناموا  
 عطشاً ثم رجمہ انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کھا انہوں نے کہ  
 فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جو شخص کہ مومن کو پانی پلا دے پس  
 گویا کہ وہ شخص شترنی کو زندہ کیا کھا گیا کس طور سے یا رسول اللہ صلی اللہ  
 علیہ وآلہ وسلم فرمایا حضرت نے اور یہ بات اس واسطے سے کہ شترنی  
 نبی اسرائیل سے صحرائین نکلے اور اونکے ساتھ ایک ٹمک یا ٹیک کی  
 پس وہ سب کے سب سو رہے پس ایک چوہا آیا اوٹمک کو کتر اس پانی  
 اوٹسکا بہکیا پھر وہ بیدار ہوئے اور یا سے اٹھال گئے پس ان اٹھا  
 سے معلوم ہوا کہ ضیافت اغنیاء اور صدقات فقراء اور صلہ رحمی اور  
 پانا یا نیکا اور مواسات مسلمین اور اتفاق مال فی حب اللہ وحب  
 رسولہ سب باعث خوشنودی خدا اور رسول ہے اور سب میں اجر ہے  
 اس باعث سے متیانخ کرام رحمۃ اللہ علیہم رحمۃ واسخہ کہ جمع علوم  
 ظاہر و باطن اور متادب باداب رسول اکرم اور متخلق بہ اخلاق حق  
 ذوالمنن میں طریقہ عرس سید الانام اور اولیاء کرام جاری فرمائے  
 کہ اس میں ہر قسم کے ثواب اور اجر کے امور ہوتے ہیں اور اس میں ہر  
 طور سے رضا مندی آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور اولیاء  
 اللہ کی ہوتی ہے چنانچہ ولی اللہ صاحب اپنے والد کا حال لکھتے ہیں  
 کہ وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا عرس ہر سال کیا کرتے  
 تھے ایک سال بوقت عرس مبارک حضرت مجھے کچھ میسر نہ آیا سوئے  
 نحو دبیران کے کہ انہوں نے ہر روز عرس شریف حضرت کے

خود بریان کو قسم کئے پھر اسی شب کو وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ و  
 اللہ وسلم سے خواب میں شرف ہوئے اور وہی خود بریان حضرت  
 روبرو تھے اور اس میں پھر امر بڑا اور ربط قلبی کا ساتھ تھا  
 ظاہر ہوتا ہے کہ بدل مال حضرت کی خوشنودی میں ہوتا ہے اور عز  
 کر نیوالے بشرہ ایمان کامل اور مورد اس حدیث کے ہوتے ہیں  
 لا یومن احدکم حتیٰ ان کون احبا لله من ماله و ولده و انسا  
 اجمعین ترجمہ نہیں مومن کامل ہوگا کوئی شخص تم میں بھان تک کہ  
 میں اس کے نزدیک اس کے مال اور فرزند اور تمام آدمیوں سے دوست  
 زیادہ ہوں اس واسطے کہ جب بدل مال حضرت کی محبت میں ہوا  
 پس متحقق ہوا کہ حضرت کی محبت اس شخص کے دل میں مال سے  
 زیادہ ہے اور جبکہ حضرت کی محبت اس کے دل میں قرار پکڑی اتنا  
 اللہ تعالیٰ حضرت کی محبت اس شخص کو نصیب اگرچہ وہ اعمال  
 میں ناقص ہوا اس واسطے کہ حدیث میں وارد ہے کہ ایک شخص حضرت  
 کی خدمت مبارک میں حاضر ہو کر عرض کیا کہ حضرت قیامت کب ہے حضرت  
 نے ارشاد فرمایا کہ تو نے قیامت کے واسطے کیا اسباب مہیا کیا اس نے  
 عرض کیا کہ حضرت میرے پاس کوئی ایسے اعمال صالحہ نہیں ہیں کہ میں  
 ان پر اعتماد اور بروا کر دوں سوائے اس امر کے کہ میں اللہ اور اس کے  
 رسول سے محبت رکھتا ہوں پس حضرت کا ارشاد ہوا کہ امل مع حق  
 احب یعنی ہر شخص اس کے ساتھ ہوگا جن کو وہ دوست رکھا پس وہ مرد  
 یہ حضرت کا ارشاد سن کر بہت خوش ہوا اور کہے کہ میں حضرت  
 صلعم کے اور ابو بکر اور عمر رضی اللہ عنہما کے ہمراہ ہوں گا اگر چاہوں

اعمال کو نہیں ہونا چاہا جائے کہ محبت نبوی ربط قلبی آنحضرت کا نام ہے اور اتباع سنت منجملہ آثار اس ربط قلبی کے ہے اگر کسی کو حضرت کے ساتھ ربط قلبی حاصل ہو وہ شخص فایز المطلوب ہے ہر خدا تبارک و تعالیٰ کے خواہنے سے اور اعمال صالحہ سے ظاہر میں کم مایاں ہوں کہا جاتا ہے کہ حضرت نے ان شخص سے اعمال صالحہ کے سوال فرمائے کہ کیا اعمال تیری پاس میں انہوں نے کوئی اعمال صالحہ ایسا کو محبت نبوی کے نہیں تباہے پس اس سے ظاہر ہوا کہ جب ہی ماوراء اس اعمال صالحہ کے ہے کہ بدولت اس کے بشارت معیت نبوی صلعم اذ کو سر قرار ہے بخلاف فریق ضالہ و مابہ کے کہ اذ کو زبانی دعویٰ اتباع سنت ہے اور آثار حب نبوی کے ان سے کوئی ظاہر نہیں بلکہ خلاف اس کا کہ تفتیش شان اور بے ادبی حضرت کے خواب میں کرتے ہیں اور دعوت میں نیاز مبارک حضرت کے نہیں جانتے اور حیلہ پھر درپیش کرتے ہیں کہ یہ حق فقیر و نکاح سے ہم لوگ اغیار میں ہلکے کھانا یا ز شریف کا حرام ہے اور اب ایک جہ بھی حضرت کی محبت میں صرف نہیں کرتے بلکہ اغیار نہیں تو فقراء کو بھی طعام طعام حضرت کے نام مبارک سے نہیں کرتے اور صورت حال اذ نکاح متکلم باہن کلام سے من مکر دم شامہ رکبید یعنی ہم بھی اس کلام کو نہیں کرتے اور تم بھی اس کام سے خدر کرو اور مار زہر متو لہ اذ نکاح یہ ہے کہ طعام نیاز کا کھانا کھانا غنی یا جو کہ کسب بر طاقت رکھے ناجائز اور حرام ہے پس اس سے معلوم ہوا کہ فقراء کو بھی طعام فاتحہ کھانا جائز نہیں بلکہ وہ فقراء جو مرخص ہوں یا بسبب پر کے

کس بر طاقت نہ کہیں اول کو کھانا طعام نیاز کا جائز ہے اور دلیل اس پر  
یہ حدیث بیان کرتے ہیں کہ سعد بن عبادہ حضرت کی خدمت میں عرض  
کئے کہ میری ماں و فات یا بی بی نہیں کو نہ صدقہ افضل ہے حضرت  
نے فرمایا کہ پانی کا صدقہ افضل ہے پس بادی کہو دی گئی اور آستہار  
ہوا کہ یہ سعد بن عبادہ کے مانگے جانب سے ہے اس سے معلوم ہوا  
کہ جو بات کہ انفصال ثواب میت کے واسطے کیا جاوے وہ صدقہ  
ہے اور صدقات کا کھانا غنی اور صاحب قوت کو جائز نہیں اس واسطے  
کہ حدیث میں وارد ہے لا یحل الصدقة لغنی ولا لذی  
ہرقة مسوی یعنی صدقہ لغنی اور صاحب قوت اور زبردست کو حاکم  
نہیں ہے اس جاسے میں اونکی بڑی غلطی ہے اس واسطے کہ متع کتب  
احادیث سے معلوم ہوا کہ حضرت نے زمانے سے آج تک ظرافت اس  
حدیث پر عمل نہیں ہوا دیکھا جائے کہ حضرت اموال زکوٰۃ مسکین کو  
محض فقراء و عیال فرماتے تھے اور فقراء میں مریض اور بطلاقت کو  
تخصیص نہیں فرماتے ایسا ہی صحابہ اور تابعین سے آج تک اور نہ  
کوئی علماء و صفیہ کتاب زکوٰۃ میں اسطور کی تخصیص کی بلکہ ایک  
حدیث میں تو استثناء بعض اغنیاء کا بھی وارد ہے جیسا کہ کشف الغم  
میں وارد ہے کان صلی اللہ علیہ والہ وسلم یعطی العاقر  
وابن السبیل من الصدقة وان کانما غلیین ویقول  
لا ینحل الصدقة لغنی الا فی سبیل اللہ وابن السبیل  
ترجمہ آنحضرت صلی اللہ علیہ والہ وسلم تجاہد اور مسافر کو زکوٰۃ  
دیتے اگرچہ وہ غنی ہوں اور فرماتے کہ حلال نہیں ہے زکوٰۃ



واسطے غنی کی گمراہ خدا میں اور مسافر کو میرا ن شعرا میں تحریر ہے  
 کہ من ذالک قول ابی حنیفہ و مالک شرح انہ یجوز دفع الزکوٰۃ  
 الی من یقدر علی الکسب بصحتہ و قوتہ ترجمہ یعنی اسی باب  
 سے ہے قول ابی حنیفہ اور مالک رحمہما کا تحقیق کہ جائز ہے زکوٰۃ دینا  
 اوس شخص کو وہ کہ قادر ہے کس پر بسبب قوت کے اور صحت کے  
 پس تعجب سے قول بعض علماء وقت سے کہ بعضے قوت پر دیکھا گیا  
 جمیع الصدقات من المفروضات و الکفارات و التطوعات  
 لا یجوز للاغنیاء و للثقوی المکتسب و الہادی و الہتہ مخلصہ  
 لکن فی الطحاوی عند ابی حنیفہ و ابی یوسف و محمد  
 رحمہم اللہ ترجمہ جمیع صدقات فرض اور کفارات اور تطوعات  
 سے حلال نہیں واسطے اغنیاء کے اور واسطے صاحب قوت کے  
 کس و ایکنے اور بدیدہ اور سبب بخلاف اوسکے ہے ایسا ہی طحاوی  
 کے نزدیک ابی حنیفہ اور ابی یوسف اور محمد رحمہم اللہ کے اور شریعہ  
 تمام یہ ہے کہ صدقات مفروضات اور تطوع کا اغنیاء اور نبی  
 ہاشم پر حرام ہونا بنا بر ایک قول امام اور صاحبین کے  
 البتہ صحیح ہے کہ یہ طحاوی میں تحریر ہے برخد کہ قول امام اور  
 صاحبین اور عند امام اور صاحبین میں فرق ہے کہ طحاوی میں  
 لفظ عند نہیں بلکہ لفظ قول ہے چنانچہ عبارت طحاوی کی تحریر کئے  
 جاتی ہے و ذالک انما ینا غیر نبی ہاشم من الاغنیاء و الفقراء  
 فی الصدقات المفروضات و التطوع سوا من حرم  
 علیہ اخذ صدقہ مفروضہ و حرم علیہ اخذ صدقہ غیر مفروضہ

فلما حرم علی بنی ہاشم اخذ الصدقات المفروضات حرم علیہم  
 اخذ الصدقات غیر المفروضات فہذا اھو النظر فی ہذا  
 الباب وھو قول ابی حنیفہ والی یوسف ومجل رحمہم اللہ  
 پس دیکھا جائے کہ طحاوی میں صدقات تطوعات کا لینا اغنیاء  
 کو عند امام وصاحبین کھان ہے بلکہ قول امام وصاحبین ہے خیر  
 مضی ما مضی انحر فمات وقع اب حکو بخت اور گفتگو اس بات میں ہے  
 کہ قوی اور مکتب کو صدقات مفروضات اور تطوعات کا لینا  
 طحاوی من نظر نہیں آیا بلکہ جو لوگ کہ فقیر مکتب کو صدقات لینا چاہے  
 کہتے ہیں ان کو امام طحاوی بشد و مدرو کئے ہیں بلکہ اس کو غلط کہتے  
 ہیں عبارت طحاوی کی نقل کئے جاتی ہے فاذهب قوم الی  
 ان الصدقة لا تخل لذی مرة سوى وجعلوه فیہا کالغنی  
 واحتجوا ہذا الاثار وخالفہم فی ذاک اخر و ن فقالوا  
 کل فقیر من قوی و من فالتصدقہ لہ حلال و ذہبونی  
 تاویل ہذا الاثار المقدمہ الی ان قول النبی صلی اللہ  
 علیہ وسلم لا تخل الصدقة لذی مرة سوى ای انھا لا تخل  
 لہ کما تخل للفقیر ان من الذی لا یقدر علی غیر ہا فی اخذ ہا  
 علی الضرورة و علی الحاجت من جمیع الجهات ایدھا فلیس  
 مثله ذوالمرۃ السوی اتقادس علی الکسب غیر ہا فی حلھا  
 لہ لان الرمن الفقیر یحل لہ من قبل الزمانہ و من قبل علم  
 قدرۃ علی غیر ہا و ذوالمرۃ السوی انما تخل لہ من ختمہ الفقیر  
 حاصدہ وان کان جمعا قد یحل لہما اخذ ہا فان الا فضل

لذی المرء السوی تر کھا والاکل من الاکتساب لبعده ابی کیا  
 جائے کہ اس عبارت سے صاف و صریح ظاہر ہے کہ جو لوگ حساب  
 قوت کو صدقات لینا جائز کہتے ہیں تو وہ لوگ حدیث لا یحل الصدقہ  
 لذی مرء سوی کی یہ توجہ کرتے ہیں کہ فقیر کو بھدہ وجہ لینے  
 بوجہ بچہ ہونیکے اور بوجہ فقیر ہونیکے جائز ہے تو فقیر قوی کو بیک وجہ لینے  
 بوجہ فقیر قوی کے جائز ہے مرید کہ مطلق جو زمین فقیر کو بھدہ اور فقیر قوی فقیر  
 میں مگر فقیر کو بھدہ کو بطریق اولیت اور افضلیت کے جائز ہے اور فقیر  
 قوی کو بطریق غیر اولیت کے جائز ہے پھر دیکھی امام طحاوی من بعد  
 کیا فرماتے ہیں وقد یغلط من هذا ینقال لا یحل او لا یكون  
 کذا علی انه غیر منقطع بالاسباب التي بها یحل ذالک  
 المعنی وان کان ذالک المعنی قد یحل بما دون تعامل  
 تلك الاسباب من ذالک ما روی عن رسول الله  
 صلی الله علیه و آله وسلم انه قال لیس المسکین الذی  
 بالطواف ولا بالذی ترده التمره والتمران واللقمه  
 واللقمان ولا کن المسکین الذی لا یسأل ولا یفطن  
 به فیتصدق علیه فلم یکن المسکین الذی یسأل خائفا  
 من اسباب المسکنة واحکامها حتی لا یحل له اخذ  
 الصدقة وحق الا یخیر من اعطاه منها شیئا مما اعطاه  
 من ذالک ولكن ذالک علی انه لیس بمسکین تمکال  
 اسباب المسکنة فکن ذالک قوله لا یحل الصدقة لذی  
 مرء سوی انها لا یحل له من جمیع الاسباب التي بها

تحل الصدقہ ران کاں قد تحل له ببعض تلک اسباب  
 یعنی امام طحاوی فرماتے ہیں کہ بعضی لوگ اس مقام میں غلطی کر  
 دیتے ہیں اور رکھا جاتا ہے کہ صاحب قوت فقیر کو صدقہ لینا جائز نہیں  
 ہے اور ایسا نہیں ہے بلکہ معنی یہ ہے کہ فقیر قوی میں اسباب  
 کاملہ صدقہ لینے کے جمع نہیں ہیں ہر خد کہ صدقہ لینا بغیر کامل ہونے  
 اسباب حلت صدقہ کے بھی جائز ہے مثال اسکی یہ ہے کہ  
 آنحضرت صلی اللہ علیہ والہ وسلم سے روایت ہے کہ حضرت  
 نے فرمایا کہ مسکین وہ شخص نہیں ہے جو گھومتا پھرے اور نہ اسکو  
 ایک یاد و کجور یا فقیر گرویش و لاوین بلکہ مسکین وہ ہے کہ سول  
 پھرے اور اسکی حال کو بھی لوگ نہ جانیں پس جو مسکین کہ در  
 بدر گھومے اور سوال کرے وہ اسباب اور احکام مسکنت سے  
 خارج ہے تاکہ انکو صدقہ لینا جائز نہ ہو انکو جو صدقہ دیوین سو صدقہ  
 دیے والو کو صدقہ دینا کافی نہ ہو بلکہ ارشاد حضرت کا یہ ہے کہ  
 جو مسکین کہ گھومتا پھرے وہ مسکین کامل اسباب مسکنت نہیں  
 پس ایسا ہی ہے ارشاد حضرت کا جو لا تحل الصدقہ لذلک  
 مرثیہ مسوی ہے یعنی صدقہ لینا قوی تندرست کو جمیع اسباب  
 مسکنت کے ساتھ نہیں ہے اگرچہ صدقہ بعض اسباب مسکنت  
 یعنی محض فقیر کے ساتھ بھی جائز ہے من بعد جو احادیث کہ استدلال  
 وہ لوگوں کے ہے جو کہتے ہیں فقیر قوی کو صدقہ لینا جائز نہیں بیان  
 کرتے ہیں وہ یہ ہے کہ امام طحاوی اپنے اسانید سے صدقہ  
 بن انیمار سے روایت کرتے ہیں عدی ابن ابی حار کہتے ہیں حدیث

ر جلان من قومی انھما اتیا البنی صلی اللہ علیہ وسلم وهو  
 یقسم الصدقة فسا لاه منها فرغ البصر وخفصه فراهما جلد  
 قومیین فقال ان شئما فعلت ولا حق فیہا یغنی ولا تقوی  
 مکتسب یعنی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس دو شخص  
 حاضر ہوئے اور اس حالت میں کہ حضرت تقسیم صدقہ فرماتے  
 تھے پس وہ دو شخص اس صدقہ سے سوال کئے پس حضرت  
 نے انکو زیر وبال ملاحظہ فرمائے کہ وہ دو شخص صاحب طا  
 اور قوی ہیں پھر ارشاد ہوا کہ اگر تم چاہو تو میں کرتا ہوں یعنی  
 صدقہ میں سے تمکو دیتا ہوں اور حال یہ ہے کہ صدقہ میں حق  
 غنی کا اور صاحب قوت کا جو کسب کرتا ہے نہیں ہے پھر امام  
 طحاوی جواب اداں لوگوں کا جو فقیر قوی کو دینا جائز کہتے ہیں ادا  
 کرتے ہیں ای ان غنا کما یخفی علی فان کنتما غنیین فلا  
 حق لکما فیہا وان شئما فعلت لا فی لم اعلم بغنا کما فیباح  
 لی اعطاء کما وحرام علیکما اخذ ما اعطیکما ان کنتما  
 تعلمان من حقیقۃ امور کما فی الغنی معنی حدیث کے  
 یہ میں کہ اگر تم غنی ہو تو تمہارا حق صدقات میں نہیں ہے اگر تم  
 لینا چاہتے ہو تو میں تمکو دیتا ہوں کہ اس واسطے میں تمہارے  
 غنی نہ ہو نیکی نہیں جانتا ہوں پس مجھے تمہارا دینا جائز ہے مگر تم  
 لوگوں کو اپنا غنی ہونا معلوم ہے تو لینا جائز نہیں پھر امام طحاوی  
 اپنے جانب سے فیصلہ فرماتے ہیں او اہل مذہب اولی کو جو  
 فقیر قوی کو دینا ناجائز کہتے ہیں اسکو رد کرتے ہیں وھذا

اولیٰ ما حملت علیہ ہذا الآثار لانہا ان حملت علی ما  
 حملہا علیہ اہل المقالة الاولیٰ ضادت سواہما مما قد ذکر  
 عن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یعنی امام  
 طحاوی فرماتے ہیں کہ یہ معنی حدیث کے جو ذکر ہوئے اولیت  
 رکھتے ہیں کہ حمل کیا جاوین اور احادیث کے معانی میں جو  
 کہ اگر اہل مذہب اول جو معنی حدیث کے حمل کئے یعنی حرام ہونا  
 صدقہ کا فقیر قوی پر جو اور روایتیں جو حضرت سے مروی ہیں ان کے  
 یہ احادیث مخالف ہو جاوینگے پھر امام طحاوی نے کین احادیث  
 رو میں اہل مقالہ اولیٰ کے جو فقیر قوی کو صدقہ لینا ناجائز کہتے ہیں  
 لائے اور خلاصہ سب جواب امام طحاوی کا یہ ہے کہ آنحضرت  
 صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فقرا تو کیا کو اور حیج البدن کو صدقہ  
 دینے سے انکار نہیں فرمائے اور فقرا تو کیا کو بھی صدقہ دئے  
 اور جہان حضرت نے انکار فرمائے ہیں تو اصل غرض حضرت  
 کی اور انکار حضرت کا باعث غنی ہونیکے تھا نہ باعث قوی  
 اور صحیح ہونیکے پھر سہ بارہ امام طحاوی بطریق فیضہ اور رد اہل  
 مقالہ اولیٰ جو قایل بعدم جواز اخذ صدقات بہ فقیر قوی ہیں فرماتے ہیں  
 وکان اولیٰ الاشیاء نبائی الآثار التی ویناہا عن  
 رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فی الفصل الاول  
 من قولہ لا یحل الصدقة لذی مرة سوی لئلا یخرج  
 معناہا من الایۃ المحکمۃ ولا من الاحادیث الاخر الق  
 روینا ویكون معنی الک معنی واحد الصدق بعضہا

یعنی امام طحاوی فرماتے ہیں کہ وہ جو بمنہ حدیث کے معنی بیان کیا  
 بھی معنی کرنا اور احادیث کے جو فصل اول میں مذکور ہیں قول  
 سے حضرت کے جو لائحہ الصدقہ کے معنی ہے تاکہ نہ خارج ہو جاوین  
 معنی حدیث کے آیت محکمہ قرآنی سے اور نہ دوسری احادیث  
 سے جو بمنہ روایت کیا اور ہو جاوین معنی سبکے ایک ہی معنی کہ ایک  
 کو ایک تصدیق کریں یعنی جو آیت قرآنی ہے کہ انما الصدقات  
 للفقراء والمساکین والعالمین علیہا حق تعالیٰ نے صدقات  
 فقراء اور مساکین وغیرہ کو دینے کا ارشاد فرمایا اور پھر نہیں فرمایا  
 کہ للفقراء والمساکین المرضی یعنی جو فقیر اور مسکین بیمار ہیں اور کو  
 زکوٰۃ دی جاوے نہ قوی اور صحیح کو اور حضرت نے ہی صحیح  
 اقویاء فقراء کو صدقات غایت فرمایا اگر حدیث مذکورہ در فصل اول  
 جو لائحہ الصدقہ لہی مرۃ سوی ہے اپنے ظاہر معنی پر رکھا جاوے  
 اور سبکی تاویل حسب صدر کیا جاوے یعنی حکم حرمت اخذ صدقات  
 فقیر قوی صحیح پر کیا جاوے تو یہ حکم مخالف آیت قرآنی کے اور  
 اس احادیث کے ہونا لازم آتا ہے کہ جن احادیث میں بھروارد  
 ہوا کہ حضرت نے فقیر صحیح قوی کو صدقات غایت فرمایا ہے پھر امام  
 طحاوی نے بہت احادیث اور آثار مسئلہ جواز اخذ صدقات  
 فقیر قوی کی روایت کر کے اس سے استنباط مسئلہ مذکورہ کئے  
 اور جواب اول لوگوں کا دئے جو فقیر قوی پر حرمت اخذ صدقات  
 کے قائل ہیں بالآخر یہ لکھے ہیں وهذا المعنی الذی حملنا علیہ  
 وجہ ہذا الاقار و هو قول ابی حنیفہ و ابی یوسف رحمہما اللہ

یعنی پھر تاویل احادیث در باب جواز اخذ صدقات فقیر قوی کے  
 جواز احادیث سے کریمین آئے بھی قول امام اور صاحبین کا ہے  
 من بعد امام طحاوی نے جو سوالات اس مذہب اور اسکے متعلق  
 پر ہونے تھے وہ سوالات کر کے اسکے جوابات ادا کئے اور اوپر  
 ختم باب ذی المیزۃ السوی الفقیر بل محل الصدقہ کا فرمائے خیال  
 کیا جاوے کہ مجیب قوی نے جو فقیر قوی صحیح کا عدم جواز اخذ  
 صدقات قوی سے من لکھ کر داخلہ طحاوی کا دئے تو ہر خد کہ قول بخ  
 ایک قوم کا طحاوی میں مذکور ہے مگر یہ مذہب نامرضی طحاوی ہے  
 اور طحاوی نے اس مذہب کو رد کیا اور خلاف اسکا یعنی جواز اخذ  
 صدقات فقیر صحیح کو لکھا ہے پس ایسا داخلہ دنیا مفید مدعا مجیب کو نہیں  
 ہے جیسا کہ اکثر اقوال قرآن میں نقل ہیں کہ قرآن اون اقوال کا  
 رد کیا پس اگر ویسے اقوال کا جو کوئی شخص دعویٰ کر کے کذافی القرآن  
 کہے پس ویسا داخلہ قرآن کا کیا اسکو مفید مدعا ہے اور دوسرا یہ  
 ہے کہ مجیب صاحب نے کھے ہیں کہ امام اور صاحبین کا یہ مذہب ہے  
 پس طحاوی میں خلاف اسکا ہے یعنی امام اور صاحبین کے نزدیک  
 جواز اخذ صدقات فقیر قوی کو طحاوی نے ذکر کیا کتاب فتح المبین  
 میں صحیح ترمذی سے منقول ہے و اذا کان الرجل قویاً محتاجاً  
 ولم یکن عندہ شئ فیتصدق علیہ اجر من المتصل  
 عند اهل العلم و وجہ ہذا الحدیث عند بعض اهل  
 العلم المسئلۃ ترجمہ اور جسوقت مرد قوی اور محتاج ہو اور اسکے  
 نزدیک کچھ چیز نہ ہو اور اسکے اوپر صدقہ کیا جاوے کفایت



کرتا ہے صدقہ دینے والی کو اہل علم کے نزدیک لمعات  
 میں شرح اس حدیث لایکل الاصلہ لکنی اح کی یہ لکھتے ہیں کہ اگر  
 حدیث کو بعض علما منسوخ کہتے ہیں یا مراد لایکل سے لاشعنی ہے  
 یعنی بتقدیر عدم نسخ لفظ لایکل جو اس حدیث میں وارد ہے اپنے  
 معنی حقیقتی جو عدم علت میں مستعمل نہیں بلکہ اس مقام پر معنی او سکے  
 عدم اولویت کے ہیں یعنی صدقہ لینا غنی کو اولی نہیں اگر لوہے  
 تو جائز ہے حرام نہیں محدثین کو اس حدیث میں ایسے تو حیثیات  
 کے اس واسطے احتیاج اور ضرورت پڑی کہ اس باب میں اتحاد  
 مختلف وارد ہیں شکوۃ میں ترمذی اور نسائی وغیرہ سے روایات  
 عبداللہ بن مسعود وارد ہے کہ حضرت نے فرمایا کہ جسکے نزدیک  
 بچاں درہم ہوں او سکوسوال کرنا حلال نہیں اور دوسری  
 حدیث عطاء سے روایت ہے کہ جس شخص کے نزدیک چالیس  
 درہم ہوں او سکوسوال حلال نہیں بنا پر حدیث اول کے جسکے نزدیک  
 بچاں درہم سے کم ہوں اور بنا پر حدیث دوم کے جسکے نزدیک  
 کم چالیس درہم سے ہوں او سکوسوال جائز ہے پس صدقہ لینا  
 بے سوال بطریق اولیٰ اور ایک مقام پر شیخ عبدالحق سے روایت  
 شکوۃ میں منقول ہے کہ امام ابو حنیفہ اور ان کے اصحاب کے پاس  
 یہ حکم ہے کہ جس شخص کے نزدیک دوسو درہم ہوں وہ سوال  
 نہ کرے اور ایک حدیث مرسل موافق مذہب امام کے نقل کئے  
 ہیں کہ یہ حدیث ناسخ اون تمام احادیث کی جو اس باب میں  
 وارد ہیں پس موافق مذہب حنیفہ کے جسکے نزدیک دوسو درہم

سے کم ہوں اور سکو صدقہ فرض یعنی زکوٰۃ لینا بھی جائز ہے صدقہ نقل بطریق  
 اولیٰ قنادی عزایب میں مرقوم ہے وروی ابو عصمتہ عن  
 ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ بخونہ دفع الزکوٰۃ الیٰ الہاشمی  
 فی نرساننا وانما کان لا یجوز فی ذالک الوقت و یجوز  
 النفل بالاجماع و کذا یجوز النفل للنفی من لا یحل  
 الصدقہ قرینے روایت کیا ابو عصمتہ ابی حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ سے  
 کہ جائز ہے دنیا زکوٰۃ کا ہاشمی کو ہمارے زمانہ میں کہ سوائے  
 اسکے نہیں ہے کہ اس وقت میں جائز نہیں تھا اور ایسا ہی جائز ہے  
 صدقہ نقل اس غنی کو کہ اس کے واسطے صدقہ فرض لینے زکوٰۃ لینا  
 حلال نہیں اور قنادی سے سراجیہ میں مرقوم ہے لو قصد  
 علی غنیین جائز فیہ روایت عن ابی حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ  
 وھو قولھا ترجمہ اگر صدقہ کرے دو غنی پر جائز ہے ایک زوت  
 میں ابو حنیفہ رحمۃ اللہ سے اور وہی ہے قول صاحبین کا یعنی  
 ہر دو شخصوں پر سبب مشاع ہو نیکیے جائز نہیں بخلاف صدقہ نقل  
 کے کہ اگر دو غنی پر کرے جائز ہے صاحب مائے مسائل بحر الزکوة  
 سے نقل کرتے ہیں وقیل بالزکوٰۃ لان النفل یجوز للنفی کما  
 لہاشمی والصدقات المفروضۃ والواجبۃ والنداء  
 و صدقہ الفطر لا یجوز صر فیہا للنفی لموم قولہ علیہ السلام  
 لا یحل الصدقہ للنفی ترجمہ میں اس روایات سے صاف مترج  
 ظاہر ہوا کہ مراد صدقہ ہے کہ حدیث لا یحل الصدقہ للنفی ام  
 میں مذکور ہے صدقہ فرض یعنی زکوٰۃ ہے غنی کو لینا حلال نہیں ہے

صدقہ نفل اور درختار میں تحرر ہے ان طالب العلم مجوز لہ  
 اخذ الزکوۃ ولو غنیاً اذا فرغ نفسه لا فادت العلم  
 واستغناؤہ لعمہ عن الکسب والجاہتہ داعیہ الحیما  
 لا بل منذرینہ طالب العلم کو زکوۃ لینا جائز ہے اگرچہ وہ غنی ہو جو  
 کہ وہ اپنے تین خالی کیا واسطے سکھانے علم کے اور سیکھنے اور سکے  
 واسطے عاجز ہونے اور سکے کسب کے اور حاجت چاہتے ہے ضروری  
 کو پس اس روایت سے معلوم ہوا کہ معلمین اور مدرسین اور  
 طالب علم کو زکوۃ لینا باوجود غنی ہونیکے جائز ہے پس صدقات  
 نوافل اور طعام نیازات اور کوئی نہ جائز ہوگا اور وجہ اسکی  
 یہ ہے کہ معاش مدرسین کی جو ہوتی ہے یا تو سرکار سے مقرر ہوئی  
 ہے یا بطور چدہ کے مسلمان جمع کر کے دیتے ہیں یا کوئی امیر و  
 مشاہرہ دیتا ہے اگر سرکار سے اور کوئی مشاہرہ دیتا ہے وہ بیت  
 المال مصرف زکوۃ ہے اگر بطریق چدہ ہے یا کوئی امیر انکو مشاہرہ  
 دیتا ہے تو یہ خیرات اور صدقات نوافل سے ہے پس مدرسین  
 اور معلمین کو صدقات باوجود غنی ہونیکے مفروضہ اور صدقات  
 نوافل سب کچھ جائز ہے اور اسکو وہ لوگ بخوشی قبول فرماتے  
 ہیں پھر طعام فاتحہ اور کوئی جائز کیون نہ ہو اماں مگر فاتحہ میں کھانا ہوتا  
 ہے نقد ہی نہیں ہوتی شعر و للناس فیما یشتقون من اہب  
 منطہ ہر حق میں شرح حدیث لا تحل الصدقہ لغنی الم کی  
 لکھتے ہیں کہ مراد صدقہ سے اس حدیث میں زکوۃ ہے اور غنی کے  
 تین قسم ہیں ایک وہ غنی کہ زکوۃ اس پر واجب ہو دوسرا وہ

کہ صدقہ فطر اور فربانی اوسپر آوے نہ زکوات سوم وہ کہ سوال  
 اوسپر حرام ہوئے نہ صدقہ جس شخص کے پاس قوت یکروزہ ہے  
 زکوات لینا عمل نبطا ہر اس حدیث کے ممنوع ہے اور نزدیک  
 حنفیہ کے عمل اوں احادیث پر ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ  
 وسلم صحابا سے کرام کو با آنکہ صاحب قوت اور کسب قادر تھے  
 مگر صاحب نصاب نہیں تھے تا رعت شریف کو اذہ غایت فرماتے  
 رہے پس حدیث لا تحل الصدقہ قران احادیث سے منسوخ ہے  
 یا ما دل اب حدیث سعد بن عبادہ کا حال بیان کیا جائے کہ انہوں نے  
 اپنے والدہ مرحومہ کے جانب سے براہ صدقہ باولی کہہ دے کہ ایا وہ  
 باولی کا یانی خاص تھیرون کا ہی حق تھا یا غنیاء بھی اوسمیں  
 شامل تھے تھیں تشر کی حدیث سے مفہوم نہیں اور الی الان بھی  
 تھے عادت جاری ہے کہ جو کوئی بد باولی کہہ داتے ہیں تخصیص  
 فقراء کی نہیں کرتے بلکہ فقرار اور غنیاء سب اوس سے مستفیض  
 ہوتے ہیں علی الخصوص جو باولی یا حوض تحت مسجد ہوتے ہیں  
 سب اسی قبیل کے صدقات ہیں اور سبوجہ وغیر میں پالی  
 مسجد یا ایدار خانو میں رہتا ہے یہ سب از قبیل صدقات ہوتا ہے  
 پس اس قسم کے اغنیاء انبلکہ ایسے یانی سے استعمال وضو وغیرہ  
 فرماتے ہوں یہاں کچھ اقوال علماء سلف در باب طعام نیازات  
 بیان کئے جاتے ہیں سوط الرحمن علی قرن الشیطان میں  
 مرقوم ہے کہ شاہ عبدالعزیز صاحب جواب فتوے میں لکھتے ہیں  
 اگر فاتحہ بنام بزرگے دادہ شود اغنیاء ورا خور دن دران جائز نہ

مولوی عبدالحکیم صاحب دہلوی کتاب جمال الملت والدین فی رد  
و یامین میں لکھتے ہیں ہمارے وقت کے علماء بالاتفاق کہتے  
ہیں کہ فاتحہ کے دو طریق ہیں پھلاید کہ کہانے پسنے سے فارغ  
ہو کر آیات قرآنی پڑھیں جناب بادعین التماس کریں کہ خدا اس کھانیکا  
اجر فلانی میت کو پہنچائی عادت بزرگان حرمین شریفین میں ہے  
زادہما اللہ شرفاً و تقیماً دوسرے یہ طریق ہے کہ آیات قرآنی  
پڑھیں اور التماس جناب کبریائی الہی میں کریں کہ اٹھی کس قرأت کا ثواب  
اور اس کھانیکا اجر فلانی میت کو پہنچا ایسے فاتحہ کا کھانا غنی اور  
فقیر سب کو جائز ہے اور اجر میت کو پہنچتا ہے انتہی مائتہ مسائل  
میں تحریر ہے شیخ عبدالحق دہلوی رحمۃ اللہ علیہ در جامع البرکات  
نے نو سینہ طعامیکہ بہ نیت تصدق بہ فقراء از اموات بہ نذر خیر  
فقیر رار و انبود چہ تصدق بر فقراء مے باشد و ہدیہ مراعتیہ را انجہ  
بہ نیت نیافت میں تیار کنند ہر کہ باشد غنی باشد خواہ فقیر خانیچہ  
در اعرا اس مشایخ در دیار یا متعارفت عام باشد فقراء و غنیہ  
را دلا بد بد ایچہ فقراء و محتاجان خورد مورث ثواب خواہد بود  
و ایچہ غنیہ فقراء خورد خیر موجب عقاب نخواہد بود انتہی جانا چاہیے  
کہ کلام شیخ جو مورث عقاب نخواہد بود ہے مقابل اور رد میں  
کلام اولن کو گوئی ہے جو کہ طعام فاتحہ غنیہ کو حرام اور مذکور  
سمجھتے ہیں نہ جہ منی ہیں کہ غنیہ کا کھانا بالکل ثواب نہ ہو  
حسب ارشاد الہی ہوا ان تصافوا کمزورۃ من شعیب اللہ  
من حج البیت او عمر فلا جناح علیہ ان یطوف مصحح

صفا اور مروہ عبادت گاہوں الٰہی سے ہے جو شخص کج ج کری یا بڑھ  
لاوے اوپر گناہ نہیں ہے کہ سعی صفا مروہ کرے پس اس کے یہ  
معنی نہیں ہیں کہ سعی صفا مروہ میں کچھ ثواب نہیں ہے بلکہ یہ ارکان  
حج و عمرہ ہے بلکہ یہ ارشاد اس واسطے ہوا کہ قبل اسلام صفا اور مروہ  
پر بتوں کی پرستش ہوتی تھی جبکہ اسلام آیا مسلمانوں نے سعی صفا اور  
مروہ باعث عادت سابقہ کے مکروہ اور گناہ جانے اس باعث سے  
حق تعالیٰ نے اس کی نفی کیا اور نہ فرمایا کہ سعی صفا اور مروہ عبادت  
ہے اور گناہ نہیں اور کتاب فتح الحق میں شرح برزخ  
منقول ہے ویکرہ لاھلہ اتخاذا طعام لا یقر بہ ولا غنیا  
الحی ثلاثہ ایا م ویکرہ لھم اکلہ اما بعد ثلاثہ ایا م لا یتکرہ  
اتخاذا طعام لمن مات لم میت لاولہ وجبر ولا علی سبیل  
الضیاقہ ولا لیکرہ الاکل فیہ لا تغنی ولا للفقیر مدعی الیہ  
اور تیسری سبیل الیہ ترجمہ اور مکروہ ہے تیار کرنا کھانے کا واسطے  
اقربا اور غنیاء کے تین دن تک اور مکروہ ہے او کو کھانا  
اوس کا لیکن بعد تین دن کے مکروہ نہیں تیار کرنا کھانے کا اور ہر شخص  
کو کہ جب کا کوئی مرا ہے نہ واسطے میت کے اور نہ علی سبیل ضیافت  
کے اور مکروہ نہیں کھانا اوس کا نہ واسطے غنی کے نہ واسطے فقیر  
کے کہ دعوت اوس کھانے کی کیا جاوے یا او کو ہیجا جاوے شاہ  
محمد الدین دیوبندی نے فصل الخطاب میں زادا الاخرۃ سے نقل  
کئے ہیں اہل مصیبت را اتخاذا طعام براے فقرا و ماسہ روز و غور  
ایشان ازان مکروہ نیست اما ترتیب طعام براے اقربا و غنیاء و

خوردن ایشان آنرا تا نہ روز ایام مصیت مکرده است و بعد انقضا سے یہ روز  
 عام ازین کہ براسے ارواح موتی باشند یا برسبیل ضیافت و بچنین در  
 خوردن این غنی و فقیر برابر است کہ دعوت کردہ شوند یا بایشان  
 فرستادہ شود مکرده بود چہ در تصدق با غنیاء نیز ثواب است اما  
 کم از ثواب تصدق بہ فقراء کذا فی شرح ابریح و الاملائی الفاخرہ  
 زیرا کہ صدقہ موتی از قسم صدقات واجبہ نیست کہ محض حق فقراء باشد  
 و سو اسے ایشان بدگیرے طلال نبود بل از تطوعات است کہ تصرف  
 ان بدگیران ہمسما جائز باشد اور دوسرے مقام پر باب طعام اعراس  
 میں لکھے ہیں طرفہ اینست کہ مہر طمان باین خیال خام در اجابت  
 دعوت چنین طعام نہ بحر العلوم و سند العلماء و سید واعظ و مولوی  
 صفوی و دیگر علماء کثرتنوں انجیر طعمہ میزنند طعن برین علماء گذشتہ ناشی  
 از جہل مسایل دینی و مشرور کمال شوخی و بے ادبیت تعزیر بے  
 ادبی در مقدمہ شانزدہم حوالہ قلم گردیدہ است انتہی مراد صاحب  
 کتابکی بحر العلوم ملک العلماء مولانا عبد العلی صاحب اور سند العلماء  
 سے شاہ عبد العزیز صاحب اور سید واعظ سے مراد مولوی سیّد  
 محمد علی مصطفیٰ آبادی اور مولوی صفوی سے مراد قاضی ارتضیٰ علی  
 رحمہ اللہ علیہم ہیں پس اس تحریر سے صاف واضح ہوا کہ یہ علماء  
 عظام سب طعام اعراس کھاتے اور دعوت قبول فرماتے  
 با وجہ دیکھ سب متمول اور ذی مقدرت تھے کتاب غیبیہ  
 المستملی شرح منیہ المصلی سے صاحب فتح الحق نقل کرتے  
 ہیں مرداء الامام احمد بسند صحیح والوداؤد عن عاصم بن علیہ

عن ابيه عن رجل من الانصار قال خرجنا مع رسول الله  
 صلى الله عليه وآله وسلم فرأيت رسول الله صلى الله  
 عليه وآله وسلم وهو على القبر يوصي الكافر يقول او سمع  
 من قبل رجله او سمع من قبل راسه فلما رجع استنقبه  
 داعي امره فجاءه وحجى بالطعام فوضع القوم فاكلوا  
 رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم ملوك لقمته في فير  
 ثم قال اني اجل لحم شاة اخذت البعير اذن اهلها  
 فامر سلت المرات تقول يا رسول الله اني امر سلت  
 الى النقع اشتري شاة فلم اجد فامر سلت بها  
 الى جاري قد اشتري شاة ان يرسل الي شئها  
 فلم يجد فامر سلت بها الى فقال رسول الله صلى الله  
 عليه وآله وسلم اطعمه الا سار من هذا ايدل على  
 ابا خنصر صنع اهل الميث الطعام والدعوت اليه كتاب  
 فتح الحق من تحريره مولانا قاضي الملك بدر الدوله رحمة الله  
 عليه تفسيره في الكرم من شافيه کے کت معتبرہ سے مسائل بیان  
 کر نیکی بعد فرماتے ہیں اون مسائل کی تطہیر بیان کرتے اور ہم  
 کہتے ہیں کہ میت کے نام سے فاتحہ کرنا نئے قربات سے ہوگا  
 کیا واسطے کہ قرآن شریف کے سورے پڑھنی اول کا ثواب  
 میت کو بخشے اور میت کے نام سے فاتحہ کر نیکی عرف میں فاتحہ  
 کہتے ہیں اور سکے ساتھ کہے شیرنی یا میوہ یا کھانا اپنے حسب حال تیار  
 کر کے کھلاتے ہیں اور نامی ہیں اور اموات کے لئے دعا مانگنا



اور اونکے نامے صدقہ دنیا بالاتفاق اہل سنت و جماعت کے مذہب  
 میں قرباتے ہے جب دعا کرنا اور کھانا قربات سے ہو تو اسکی نذر  
 بھی صحیح ہوئی و سکودا کرنا بھی لازم ہوا فاتحہ کا کھانا جسکو کھانا کیلیم  
 کر نیکی نیت کر لیا تو اسکو کھانا لازم ہوگا اگرچہ وہ شخص غنی یا نادار  
 عیال میں ہو اور فاتحہ کا کھانا فقرا اور مساکین کو ہے کھلاوسے  
 تو او سمین اجر ہے سو پھر بات نہیں بلکہ اغنیا کو بھی بطریق صدقہ یا پھر  
 فقہین اجر ہے اگرچہ فقرا اور مساکین کو کھلانے میں ثواب بڑا ہے  
 اتنی کلام سے قاضی بدرالدولہ کے جو صلحاء وقت سے تھی نمونہ انکی  
 صلاحیت کا اونکے خلف مولوی محمد سعید خان صاحب مفتی مرافعہ صدر  
 سے ظاہر ہے کئی تصریحات ظاہر ہوئے اول یہ کہ طعام فاتحہ کا  
 کھانا اغنیا کو اور فقرا کو جائز ہے دوم یہ ہے کہ طعام فاتحہ کا کھانا  
 جن لوگو کو نیت میں ہوا وہیں کھانا لازم ہوگا اگرچہ وہ غنی اور عیال نہ  
 کے ہوں پس یہاں قبل از تیار سی طعام اسماء و عتقی اغنیا یا فقرا  
 بخورنے کے جاتے ہیں پس لازم ہوا کہ وہیں کو طعام فاتحہ کھلایا جاوے  
 کہ چٹخے کھانا کی نیت کے لئے گئی ہے تیسرا یہ کہ غنی کو بھی کھانا میں اجر ہے  
 جیسا کہ اور علماء نے بھی اسکی تصریح کئے جیسا کہ اوپر گذری پس  
 ایصال ثواب میت کو غنی کے بھی کھلانے میں متحقق ہے چوتھا یہ  
 ہے کہ طعام فاتحہ کی اگر نذر کریں اسکا ایفاء بھی ضرور ہے فلہذا درہ  
 پس اس سے جواب اون اقوال کا ہوا کہ جو بعضے لوگ نذر اولیاء کو  
 حرام کہتے ہیں اور بعضی اطلاق کفر بھی کرتے ہیں اور دلیل اونکی یہ  
 ہے کہ نذر خاص عبادت الہی ہے غیر کے واسطے حرام یا کفر ہے

یہ قول اذکار بلا تفتیح ہے اس واسطے کہ عوام الناس کے نزدیک نذر  
نیاز کے معنی ایک ہے یعنی عوام الناس نذر اور نیاز ہر دو یکے  
ایصال ثواب استعمال کرتے ہیں بلکہ لوگ لفظ نذر میں ادا بحدت  
اولیاء اللہ سمجھتے ہیں یعنی لفظ نذر عرفاً اوس چیز کو کہتے ہیں کہ جو  
بادشاہوں کو گزرانے جاتی ہے اور بعض اہل لغت بھی نذر کے یہ معنی ہوا  
معنی نذر شرعی کے لکھتے ہیں پس اس وقت میں نذر اولیاء میں نہ حرمت ہے  
اور نہ استعمال لفظ نذر اس جاسے موجب کفر ہے اور نذر شرعی وہ ہے  
کہ عبادت حق تعالیٰ مثل صدقہ اور صوم یا نماز جو واجب ہوا ہے چڑھا  
کرے مگر کوئی شخص اس قسم کے نیت نہیں کرتا اور یہ نہیں کہتا کہ صدقہ  
سے مراد ہماری عبادت اولیاء اللہ ہے بلکہ اس قسم کا گمان کرنا ہے  
مسلمان کے حق میں سود ظن ہے کتاب فتح الحق میں خلف قاضی الاسلام  
اعتماد پر لکھتے ہیں کہ اعتقاد امور قلبیہ ہے اسکا علم غیب پر موقوف  
ہے اور ہم اسکی تحقیق شرعاً مامور نہیں حدیث ہذا کفایت قبلہ دوسرے  
دلیل ہے پس عوام کے حق میں یہ آپکا سود ظن ہے بھر حال ہم کہتے  
ہیں مقرر ض صاحب نے عوام کی نذر و نیاز جو فہم کیا کہ عوام کا اعتقاد  
بہ امید قل شکلات اور غیر اللہ سو مقرر ض صاحب کی خوش فہمی  
منشی ہے انتہی صحیح بخاری میں حدیث وارد ہے کہ انحضرت  
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا انی لم ادر ان القلب عن  
قلب الناس ولا اشق علیہم یعنی مجھے حکم نہیں ہے کہ میں  
اویسوں کے قلب میں سورج کر دوں اور نہ یہ کہ اوسکے شکم کو چیر دوں  
شاہ محی الدین دیلوری فصل الخطاب میں لکھ میں انجہ مولوی دہلوی در

باب دوم صراط مستقیم قلم آورد که در خوبی نذر و نیاز تسکینیت و آنچه پیش  
 بزرگان و امراد میکند را خندیمه بمعنی بدیه است نه بمعنی عبادت و امام ربانی  
 در بعضی مکتوبات خود فرموده اند که نذر شمار رسید درین امر مطاعین طبعین  
 بر بزرگان از جانبین بجز از دانی و شعر از امر نفسانی است انتهی عین بحکایت  
 مین تحریر ہے شاه عبدالعزیز صاحب لکھتے ہیں و نذر اولیاء و اسد بر آ  
 قضا و حوائج معمول و مرسوم است اکثر فقہا بحقیقت آن پے نہ برده اند  
 و آنرا بر نذر خدا قیاس کرده حکم بر آورده اند کہ اگر نذر بالاستقلال بر آ  
 آن ولی است باطل و اگر برای خداست و ذکر ولی بر اے مصرف  
 است صحیح است لیکن حقیقت نذر آنست کہ اہل ادو ثواب اطعام و انفاق  
 و بذل مال بروح میت کہ امریت مسنون و از روئے احادیث مثل  
 ماورد فی الصبیحین حال ام سعد و غیرہ این نذر مستلزم ہے شود  
 پس حاصل این نذر آنست ان شئت قلت مثلاً اہل عی ثواب  
 ہذا القدر مالی روح فلان و ذکر ولی بر اے تعین عمل مندور  
 است نہ بر اے مصرف و مصرف این نذر نذر ایشان از آثار ب  
 و مہر تیان و امتثال فی الکعبین مقصود نذر راست و حکمہ اندہ صحیح  
 یحب الوفاء لاند معتبرۃ فی الشریعہ آری اگر آن ولی را حلال مشکلا  
 بالاستقلال یا شفع غالب اعتقاد ہے کنند این عقیدہ منجر لشرک  
 و فساد ہے گرد و لیکن این عقیدہ چیز ہے دیگر است و نذر چیز ہے  
 دیگر انتہی اور فتح الحق مین تحریر ہے و مولوی فیع الدین صاحب  
 علیہ الرحمہ در رسالہ مذکور ہے نگارند و لفظ نذر اینجا مستعمل ہے شود  
 نہ بمعنی شرعی است چہ عرف آلت کہ آنچه پیش بزرگان سے بزد

نذر و تیار سے گوئید اسی عمارت کے لئے جو ایمین عبد الوہاب نجدی کے کہیں  
 ہیں بیان کیا جاتا ہے واما ما لقولن هذا نذر النبی هذا نذر الوہی  
 فلیس بنذر شرعی ولا داخل فی النہی ولیس فیہ  
 معنی النذر الشرعی ما یهدی الی الا کا بر نقیال لہندیا  
 فہذا الجاہل لا یعرف۔ معانی الفاظ ولا یمیز بین المعانی  
 اللغوہ و الشرعیہ و متخو فی الدہین و متخو ع افتقر کذا فی  
 سیف الجبار ترجمہ لیکن لوگ جو کہتے ہیں کہ بچہ نذر نبی اور نذر ولی کی ہے  
 یہ نذر شرعی نہیں اور نہ داخل ہے منع میں اور نہ اسمین معنی نذر شرعی  
 کے ہیں جو چیز کہ بزرگوں کے پاس پہنچے جاتی ہے اور سکونڈ رکھنا  
 ہے پس یہ جاہل معنی الفاظ کو نہیں پہچانتا ہے اور تمیز درمیان معانی  
 لغویہ اور شرعیہ کے نہیں کرتا اور دین میں جڑت کرتا ہے اور اخترا  
 کرتا ہے کتاب سیف الجبار میں تحریر ہے شاہ ولی اللہ نے انفس  
 العارفین میں اپنے والد کے حال میں لکھا ہے حضرت ایشان نے فرموا  
 کہ فرما دیجیے رائے کے پیش آمد نذر کرو کہ بار خدا یا اگر میں مشکل بکری  
 انقدر مبلغ بھرت ایشان ہدیہ دہسم ان مشکل مندفع شد و آن از خاطر  
 اور رفت بعد چند سے اسپا و ہمار شد و نزدیک ہلاک رسید بر سبب  
 امر مشرف شدم بدست یکے از خادمان کہ فرستادم کہ این بیماری  
 بسبب عدم وفاء نذر است اگر اسپ خود را میخوایے نذر ہے کہ در طلب  
 محل التزام نمودہ بفرست دے نام شد و آن نذر فرستاد و جان عت  
 اسپ او شفا یافت اور بھی اسی کتاب میں ہے این فقیر از یاران کہ  
 حاضر واقعہ بودند شنیدہ است کہ حضرت ایشان در قصبہ ڈاسنہ

بزیرارت مخدوم اللہ دیر رفتہ بودند و شب هنگام بود و دران محل  
 فرمودند مخدوم ضیافت مایکند و میگویند که خیرے خورده روید  
 توقف کردند تا آنکه اثر مردم منقطع شد و طالع بریاران غالب  
 آمد انگاہ زنی بہ آمد طبق برج و شیرینی بر سر و گفت کہ نذر کرده  
 بودم کہ اگر زوج من بیاید همان ساعت این طعام بختہ بنشیند گاہ  
 در گاہ مخدوم اللہ دیر رہا نم درین وقت آمد ایفاء نذر کردم و  
 آرزو کردم کہ کسے آنجا باشد کہ تناول کند اور بھی ادسی کتاب  
 میں حضرت میر ابو العلی کے ذکر میں کہ اونکے پیرومین سے  
 تھے لکھا ہے کہ ہزار فایض الاوار حضرت خواجہ معین الدین حشتی  
 قدس سرہ متوجہ سے بودند و از ان جناب دلربا بنمایا فقیہ  
 و فیضیہ گرفتند استماع افتاد کہ خانگیان ایشان بسبب کسے کہ عار  
 میر نور العلی شدہ بود بان مزار یک روپیہ و یک چادر نیاز  
 فرستادہ بودند حضرت امیر را از ان اطلاع نمود و رے  
 بان مزار متوجہ بودند کہ از درون ند آمد کہ اینقدر از خانہ ثمانیا  
 آمدہ است و بر اے صحت فرزند شما و خواہش فرزند دیگر کردہ اند  
 و ان ملتہیں مندول است شاہ عبدالعزیز صاحب نے تحفہ اشاعت  
 میں لکھا ہے معنی امامت کہ در اولاد امیر علیہ السلام باقی ماندہ  
 و یکے مرید گیرا و صی ان میا خت ہمیں قطبیت ارشاد و بمبت  
 فیض ولایت بود لہذا التزام این امر کا فہم خلاقی از ائمہ اطہار و  
 نشدہ بلکہ یاران چیدہ و مصاحبان برگزیدہ خود را بان فیض خاص  
 مشرف میساختند و ہر یکے را بقدر استعداد ادب و باین دولت

سے نواختہ اور بعد تہو ریے کلام کے لکھا ہے و نیز ابن است کہ حضرت امیر  
 ورثہ طاہرہ اور اتمام امت بر مثال پیران و مرشدان سے پرستند و امور  
 مکتوبہ را وابستہ بایشان سے فائدہ و فائزہ و درود و صدقات و نذر و نیاز  
 بنام ایشان ریج و معمول کروند چنانچہ با جمیع اولیاء اللہ ہمین معاملہ است  
 اور دوسرے مقام پر سیف الجبار میں تحریر ہے مولوی رفیع الدین <sup>حسب</sup>  
 نے اسرارِ محبت میں لکھا ہے محبت مع الاحیاء الحاضریں نافقہ  
 عاجلا و اجلا و اما مع الاموات فناقہ فی الآجل بشرط <sup>طلبہ</sup>  
 و الایمان و امانی العاجل فیستوی و اما التوجہ و تخیلہ القلب معہ  
 فی الخلوۃ و مد او متذکرہ و کثرت الذکر و الصحبہ لہ و التوکل  
 باس سال الثواب و الاحسان الحی اہلہ قلک کثیرا ما یفتح باب  
 الاولیہ و یعطی منفعتہ ترجمہ محبت زندون حاضرین کی ساتھ یعنی جو  
 اولیاء اللہ ہیں نافع ہے آخرت اور دنیا میں لیکن محبت اون اولیاء اللہ  
 سے جو اس عالم سے پردہ فرمائے ہیں پس نافع ہے آخرت میں بشرط  
 اہلیت اور ایمان کے لیکن نفع اون سے دنیا میں پس شرط کیا جاتا ہے دوام  
 توجہ اور خالی کرنا دل کے خلوتوں میں اور پیشگی ذکر اور کمی اور بہت یگانہ  
 اونکو اور محبت روحی اونکی ساتھ رکھنا اور نیکی کرنا اونکے ساتھ پونچھنا  
 ثواب کے اور احسان کرنا اونکے اہل و عیال کے ساتھ پس یہ کام بہت  
 فضیلت اور منفعت دیتے ہیں عقد ثمین فی فضائل تلبہ الامیر  
 میں جو شیخ احمد بن شیخ محمد الصراوی رحمۃ اللہ سے ہے بیان میں تہجد بنا  
 علیہ السلام کے تحریر ہے قال المر جانی و قبرہا بمکہ غیریہ و  
 الا ان بعض الصالحین سرائی المنام او کشف لہما یقرب

من الشعب عند قبر الفضيل بن عياض وقد جدد عليها حجر  
مكتوب سنة سبع مائة وتسعة وعشرين ونبئت عليه قبر كبير  
وقابلت خشب وبعض الزوراء بعثت بكسوة البيرزكر  
بالقصب قال انقرشي رحمة الله عليه ولا كان ينبغي لقيين  
قبرها على الامر المجهول قلت بل تعيينه فيه خير كثير احدهما ان  
في كل شهر يعمل لها قراءات عظيمة وسر حنة لطيفة وتحمي  
اهل كتبه هناك وتقرء الموالد النبوية وتفرح الهم والاحتشام  
وتشترق عليهم بركاتها الانوار الالهية وكل ذاك والناس  
مجمعون عند ضريحها المعطر مع بذل الصدقات و  
لظهر الله سبحانه وتعالى عليهم سرار عظيم قال ولي  
القطب شعرا في سيدي عبد الوهاب رضي الله عنه  
اخذ غلبنا العبود ان لا تقرب ولا تنكر ابد على اليا الى الاولياء  
وموالد هم الذي لهم كل شهر وكل سنة ولقد كنت اري  
سيدي احمد بدوي رضي الله عنه ومعه جريد خضر  
وهو هو يدعو الناس من سايرا لا قطار الى حضور مولد  
والناس خلفه ويمينه شماله وقال واخبرني شيخ الشيخ محمد  
الشتاوي رضي الله عنه ان شخصا انكر حضور مولد  
فسلب الايمان فلم يكن فيه شعرة تحب الى بين الاسلام  
فاستغاث بسيدي احمد البدوي رضي الله عنه فقال  
بشرط ان لا تقود فقال نعم فردد عليه ثواب ايمانه ثم قال  
وماؤا تنكر علينا قال اختلف الرجال والنساء فقال له سيدي

احمد ذالک واقع فی الطواف ولم ینکره احد ولم ینع منتم  
قال وغرة مربی ما عصی احد فی مولدی الا وقاب و  
حسنت توفیر وانما اکت ادعوا الوحوش والسمک فی البحار  
من بعضهم افی عجز فی الله عز وجل عن حمايته من یحضر فی  
مولدی کفتنہ حبسہ انتہی فایدہ جانا چاہے کہ اس یار میں  
جس قریب اولیاء اللہ کو عرس کہتے ہیں اوس قریب کو عرب میں ہو  
لو دیتے ہیں ترجمہ کھامرجانی نے اور قبر سیدہ خدیجہ الکبریٰ رضی اللہ  
عنها کی مکہ میں مشہور نہیں ہے مگر بعض صاحبین نے قبر کو اونکے خواب میں  
دیکھے یا اونکو کشف ہوا کہ قبر شریف سیدہ خدیجہ الکبریٰ رضی اللہ عنها  
کی نزدیک شب کے قریب قبر فضیل بن عیاض کے ہے حجر کثوب سند  
ساتھ سوائس برس بنا کیا گیا اور بنایا گیا اونکی قبر شریف پر قبہ کبیر  
یعنی مکہ لہذا وصندوق چوبی اور بعضے وذرانے لباس پر تکلف  
صندوق قبر شریف کے واسطے بھیجے کہ قرشی رحمۃ اللہ تعالیٰ نے اور  
سزاوار نہیں تھا لعین قبر خدیجہ الکبریٰ امر مجہول پر میں کہتا ہوں ملکہ تعین  
کر نہیں خیر کشیر ہے ایک یہ ہے کہ ہر ماہ میں اونکے واسطے قرائت  
عظیمہ کئے جاتے ہیں اور چراغہ لطف لگائے جاتے ہیں اور اہل  
مکہ اوسجائے جمع ہوتے ہیں اور قرائت موالد بنوہ اوسجائے کئے  
جاتے ہیں اور خوشبوی شایع ہوتی ہے اور ظاہر ہوتے ہیں برکت  
سے سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنها کے اہل مکہ پر انوار الہیہ اور ہر عیال  
ہوتا ہے اسوقت میں کہ لوگ نزدیک قبر شریف اونکے ساتھ خرج  
کرنے صدقات کے جمع ہوتے ہیں اور اونپر اسرار عظیمہ ظاہر ہوتے



ہیں کہے ولی نعمت ہمارے قطب شمرانی سیدی عبدالوہاب رضی اللہ  
 عنہ ہم سے عہد لیا گیا ہے اس امر کا کہ ہم انکار اور تعرض نہ کرے  
 اولیاء اللہ اور مولدینے اعراس جو اونکے ہر ماہ یا ہر سال ہوتے ہیں  
 کبھی نہ کریں اور میں سیدی احمد بدوی رضی اللہ عنہ کو دیکھتا تھا کہ  
 اونکے پاس ایک منبر شاخ تھی اور وہ تمام اقطار زمین سے اپنے مولود  
 یعنی عرس میں حاضر ہونے واسطے بلاتے تھے اور لوگ چھپے اور  
 دھپے اور بائیں طرف اونکے رہتے کہے انہوں نے کہ خبر دی مجھے  
 شیخ الشیخ محمد الشناوی رضی اللہ عنہ نے کہ ایک شخص نے سید احمد  
 بدوی کے عرس میں حاضر ہو نیکو انکار کیا پس اس کا ایمان سلب ہوا  
 پس ایک سال بھی اس شخص کا باقی ایسا نہیں رہا کہ وہ دین اسلام  
 کی طرف مائل ہووے پھر اس نے سید احمد بدوی کے طرف فریاد  
 کیا اور انہوں نے فرمایا کہ اس شرط پر کہ پھر ایسا کام نہ کرنا اس شخص نے  
 کھا کہ مان پھر نہیں کرونگا پس اس شخص پر لباس ایمان پہرا گیا  
 پھر سید احمد بدوی رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ تم کس واسطے ہم پر انکار  
 کرتے ہو اس شخص نے کھا کہ اس واسطے کہ عرس میں عورتیں اور مرد  
 ایک جگہ ہوتے ہیں پھر سید احمد بدوی رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ  
 پھر امر یعنی کیجا ہے ہونا مردوں اور عورتوں کا طواف میں بھی ہوتا  
 ہے اور گویا اس کو برا نہیں سمجھنا اور گویا اس سے منع نہیں  
 کرتا پھر سید احمد بدوی رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ قسم ہے بزرگی  
 میری پروردگار کی کہ نہیں گنہ گار کیا گویا شخص میرے عرس میں مگر  
 وہ تو بہ کیا اپنے گناہ سے اور تو بہ اس کی مقبول ہوئی اور جسکے

مین جانوران وحشی اور مایہ دریائی کو بلاتا ہوں اور ان کو ایک سے  
 دوسرے کے نقصان سے نگاہ رکھتا ہوں کیا مجھے حق تعالیٰ عاجز کرے گا  
 کہ جو شخص میرے عرس میں حاضر ہووے میں ان کی نگہبانی کروں  
 اس قسم کا حال سیدنا حمزہ رضی اللہ عنہ کا مسموع ہوا کہ ایام سکوت  
 مدینہ طیبہ کے جو وقت عرس مبارک حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ پہنچا  
 ایک سالگین سے مدینہ طیبہ کے یون فرمائے کہ آج وہ روز ہے کہ حضرت  
 حمزہ رضی اللہ عنہ نے ایک عالم مدینہ کو ارشاد فرمایا ہے میں لکھا کہ  
 وہ کیا ہے انہوں نے کہا کہ ایک عالم ہیں کہ ان کی عادت تھی کہ  
 بروز عرس حضرت سیدنا حمزہ رضی اللہ عنہ کے حضرت کی زیارت  
 کو حاضر نہیں ہوتے بلکہ بروز دوم حاضر ہوتے اور ان کے تلامذہ  
 اور اتباع بھی ایسا ہی کرتے ایک سال جب عرس حضرت حمزہ  
 رضی اللہ عنہ کا پہنچا تب عرس شریف میں وہ عالم خواب میں حضرت  
 حمزہ رضی اللہ عنہ سے مشرف ہوئے اور حضرت نے ان کو عالم  
 سے پوچھے کہ تم کیوں نہیں ہمارے عرس میں حاضر ہوتے ہو انہوں  
 نے کہا کہ حضرت بعضے لوگ اس موقع میں التشن بازی جلاتے ہیں  
 حضرت نے ان کو عالم کو ارشاد فرمایا کہ ہمارا مرتبہ حق تعالیٰ کے پاس  
 اتنا بھی نہیں ہے کہ ہمارے زائرین کی حق تعالیٰ کے پاس سفارش  
 کریں اور ان کے گناہیں حق تعالیٰ سے معاف کرائیں ایسا ہی شہر  
 ربیع الاول میں تقریب مولود سید المرسلین صلی اللہ علیہ والہ وسلم  
 کی مدینہ طیبہ میں بہت تکلف سے ہوتی ہے اور اس میں سب علماء  
 اور مسلمان مدینہ طیبہ اور اہل خدمات مثل عاضی اور مفتی اور بادشاہ

وغیر اہل قدرت اور غیر اہل قدرت جمع رہتے ہیں اور مجلس میں  
 بیان میلاد مبارک اور حال رضاعت اور احوال معراج مبارک  
 ہوتا ہے پھر شیری یا خرماسب اہل مجلس میں تقسیم اور اہل قدرت  
 اور غیر اہل قدرت سب دس شیرینی کو برکت جان کر لیتے ہیں  
 کہ ہذا برکتہ النبی صلو اللہ علیہ وسلم یعنی بھڑکتی آنحضرت صلو اللہ علیہ  
 وسلم کی ہے اور اولیاد اللہ کا بھی عرس مدینہ منورہ میں اسی قسم سے  
 ہوتا ہے خصوصاً سلطان الاولیاد سید امجد بن سیدنا غوث  
 الاعظم رضی اللہ عنہ کا عرس بہ تکلف تمام اور بکثرت ہوتا ہے  
 جانا چاہے کہ جہان اعراض بزرگان دین کے ہوتے ہیں کوئی ایسا  
 عرس نہیں کہ سب فقراء حسین ردھوین اور اغنیاء کے سوا  
 ایک فقیر بھی نہ کھاوے اور نہ کسی کا ایسا دعویٰ صحیح ہے کہ ہم  
 کسی فقر کو رد نہیں کرتے بلکہ سب جاے اہتمام رہتا ہے اور اپنے  
 اندازہ طعام کے موافق فقر اور اغنیاء کو ہر کوئی کھلاتا ہے اور  
 یہ امر کچھ ناجائز نہیں اور نہ ناخوشی ارواح بزرگوں کا موجب ہے  
 اس واسطے کہ اگر اندازہ طعام کے موافق اہتمام کیا جاوے تو  
 بہت سے دعوتی لوگ بہو کے واپس ہو جاویں گے اور کھانا بے  
 دعوتی لوگ کھایوں گے پس نہ شرع یہ کہتی ہے کہ کھانا انیسا ب  
 فقراد حاضرین کو کھلاوے اگرچہ اہل دعوت کو کافی ہو اور نہ بزرگوں کی  
 اوسمین رضامندی ہے کہ اہل دعوت بہو کے پلٹ جاوے اور فقراد  
 حاضرین سب کھایوں قدمت **فصل الاول من مسیح**  
**الاستقام فی فضائل عرس سید الانام و اولیاد اللہ**

الکرام صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ واصحابہ واولیاء امتہ  
 ماتکر رت الدہور والایام من تصنیف انیف و مالیف  
 لطیف عمدۃ العلماء محبوب نواز الدولہ بجاوری نے  
 حضرت مولانا مولوی مفتی سیح الدین خان دام اقبالہ  
 مفتی اول بلدہ فرخندہ بنیاد حیدر آباد صانہا اللہ عنہ  
 الفسا و مرنا اتنا فی الدنیا حسنة و فی الاخرۃ  
 حسنة و فناء عذاب النار و فضل دوم بیان میں  
 اصیت یقین روز و تاریخ فاتحہ و عرس سید الانبیاء و اعراس  
 اولیاء اللہ میں بسم اللہ الرحمن الرحیم قال اللہ سبحانہ  
 تعالیٰ سبحان الذی اسری بعبدہ لیکلا من المسجد  
 المحرام الی المسجد الاقصیٰ حق تعالیٰ اس آیت کریمہ میں حال معراج  
 شریف نبی کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم کا ارشاد فرماتا ہے کہ پاک  
 ہے وہ حق تعالیٰ کہ اپنے بندہ خاص جو نبی کریم صلی اللہ علیہ والہ  
 وسلم ہیں او کو مسجد حرام سے مسجد اقصیٰ تک سیر کر یا شب میں  
 سیر حضرت کا مسجد حرام سے مسجد اقصیٰ تک اس کریمہ سے ثابت  
 ہے پھر مسجد اقصیٰ سے مقام قباب فوسین تک احادیث صحیحہ سے  
 ثابت ہے شب معراج میں حضرت کو جو مقام قباب فوسین اور  
 قرب الحمی کا غایت ہوا اس مقام میں حضرت خاص ہیں کہ ایسے  
 مقام میں کسی نبی الوالغرم کو شرکت نہیں اور اسی مقام سے دوسری  
 آیت میں حق تعالیٰ تصریح فرمایا و رفع بعضہم درجات یعنی  
 حق تعالیٰ بعض نبی کے درجات کو بلند فرمایا اولیاء امت مرحومہ

بھی بہ تبعیت آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شمشہ اسی مقام سے  
 فیضاب ہوتے ہیں اور شب معراج کی برکات اور انوار اہل باطن  
 پر ظاہر اور مکتوف ہر سال میں ہوتے ہیں اور عادت الہی جاری  
 ہے کہ جس روز کوئی امر غایات اور تفضلات کا کوئی اپنے بندہ  
 خاص پر کرے پھر آمار اوس امر تفضلات الہی کے اوس روز  
 تاہیچ میں ہر سال ہتے ہیں اور وہ روز و یا ریح باعث اوس تفضلات  
 خاص کے اور ایام پرفضیلت رکھتا ہے جیسا کہ روز جمعہ اور عاشورہ  
 کے فضیلت میں حدیث وارد ہے کہ اوسمین توبہ آدم علیہ السلام  
 کی مقبول ہوئی ہے اور نجات کشتے نوح ہوئی اور نجات موسیٰ  
 علیہ السلام کو فرعون سے حاصل ہوئی پس ایسے امورات ایک  
 بار اوسدغین حاصل ہونیکے باعث سے تا قیام قیامت اوسدغین  
 انوار اور برکت باقی ہیں اور رہینگے اور باعث ظہور انوار  
 اور برکات سے شب معراج میں مشائخین شب بیداری فرماتے  
 ہیں ایسا ہی اولیاء اللہ یوں تو بہ تبعیت آنحضرت کی ہر شان اور  
 ہر حال میں ترقیات مقامات حاصل ہوتے ہیں جیسا کہ حدیث میں  
 وارد ہے الصلوٰۃ معراج المومنین یعنی صلوات معراج مومنین  
 ہے یعنی حالت نماز میں مومنین کاملین جو اولیاء اللہ ہیں اوں کو عروج  
 روحی مقام قرب الہی ہی ہوتا ہے ایسا ہی ہر عبادت فرایض اور  
 نوافل میں اوں کو ترقیات مراتب حاصل ہوتے جاتے ہیں جیسا کہ حدیث  
 صحیح میں وارد ہے کہ ہمیشہ ہی کہ بندہ میرا قرب نوافل سے  
 یحان تک کہ میں اوسکی سماعت اور بصارت ہو جاتا ہوں کہ وہ

سرے ہی ساتھ سنتا ہے اور میرے ہی ساتھ دیکھتا ہے بلکہ  
 انکو ہر آن و ہر زمان ترقی حاصل ہے اس واسطے کہ وہ ہمیشہ محمود  
 الہی میں رہتے ہیں اور صلوٰۃ و ایمنی اولیاء اللہ کے نزدیک اسکا  
 نام ہے اور ترقی تمام اور وصال ملک عظام بوجہ اکل اسوقت میں  
 انکو حاصل ہے جبکہ اونچی روح پاک اس قالب غصری سے  
 بجانب عرش معلّٰی عروج فرماتی ہے اور بھی معراج کامل اولیاء  
 اللہ کا ہے جیسا کہ حدیث شریف ابن ماجہ نے ابو ہریرہ سے روایت  
 کئے ہیں قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم المیت تحضر  
 الملائکۃ فاذا کان الرجل صالحا قالوا خیر حی حمیدۃ و النبی  
 بر روح و یرمجان و رب غیر غضبان و لا تترال یقال لہا  
 ذالک حتی یتخرج ہا یخرج بہا الی السماء فیفتح لہا فیقال  
 من ہذا فیقولون فلان فیقال ہر حبا بال نفس الطیبۃ کانت  
 فی الجسد الطیب ادخلی حمیدۃ و النبی بر روح و یرمجان  
 و رب غیر غضبان فلا تترال یقال لہا ذالک قنہی الی السماء  
 الّتی فیہا اللہ ترجمہ فرمائے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم  
 کہ میت کے نزدیک ملائکہ قابض ارواح حاضر ہوتے ہیں پس  
 اگر مرد صالح ہو پس وہ فرشتے کہتی ہیں کہ نکل تو اسے نفس پاک  
 کہ تھی تو جسد پاک میں نکل تو محمود اور خوش ہو تو ساتھ راحت  
 کے اور بزرگ اور پروردگار کے کہ جو تجھ پر غضب نہیں کیا ہے پس  
 ہمیشہ اسکو یہ بات کہے جائیگی یہاں تک کہ وہ نکلے گی پھر اسکا عروج  
 آسمان تک ہوتا ہے پس آسمان کا دروازہ کشادہ او سکے واسطے

ہوگا پس پھر کھا جاویگا کہ بھہ کون ہے پس فرشتے اوسکو کہیں گے  
 کہ فلاں شخص ہے پس کھا جاویگا مر جا ہو نفس پاک کو کہ وہ جسد  
 پاک میں تھا داخل ہو تو محمود اور خوش ہو تو ساتھ راحت اور رزق  
 اور پردہ کار کے کہ تجھے عرصہ نہیں کیا پس ہمیشہ اوسکو ایسا کھا جاویگا  
 یہاں تک کہ پہنچتی ہے روح اوس آسمان پر کہ تجلی خاص حق  
 تعالیٰ کی ہے ایضاً ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مسلم نے  
 روایت کئے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے  
 فرمایا اذ اخرجت روح المؤمن تلقاها ملکان یصعدانھا  
 قال حمأ وید کر من طیب ریحما و ذکر المسک قال یرقیول  
 اهل السماء روح طیبہ تجأت من قبل الارض صل اللہ  
 علیک و علی جسد کنت تعمر یہ فیطلق بہ الی ربہ ثم  
 یقول انطلق بہ الی آخر الاجل ترجمہ جسوقت نکلتی ہے روح  
 مومن کی ملاقات کرتے ہیں اوس روح کو دو فرشتے کہ اوسکو  
 عروج کرتے ہیں کھے حماد راوی حدیث نے کہ ذکر فرمائے  
 حضرت نے خوشبوئی سے اوسکی اور ذکر فرمائے مشک کو  
 کہے راوی اور کہتے ہیں آسمان والے کہ روح پاک آئی ہے  
 جانب سے زمین کے رحمت کاملہ نازل کرے اسے روح  
 تجہیر اور تیرے جسد پر کہ تو اوسکو آباد کرتی ہے پھر اوس روح کو  
 پروردگار کے طرف لیجاتے ہیں پھر حق تعالیٰ فرماویگا کہ اوس  
 روح کو لیجا و مقام قبر اور برزخ میں آخر مدت حشر تک ایضاً  
 ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے احمد اور نسائی روایت کئے ہیں

قال رسول الله صلى الله عليه واله وسلم اذا حضر المؤمن  
 آتت ملائكة الرحمة بجزيرة بيضاء فيقولون اخرجي راضية  
 مرضيا عنك الحى روح الله وريحان ورب غير غضبان  
 فتخرج كاطيب ريح المسك حنا الله لنا وله بعضهم بعضا حتى  
 ياتوهم البواب السماء فيقولون ما اطيب هذه الريح التي جاء  
 من الارض ترجمه فرمايا رسول الله صلى الله عليه واله وسلم نے  
 جس وقت کہ وقت موت مومن کا پہنچتا ہے فرشتے رحمت کے اوسکے  
 نزدیک اگلے سفید لاتے ہیں پھر کہتے ہیں کہ نکل تو اسے روح کہ  
 تو بھی خوش ہے اور پروردگار بھی تجھے خوش ہے طرف رحمت  
 اور رزق کے اور طرف پروردگار کے جو تجھے غصہ نہیں کیا ہے  
 نکلتی ہے روح مانند نہایت خوشبوئی مشک کے یہاں تک کہ  
 فرشتے ایک کے بعد ایک اوس روح کو دست بستہ لیتے ہیں جتنے  
 کہ اوس روح کو آسمان کے دروازے پاس لاتے ہیں پھر فرشتے  
 کہتے ہیں کہ کیا خوشبوئی ہے کہ تمہارے پاس زمین سے آتی  
 ہے ایضا براہین عازب سے امام احمد روایت کرتے  
 ہیں ان القبل المؤمن اذا كان في القطار من الدنيا واقبا  
 من الآخرة نزل اليه ملائكة من السماء بيض الوجوه كان  
 وجوههم الشمس معهم كفن من الكافان الجنة وحنوط من  
 حنوط الجنة حتى يجاسو من الدنيا النصر ثم يحيى ملك الموت  
 عليه السلام حتى يجاسو عنده من الدنيا فيقول ايها النفس الطيبة  
 اخرجي لا مغفرت من اليه ورضوان قال فتخرج كاتسيلة



القطرة من السقاء فيأخذها فاذا اخذها لم يدعها في يده طرفة  
 عين حتى يأخذوها فيجعلها في الكأس السكفة وفي ذاك الجوط  
 وتخرج منها كاطيب نفحة مسك وجدت على وجهه الارض  
 قال فيصعدون بها فلا يرون يعني بها على علاء من الملا<sup>ع</sup>  
 الا قالوا ما هذا الروح الطيب فيقولون فلان ابن فلان با<sup>حسن</sup>  
 السماء التي كل نوسيمون بها في الدنيا حتى ينتهوا بها الى السماء  
 الدنيا فينفخون له فيفتح لهم فيشعرون كل سماء مقرنوها الى  
 السماء التي تليها حتى تنهي مبر الى السماء السابعة فيقول الله  
 عز وجل اكتبوا كتاب عبد في عليين واعدوا له الى الارض  
 فاني فيها خلقتهم وفيها اعيدهم ومنها اخرجهم تارة اخرى  
 ترجمہ فرماے رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم تحقیق کہ بندہ موز  
 جہوت کہ دنیا سے علیحدگی میں ہوتا ہے اور متوجہ آخرت ہوتا ہے  
 او سکے طرف آسمان سے فرشتے روشن صورتوں کے نازل ہوتے  
 ہیں کہ چہرہ اونکے مثل آقاب ہوتے ہیں اونکے ہمراہ جنت کا کفن اور  
 جنت کی خوشبوئیں ہوتی ہے یہاں تک کہ وہ فرشتے تادرازی نظر  
 بیٹھتی ہیں پھر ملک الموت علیہ السلام آکر اس کے سر کے نزدیک بیٹھتے  
 ہیں اور ملک الموت کہتے ہیں کہ اے نفس پاک نکل تو طرف بخشائش  
 اور رضا مندی اللہ کے حضرت فرماتے ہیں کہ نکلتی ہے روح اس  
 بندہ مومن کی اور ہستی ہے جیسا کہ قطرہ مشک سے بہ آسانی اور سہولت  
 نکلتا ہے پھر اس روح کو ملک الموت لے لیتے ہیں پھر جبکہ ملک الموت  
 اس روح کو لے لیتے ہیں وہ فرشتگان نورانی صورت ملک الموت کے

ماتھ میں ایک لمحہ بھی نہیں چھوڑتے ہیں کہ ملک الموت کے ماتھ سے اوس  
 روح کو لیکر کفن جنت اور نوز جنت میں رکھ دیتے ہیں پھر اوس روح  
 نہایت عمدہ خوشبوئی مشک کی نکلتی ہے پھر حضرت فرماتے  
 ہیں کہ وہ فرشتے اوسکو لیکر آسمانوں پر چرے ہیں پس کوئی جما  
 فرشتوں سے اوس روح کو کد رہنیں کرتے مگر وہ جماعت فرشتوں کی  
 کہتی ہے کہ کون یہ خوشبور روح ہے پھر فرشتگان ہر اسی کہتے  
 ہیں کہ فلان ابن فلان جو اسکا بہتر نام دنیا میں تھا یہاں تک کہ  
 کہ آسمان اول پر اوس روح کو لیجاتے ہیں پس کہتا ہے درود  
 آسمان اول کا اوس روح کے واسطے فرشتے چاہتے ہیں ہر درود  
 آسمان کا اوس روح کو واسطے کہو لا جاتا ہے پھر جب آسمان اول  
 پر جا کر دوسرے آسمان پر جانا چاہتے ہیں آسمان اول واسطے  
 فرشتے آسمان دوم تک اوس روح کو پہنچانے کو ہمراہ آتے  
 ہیں ایسا ہی ایک آسمان سے دوسری آسمان تک فرشتے پہنچانیکو  
 آتے ہیں یہاں تک کہ وہ فرشتے ساتوین آسمان پر اوس روح کو  
 لیجاتے ہیں پھر حق تعالیٰ فرماتا ہے کہ میرے بندہ کی کتاب علیین  
 میں لکھو کذا فی مشکوٰۃ المصابیح بشری الکتاب تمنا الحبيب  
 میں مذکور ہے عن ابن حبان بن الاوس و قال الموت  
 جری وصل الحبيب الحی الحبيب ثم رجمہ مروی ہے ابن حبان  
 بن الاوس سے انہوں نے کھا کہ موت پل ہے کہ وہ دوست کو دوست  
 کی طرف پہنچاتی و اخرج البقی عن مجاہد فی قوله ان الدین  
 تقاؤ ربنا اللہ ہم استقاموت تنزل علیہم الملائک ان

لا تخافوا ولا تحزنوا وابشروا بالجنة التي كنتم توعدون قالن الاك  
 عند الموت ترجمہ روایت کیا بہت سی نے مجاہد نے فی تفسیر میں قول حاکم  
 کی تحقیق کہ وہ لوگ جو کہتے ہیں کہ رب ہمارا اللہ ہے پھر استقامت اور  
 پر کرتے ہیں نازل ہوتے ہیں اور پھر فرشتے چھ کہ کچھ خوف اور غم  
 مت کرو اور خوش ہو تم ساتھ اس جنت کے کہ تم وعدہ کئے ہو  
 مجاہد نے کھے کہ چھ قول حق تعالیٰ اور کو بوقت موت کھے کھا جاویگا  
 اخرج ابن ابی حاتم عن مجاہد عن لایۃ قالن لا تخافوا مما  
 تقل موت علیہ عن امر الموت و امر الاخرت ولا تحزنوا علی  
 ما خلفہم من الدنیا من ولدا و اهل و دین فاستغفروا  
 فی فی الاک کلمہ ترجمہ روایت کیا ابن حاتم مجاہد سے اس آیت  
 کی تفسیر سے کھے مجاہد نے ارشاد الہی اون لوگو کو ہوتا ہے کہ مت  
 خوف کرو تم اس چیز سے جو تم کو پیش آنے والی ہے موت اور ا  
 آخرت سے اور مت غمگین ہو اس چیز پر جو بھی چھوڑا ہے امر دنیا  
 سے اولاد اور اہل سے یا قرض سے کہ میں تمہاری حفاظت  
 اون تمام امور میں کروں گا اتنا پس جو ان احادیث سے  
 اعزاز اور اکرام ملایکہ کا اور تعریف اور توصیف ملایکہ کی اور شہاد  
 رتین انواع و اقسام سے حاصل ہونا اور قرب الہی کا بڑا کمال  
 مومنین جو بعد رحلت کئے ثابت ہے وہ مومنین کا عین اولیاء  
 اللہ ہیں اور ان کے طفیل میں عجب نہیں ہے کہ ہم گنہگار ان امت  
 جی اس فضل عظیم میں شامل ہوں یہ شہیدم کہ در روز  
 امید و بیم یہ بد امن را بہ نیکان یہ بخشہ کو نیم خصوصاً قول ابن عباس

کا موت چل ہے کہ دوست کو دوست کی طرف پہنچاتی ہے بلکہ دوست  
 ایسا تصور مثال میں کیا جاوے کہ دنیا میں کوئی دوست نہوا اور ایک  
 وصال میں کس طور لطف اور راحت حاصل ہوتی ہے مثل دولہ اور  
 دولہن کے موت میں اولیاء اللہ کو وصال حق حاصل ہوتا ہے  
 اور موافق اس مضمون کے حدیث بھی وارد ہے ترمذی ابو ہریرہ  
 رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں احوال سوال منکر و مکبر کا  
 جو میت سے ہوتا ہے مذکور ہو کر بعد اوسکے پھر ہے  
 ثم ینور لہ فیہ ثم یقال لہ فیقول لہ ارجع الی اہلی فاخبرہم  
 فیقول ان یمکن موتہ العروس الذی لا یوقظہ الا حب  
 اہلہ الیہ حتی یبعثہ الیہ من مصحنہ ذاک کذا فی المشکا  
 ترجمہ پھر روشنی کیا جاتی ہے میت کیواسطے اوسکی قبر میں پھر کھاجا  
 ہے اوس میت کو کہ سوچا پس کہتا ہے وہ میت کہ میں اپنے اہل  
 و عیال میں ملٹ کے جاتا ہوں تاکہ انکو اپنے حال سے خبر دوں پھر  
 کہتے ہیں وہ دو فرشتگان منکر و مکبر کو کہ سوچا تو مانند سونے دولہن  
 کے جو بہنیں بیدار کرتا ہے اوسکو مگر وہ کہ سب اہل سے وہ اوسکے  
 طرف دوست ہے یعنی دولہ ہے دولہن کو بیدار کرتا ہے کہ وہ  
 سب اہل واقربا سے دولہن کی طرف دوست زیادہ ہوتا ہے  
 پس وصال مجازی جو فیما بین دولہ و دولہن ہے نمونہ وصال حقیقی  
 ہے جو فیما بین مومنین و اصلین اور حق تعالیٰ کے ہے اسی باعث  
 سے جو تقریبات اولیاء کے جو سال میں یا ایم اوسکے رحلت کے  
 ہوتے ہیں انکو عرس کہتے ہیں کہ معنی عرس کے شادی ہیں

اور اس پیام میں خصوصیت برکات اور انوار کے معتقدین اور  
 مریدین پر مشاہدہ ہوتے ہیں اسی سبب اولیاء اللہ اپنے مریدین  
 کے اعراس میں اہتمام تمام فرماتے رہے کتاب گنج احمدی  
 جو حضرت شاہ عالم کجراتی قدس سرہ کے احوال میں ہے اور میں  
 تحریر ہے کہ حضرت شاہ عالم قدس سرہ احوال میں اپنے جد امجد حضرت  
 مخدوم ہانیان سید جلال الدین بخاری قدس سرہ کے کچھ کرامات  
 بیان فرما کر ارشاد فرمائے امشب شب عرس ایشانت مارا  
 باید کہ ایسا وہ خدمت بکنیم پھر مولف کتاب گنج احمدی کہتے ہیں  
 این خانہ زاد گوید عرس در لخت عروسی کردن است و نیز عرس  
 فردا آمدن کاروان است و شب و صوفیان کہ روز وفات  
 مشایخ راعرس نامند بنا بر این است کہ در حدیث آمدہ است  
 کہ فرشتگان چون در قبر سے آئند و از صاحب قبر سوال مائے مقرر  
 میکنند بکرم اللہ تعالیٰ و جواب بصواب میدہد اور ایگویند نم کنوتمہ  
 العروس پس مریدان را حسن ظن بلکہ صدق اعتقاد بہ نسبت  
 مشایخ است ب خطاب نم کنوتمہ العروس مخاطب شدہ اند و عروس  
 گویا مہمانی این شاد است مریدان صادق چون مہمانی با خلاص  
 میکنند ارواح مقدسہ مشایخ در منازل ایشان فردا آید پس نزد  
 را بمشاہت فردا آمدن کاروان و شب عروس نامند ط  
 کتاب فتح الحق میں خلف قاضی الاسلام لکھتے ہیں کہ شیخ احمد بن محمد  
 الفاروقی نے تو ضیح الھدی باعمال النعمین لکھا ہے و ترا  
 فی بعض المکتب انہ لما توفی انبی صل اللہ علیہ وآلہ وسلم

اطعم عنه کل یوم واحدة من امهات المؤمنین و آخره من کتاب  
 رضی اللہ عنہا ثم اطعم ابو بکر الصديق اکثر اهل المدينة و  
 کان ذاک فی ثانی العشرین شهر ربیع الاول و لعل هذا  
 هو الاصل فی اتخاذ اکثر الناس هذا اليوم یوم المولد و انتہی  
 ترجمہ اور دیکھائیں نے بعض کتابوں میں کہ جب نبی صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم  
 وفات پائے حضرت کے جانب سے ایک ایک امہات المؤمنین  
 سے ایک ایک روز کھانا کھلائے کہ سب سے آخر حضرت عائشہ  
 مطہرہ رضی اللہ عنہا تھے پھر ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے  
 اکثر اہل مدینہ کو کھلائے اور وہ روز بارہویں ربیع الاول تھا  
 اور شاید یہ وہی اصل ہے کہ اس دن لوگ یوم المولد یعنی عرس  
 شریف حضرت کا ٹھہرائے ہیں ایضاً کتاب مذکور میں منقول ہے  
 علامہ شیخ ابن حجر مکی نے شرح میں اربعین امام نووی کے  
 کھا قال الامام ابوشامہ شیخ المصنف رحمہما اللہ تعالیٰ  
 ومن احسن ما ابتداء فی امرنا ما یفعل فی  
 کل عام فی اليوم الموافق لیوم مولد صلی اللہ علیہ و  
 آلہ وسلم من الصدقات واصطناع المعروف و اظہار  
 الذینۃ و السرو و انتہی ترجمہ کھا ابوشامہ شیخ مصنف  
 رحمہما اللہ نے اور بہترین اون چیزوں کا جو ایجا دیا گیا  
 خیر سے جو کیا جاتا ہے ہر سال میں اوس روز میں جو موت  
 سے روز پیدائش آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے  
 مناسبات و امور خیر سے اور ظاہر کو نازینت اور خوشی کھا

اور ایضاً اس کتاب میں مسطور ہے اور بھی ابن حجر مکی نے نعمتہ  
 الکبریٰ علی العالمین حافظ ابن حجر عسقلانی سے نقل کیا ہے یعنی  
 ان تیجری الیوم بعینہ فان کان ولادیلہ فینقع الشکر بما  
 یناسب اللیل کالاطعام والقیام وان کان ولادفہا  
 مراغبما یناسبہ کالصیام والا بل ان یکون ذالک  
 الیوم من عدل امام الشہر بعینہ حتی یطابق قصۃ موسیٰ  
 علیہ السلام فی یوم عاشوراء ترجمہ چاہئے کہ حضرت  
 کا شکر ولادت شریف بھی دن ولادت شریف کا بعینہ تلاش کیا  
 جاوے پس اگر حضرت شب کو تولد پائے ہیں پس چاہئے کہ وہ  
 عبادت شکر یہ ادا کیا جاوین جو مناسب شب کے ہو دین جیسا  
 کھانا کھلانا اور نماز ادا کرنا اور حضرت ذکو تولد ہوئے ہیں تو عبادت  
 و ات شکر یہ وہ ادا کئے جاوین جو مناسب دن کے ہو دے  
 مثل روزہ کے اور ضرور رہے کہ وہ روزہ منے کی تاریخ بھی  
 وہی اختیار کیا جاوے کہ جس تاریخ میں حضرت تولد پائے ہیں  
 تاکہ مطابق ہو دے قصہ موسیٰ علیہ السلام کو یوم عاشوراء میں  
 یعنی جبکہ موسیٰ علیہ السلام کو نجات فرعون سے یوم عاشوراء ہوئی  
 تو موسیٰ علیہ السلام اوسکی خوشی اور شکر یہ میں ہر سال یوم عاشوراء  
 روزہ رکھتے آئے اور ایضاً اوسی کتاب میں تحریر ہے اور  
 شیخ ابن الرضاع نے تذکرۃ المحبین میں لکھا ہے من ادا ب  
 المحب لہدانی الکریم صلوا للہ علیہ والہ وسلم  
 ان یکون معظماً بعینہ مثلاً وہ الیوم الذی اظهر فیہ فی

کل شایق و محب ان یتھرا السرا ویرا و الشارۃ فی البیدہ و  
 صبتہا و شمتہا و آلہ و اولادہ مما مکن لہ بحصول برکتہا  
 و مدخل السرا ویر علیہم وعلیہم اندانما جعل ذالک محبتہ  
 لتلک البیدہ و سرا ویرا لہا و اعتناء بفضلہا و بینانہا  
 الشرف الیالی عند اللہ انتہی ترجمہ ادا ب سے محب  
 کریم صلو اللہ علیہ مالہ وسلم کے یہ ہے کہ وہ تعظیم کرے شب  
 میلاد کو حضرت کے اور ادس روز کو جبین حق تعالیٰ نے حضرت  
 کو ظاہر کیا پس چاہئے کہ ہر شایق اور محب کو کہ خوشی اور  
 شہادت ظاہر کرے ادس شب میں اور صبح کو ادس کے  
 اور نفع پہنچا دے اپنے اہل و عیال کو واسطے حصول برکت  
 ادس شب کے اور معلوم کرائے ادنکو کہ اسے یہ کام  
 واسطے محبت اور خوشی ادس شب کے اختیار کیا اور واسطے  
 تعظیم اور تکریم ادس شب کے ادن امور کے جانب متوجہ ہو  
 اور بیان کرے کہ وہ شب سب شبوں میں افضل ہے حق تعالیٰ  
 کے نزدیک انتہی ایضا اسی کتاب میں ہے اور حافظ جلال  
 الدین سیوطی نے وظایف الیوم واللیلہ میں فرمایا و عمل  
 المولود کل سنۃ فی ربیع الاول استبشاما و سرا ویرا  
 بمولود النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حسن محمود انتہی  
 ترجمہ اور عمل مولود کا ہر سال ربیع الاول میں واسطے خوشی  
 اور شہادت تولد شریف حضرت کے بہتر اور پسندیدہ ہے  
 اسی کتاب میں ہے اور شیخ الانام ربان الدین بطون نے



موعدا کرام میں لکھا ہے حق علیٰ کل انسان من امتہ و  
 الداخل فی ملتہ التوید لہذا المولد السعید فی کل  
 عام جدید واولیٰ ما کان ہذا التوید فی ہذا  
 الشہر الطاہر فیہ انتہیٰ ترجمہ حق ہے اوپر ہر انسان  
 کے امت سے آچے اور وہ جو آپ کی امت میں داخل ہیں مشہور کرنا  
 اوس روز تولد مبارک کو ہر سال میں اور بہتر یہ شہرت مولود  
 شریف کی اوس ماہ میں کہ جمین آپ تولد پاسے ہیں انتہیٰ فیضاً  
 اوس کتاب میں ہے اور علامہ قسطلانی نے شرح مواہب  
 اللدنیہ میں لکھا ہے فرحم اللہ امرأۃ اتخذ لیالیٰ شہر مولد  
 المبارک اعیاداً لیکون اشہد عتہ علی من فی  
 قلبہ مرضیٰ داعی داعی ترجمہ پس رحم کرے حق تعالیٰ اوس  
 شخص پر جس نے آپ کی شب مولود کو عید ٹھہرایا تاکہ ہو دے  
 جسکے دل میں مرض صعب اور بیماری سخت ہے سخت ناگوار  
 انتہیٰ فیضاً اور فتاویٰ طنداری میں مذکور ہے لا باس  
 بالجمعیۃ التی فی کل سنۃ للشیخ ابیحلیل الکبیر احمد بن  
 علوان نفع اللہ بہ فان المقصود بدہن یا سرة والقرآن  
 لہ ترجمہ نہیں خوف ساتھ اوس اجتماع کے جو کیا جاتا ہے  
 ہر سال میں واسطے شیخ بزرگ احمد بن علوان کے حق تعالیٰ  
 انکی ذات سے نفع دیوے اس واسطے کہ مقصود اوس سے  
 انکی زیارت اور اونکے واسطے قرأت قرآن ہے انتہیٰ فیضاً  
 فیہ اور اوس فیاد میں مسطور ہے لا باس بنیارسات الام

لبیاء فی شوم معروف کزیارت الشیخ الجلیل الکبیر عیسیٰ  
 ابن اقبال الہتار فی کل سبت من رجب الفرد و  
 کذا زیارت الشیخ الجلیل الکبیر اخی الغیث بن جمیل  
 فی آخر سبت منه و کذا الایاس بن زیارت الشیخین  
 الجلیلین العظیمین المشہورین محمد بن ابی بکر الحکمی و  
 محمد بن حسین البجلي و من معهما من اولیاء فی اول  
 خمسين منه و لا انکار بل تستحب زیارت هؤلاء الا  
 ولیاء ترجمہ نہیں خوف ہے ساتھ زیارت اولیاء کے رؤ  
 معین میں مانند زیارت شیخ جلیل کبیر عیسیٰ ابن ہتار کے ہر ہفتہ  
 فردین رجب کے ایسا ہی زیارت شیخ جلیل کبیر ابی الغیث بن  
 جمیل کی آخر ہفتہ رجب میں اور ایسا ہی نہیں خوف ہے ساتھ  
 زیارتہ و دو شیخ جلیلین اور قطبین کے جو مشہور ہیں ساتھ محمد بن  
 ابی بکر الحکمی کے اور محمد بن حسین البجلي کے اور جو ادیکے  
 ساتھ ہیں اولیاء سے اول پختہ بندین رجب کے اور نہ انکا  
 ہے بلکہ ان اولیاء اللہ کی زیارت مستحب ہے ایضاً فیہ او  
 مجموع الروایات میں مذکور ہے ان امر ادا یتخذ  
 الیوم یتخذ با وراک یوم موتہ و یحاط فی الساعۃ  
 اتی نقل فیہا روحہ لان امر واج الموقی یا تون فی ايام  
 لا عرام فی کل عام فی ذلک الموضع فی تلک الساعۃ  
 انی ان یطعم الطعام و الشرب فی تلک الساعۃ  
 یا ان یروا حکم لفرحون بذلک و یلعون لہم

او علیہم انتہی ترجمہ اگر کوئی ارادہ ضیافت کا کرے پس ٹھہرے  
 اسکو ساتھ یا نئی روز وفات میت کے اور احتیاط کرے سبج اور  
 ساعت کے کہ حسین روح اوسکی پر داز کی ہے اسواسطے کہ  
 ارواح اموات کے اوس ساعت میں آتے ہیں پس چاہئے کہ کھانا  
 اور پینا اوس ساعت میں کھلا دے اور پلا دے اسواسطے کہ اوس  
 ارواح اوس سے خوش ہوتے ہیں اور انکو دعا دیتے ہیں  
 ورنہ انکو بد دعا دیتے ہیں ایضاً فیہ اور شیخ احمد بن محمد الفاروقی  
 نے توضیح الہدیٰ باعمال التقویٰ میں مسطور کیا وہی بعض  
 انکتاب اذا اراد ان یتخذ الوضیۃ ینفی ان یجتہد بادر  
 یوم موتہ محتاط فی الساعۃ التی ینقل بہ روحہ فان  
 امر واج الموتی یا لون فی ایام الاعراس فی کل عام فی ذالک  
 الموضع ملک الساعۃ ینفی ان یطعم الطعام والشراب  
 فی ذالک الساعۃ فان ذالک یفرح امر و احلہم وان فیہ  
 تاثیر بلیغ فاذا امر بشیئاً من الماکولات والمشروبات  
 یسرون ویلعون لہم والا تخرنوا علی ذالک  
 ودعوا علیہم ترجمہ اور بعضے کتب میں ہے جسوقت کہ اراد  
 کرے کہ تیار می طعام کرے چاہئے کہ کوشش کرے پانہیز  
 روز وفات میت کے اور احتیاط کرے اوس ساعت میں کہ  
 حسین روح میت کی بدن سے نقل کی اسواسطے کہ ارواح میت  
 آتے ہیں ایام عرس میں ہر سال اوس موضع میں اوسوقت اور چاہئے  
 کہ کھا دے اور پلا دے اوس ساعت میں اسواسطے کہ یہ

باتا دینی اور احکام خوش کرتی ہے اور تحقیق کہ او سمین تاثیر مبلغ  
 ہے پس جو وقت کہ ارادہ کوئی کھلانے کا اور بلا نے کا وقت  
 رحلت میں اونکے کرے پس وہ اموات اونے خوش ہوئے  
 ہیں اور اونکے واسطے دعا دیتے ہیں ورنہ اونکو بد دعا دیتے ہیں  
 اور غلگین ہوتے ہیں ایضاً فیہ اور شیخ عبدالحق دہلوی نے ما  
 ثبت بالسنہ فی الايام والسنہ میں لکھا ہے فان  
 قلت هل لهذا العرف الذي شاع في ديارنا في حفظ  
 اعراس المشايخ في ايام وفاتهم اصل فان يك عند  
 علم بلد الك فاذكرة قلت ساءلت عن في الك شيخنا  
 الامام عبد الوهاب المتقي المكي فقال ذالك من  
 طرق المشايخ وعاداتهم ولهم في ذالك نيات  
 قلت كيف تعيين ذالك اليوم دون سائر الايام قال  
 فلما اثر كما فتح بعض المشايخ بعد الصلوة والاكتحال  
 يوم عاشوراء فانه سنة على الاطلاق قبل عتله من  
 جهته انحصارية ثم قال وذكر بعض المتأخرين من  
 مشايخ العرب ان اليوم الذي وصل الحجاب الغرت  
 وخطا اثر القدس من برج من الجن والبركة والنورانية  
 اكثر واوفر من سائر الايام ثم اطرق ملياً ثم رفع راسه  
 فقال لم يكن في من السلف شيء من ذالك وانما  
 هو من محسنات المتأخرين والله اعلم ترجمہ پس اگر  
 کہے تو ایسا واسطے اس عرف کے جو شایع ہمارے ملک میں

ہے محافطت اعراض شایخین میں اونکے ایام وفات میں کچھ اصل سے پر  
 اگر تجھے کچھ معلوم ہو اس باب میں تو بیان کر کہ ہونگا میں کہ میں نے اس امر  
 میں اپنے شیخ امام عبدالوہاب متقی مکی سے پوچھا انہوں نے کہا کہ بھرا  
 مشایخین کے طریقوں اور اونکے عادات سے ہے اور مشایخین کے واسطے  
 اس میں نیشن ہیں کھامین نے کس طور سے معین کرنا اس روز کا سوا سے او  
 ایام کے کھے انہوں نے اور اونکے واسطے بہت مثالیں ہیں جیسا کہ مختصراً  
 بعضے مشایخین کا بعد نماز کے اور سرمہ لگانا روز عاشور کا پس وہ  
 سنت میں علمی الاطلاق بدعت ہیں باعتبار خصوصیت کے پھر کھے شیخ علی  
 متقی نے کہ ذکر کئے بعضے متاخرین عرب نے کہ جو روز کہ اولیاء اللہ  
 جناب غرت اور مقام قدس میں داخل ہوے اس روز میں امید خیر و  
 برکت اور نورانیت اور نونے زاید ہے پھر تھوڑی دیر تامل کر کے  
 سر کو اپنے بند کر کے کھے کہ پھر زمانہ سلف میں نہیں تھا بلکہ یہ امور خیر  
 نکالے ہوے متاخرین کے ہیں واند اعلم انہو ایضاً فیہ اور بھی توضیح  
 الھدی میں مسطور ہے قال المشایخ والعلماء ینبغی للزائر ان یرکب  
 وقت وصالہ خصوصاً فی یوم العرس فان لد تاثیرا بلیغاً وانھم  
 قد وجدوا فی ان زیارۃ فی ہذا الوقت فوائد باطنیہ وبراہن  
 وکرامات ظاہرۃ اکثر وافی حال حیوۃھم وبھذا قال  
 الشافعی رحمہ اللہ علیہ فی موسیٰ الکاظم التریاق البحر وکان  
 اثین ابو عبد اللہ النوری یقول اذا کانت الرحمة تنزل عند ذکر  
 ھم فما ظنک بموطن اجتماعھم علی ھم و یوم قد و ھم علیہ  
 بانخرج من ہذہ الدار الفانیۃ المملوۃ بالحدیث والشدید و ھو

قرہم من بہم فارغین عن العلائق البشیریہ والوساوس  
 النفسانیۃ والہوجس الشیطانیۃ فی یامرتہم فی ذالک الوقت  
 تہیۃ لہم وتعرضہم لما یقبل ولہم من نزول الرحمۃ وحصول  
 زیادۃ القرب عن بہم فہی اذن مستحجۃ ان سلامت من  
 محرم ومکروہ ترجمہ کہے مشائخ اور علمائے چاہئے زیارت  
 کرنیوالیکو کہ رعایت کرے وقت وصال کو ولی کے حضور صابروں  
 عرس میں پس تحقیق کہ اس روز کو تا شیرین ہے اور تحقیق وہ  
 لوگ پاسے ہیں اوسوقت کی زیارت میں فوائد باطنیہ اور برکات اور  
 کرامات ظاہرہ اکثر اوس سے جو حال حیات میں اونکے پاتے تھے اور  
 اوسی سبب سے کہ امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ نے قبر موسیٰ کاظم  
 رضی اللہ عنہ کی تریاک مجرب ہے اور شیخ ابو عبد اللہ نوری کہتے ہیں کہ  
 جو وقت کہ رحمت الہی وقت ذکر اولیاء اللہ کے نازل ہوتی ہے پس کیا گانا  
 ہے تیرا ساتھ مقامات اجتماع اونکے اور حاضر ہونے اونکے پاس  
 حق تعالیٰ کے اور روز کلنے اونکے اس دار فانیہ سے جو بھرا ہوا ہے  
 اور کھلی فونے وہ قرب اول لوگوں کا پروردگار سے اپنے اوس حالت  
 میں کہ وہ خالی ہیں علائق بشریہ سے اور وساوس نفسانیہ سے اور علائق  
 شیطانیہ سے پس زیارت اونکی اوسوقت میں ہی ہونا ہے اونکی خدمت  
 میں اور پیش آنا ہے اوس چیز کو جو اونکے واسطے ہر آن نئی شان  
 کے نزول رحمت اور حصول زیادت قرب الہی سرفراز رہتا ہے پس وہ  
 زیارت اس وقت میں مستحب ہے جو وقت کہ سلامت رہے حرام اور  
 مکروہ سے انتوا ایضاً فیہ فی تفسیر اللہ تعالیٰ تحت قولہ تعالیٰ سلام

علیکم بما صبرتم فنعیم عقبی الدارۃ اخرج ابن المنذر ابن  
 مردودیر عن انس رضی اللہ عنہ ان رسول اللہ صلی اللہ  
 علیہ والہ وسلم کان یاتی اُحد اکل عام ویسلم علی قبور  
 الشہداء ویقول سلام علیکم بما صبرتم فنعیم عقبی الدارۃ  
 واخرج ابن جریر عن محمد بن ابراہیم قال کان النبی  
 صلی اللہ علیہ والہ وسلم یاتی راس کل حول ویقول  
 سلام علیکم بما صبرتم فنعیم عقبی الدارۃ وابوبکر وعمر  
 وعثمان وعلی رضی اللہ عنہم کانوا یفعلون کذاک و  
 مروی ان فاطمہ رضی اللہ عنہا کانت تاتی قبور ہنرۃ ابنا  
 المطلب رضی اللہ عنہ فی کل عام فتوم انتہی ترجمہ  
 اور تفسیر دررین تحت قول حق تعالیٰ کے سلام علیکم بما صبرتم فنعیم  
 عقبی الدارۃ کے مرقوم ہے روایت کئے گئے ابن منذر سے انہوں  
 نے ابن مردودیر سے انہوں نے انس رضی اللہ عنہ سے کہ تحقیق رسول  
 اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آتے شہداء اُحد کو ہر سال اور سلام کرتے اور  
 قبور شہداء کے اور کہتے کہ سلام ہے اوپر تمہارے بسبب مبر کرنے  
 تمہارے پس بہتر ہے دار آخرت اور روایت کئے ہیں ابن جریر نے  
 محمد ابن ابراہیم سے کہے انہوں نے کہ تمہیں نبی صلی اللہ علیہ والہ وسلم  
 کہ آتے ہر سال کے شروع میں قبور شہداء اوپر اور کہتے کہ سلام ہے  
 اوپر تمہارے الخ اور ابوبکر اور عمر اور عثمان اور علی رضی اللہ عنہم  
 بھی ایسا ہی کرتے اور روایت کیا گیا ہے کہ فاطمہ رضی اللہ عنہا ہر  
 سال میں قبر حمزہ رضی اللہ عنہ پر آتے اور مرمت قبر کی کرتے ایضاً فیہ

اور شیخ عبدالحق دہلوی نے ثابت بالسنۃ میں تحریر فرمایا  
 قلہ فی ہذا الروایت یکون عرسہ تاسع ربیع الآخر و ہذا  
 هو الذی اور کنا سیدی الشیخ العارف الشیخ عبدالو  
 ہاب القادری المحنفی المکی فائدہ قدس سرہ کافیتحافظ  
 فی یوم عرسہ مرضی اللہ عنہ ہذا التاریخ اما اعتمادا  
 علی ہذا الروایت او علی ما سرائی من شیخہ الکبیر علی  
 المتقی او من غیوہ او من المشایخ رحمۃ اللہ علیہم انتہی  
 ترجمہ کہ میں پس ساتھ اس روایت کے ہوتا ہے عرس شریف خا  
 محبوب سبحانی رضی اللہ عنہ کا نوین ربیع الثانی کو اور یہ وہی ہے کہ  
 ہم نے شیخ عارف الشیخ عبدالوہاب خفی کو جس پر پائے ہیں کہ وہ فقط  
 عرس شریف حضرت کی اس تاریخ کو کیا کرتے یا اعتمادا اس روایت  
 پر یا او سپر جو انہوں نے اپنے شیخ کبیر علی متقی کو یا اونکے سوائے  
 اور مشائخین کو دیکھے رحمۃ اللہ علیہم ایضاً فیہ اور مخزن میں مسطور  
 ہے حضرت سید محمد بندہ نواز قدس سرہ بروج قطب عالم خواجہ بھیر  
 الدین قدس سرہ در شب ہر دہم رمضان المبارک بسیار تصدق  
 کردے و اطعام فقراء و مساکین نمودے انتہی ایضاً فیہ اور خزانہ  
 جلالیمین جو مفوظ حضرت مخدوم جہانیاں قدس سرہ ہے مذکور  
 ہے یکے از شرائط صدق اردات امنیت کہ بروج کے کہ اطعام  
 کند باید کہ در وقت لطیف کہ آن بزرگوار رحلت کردہ بفقراء اطعام نماید  
 اور مولانا شاہ ولی اللہ رحمۃ اللہ علیہ نے رسالہ ثبوتہ فی سلسلہ اول  
 لیا و اللہ بین تحریر فرمایا اخبر فی سیدی الوالد قال



کتب اصنع فی ایام المولد طعاما صلته بالنبی صلی اللہ علیہ و  
 آلہ وسلم فلم یفتح لی فی سنتہ من السنین شئی اصنع  
 به طعاما فلم اجد الا حمصا مقلیا ففسمته بین الناس  
 فرأیتہ صلی اللہ علیہ وسلم و بین یدیه هذا الخخص  
 ترجمہ خبر دئے مجھے میرے والد نے اور کھے کہ میں ایام میں  
 تولد شریف حضرت کے تیار کی کھانگی کیا کرتا بطریق بدینی صلوات  
 علیہ وسلم کے پس ایک سال مجھے کچھ مسیر نہ آیا کہ میں کچھ اوس سے  
 تیار کر دیا مگر وہیں پائیاں مگر خود بریان پھر میں نے اوس  
 خود بریان کو تقسیم لوگوں میں کیا پھر دیکھا میں نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اوف  
 رو برو حضرت کے وہ خود بریان تھے اس واس سے یہ معلوم ہوا کہ وہ خود  
 بریان ہی حضرت کے جناب میں مقبول ہوئے اور مقبولیت علامت  
 اور آثار خلوص عقیدت اور صفائی محبت ہے ایضا فیہ اور مولانا موصوف  
 نے ہمعات میں تحریر کیا اینجاست حفظ اعراس مشایخ و موافقت برائے  
 قبر ایشان و التزام فاتحہ خواندن و صدقہ دادن برائے ایشان و اعتنائے  
 تمام کردن بہ تعظیم آثار و اولاد متہبان ایشان انتہی ایضا فیہ مولانا شام  
 عبدالغفر صاحب اپنے فتوے میں تحریر کیا در تمام سال دو مجلس درجاء  
 فقیر منعقد میشود ذکر مجلس مولود شریف و ذکر شہادت حسین رضی اللہ  
 عنہما اول کہ مردم روز عاشورایا یکدور و تہش ازین قریب چہار صد  
 یا پانصد کس بلکہ قریب ہزار کس و زیادہ ازان فرامی آید و درین  
 میخوانند بعد از آنکہ فقیرے آیدے نشیند و ذکر فضایل حسین کہ درجاء  
 شریف وارد شدہ در میانے آید و آنچہ اخبار شہادت این بزرگان

و تفصیل بعض حالات و بد مآلی قاتل ایشان وارو شده نیز بیان کرده  
 میشود و درین ضمن بعض مرثیه ها از غیر مردم یعنی جن و پری که حضرت  
 ام سلمه و دیگر صحابا رضی اللہ عنہم شنیده اند نیز مذکور می شود و خواہا  
 متوحش که حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما و دیگر صحابا دیده اند و دلائل  
 بر فرط اندوه بروح مبارک حضرت خباب رسالت اب صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم  
 می کنند مذکور میشود و بعد از آن ختم قرآن و پنج آیت بر ما حضرت فاتحہ نموده  
 می آید اگر شخصی خوش اسحاق سلام می خواند یا مرثیه شروع کند اکثر  
 حضار مجلس و این فقیر سام رقت و بکا لاحق میشود اینست قدریکه بعض می آید  
 پس اگر این چیزها نزد فقیر بهین وضع که مذکور شد جائز نمی بود اقدام بر آن  
 اصلا نمی کرد بانی مجلس مولود شریف پس حال این است که بتأیید و ابرام  
 شهر رسیع الاول بہین کہ موافق معمول سابق فرام شوند و در خواندن درو  
 مشغول گشتند و فقیر می آید اول بعضی از احادیث فضایل آنحضرت صلی اللہ  
 علیہ و آلہ وسلم مذکور می شود و بعد از آن ذکر ولادت با سعادت و بندے  
 از حال رضاعت و حلیہ شریف و بعضی از آثار کہ درین آوان بظہور آمد  
 بمعرض بیان می آید پسترا حضرت از طعام یا شیرینی فاتحہ خواندہ تقسیم آن  
 بجا ضربین می شود انتہا و رہی مولانا می موصوف نے تفسیر عزیزی بہین  
 تحت و لیال عشر کے لکھا وہ یہ ہے اول محرم است کہ ایام کربت  
 و غربت شہداء است ثواب بچساب صبر و رنج کہ در راہ خدا کشیدہ  
 بہ ارواح مقدس آنھا در آن ده ایام نازل می شود انتہا و مولانا  
 رفیع الدین صاحب برادر مولانا شاہ عبدالغفر نے بھی جواز پر فتویٰ دیا  
 ہے چنانچہ سوال و جواب یہ ہے سوال بر سر قبر بزرگے در سال

جمع آمدن و آزار و زوفات و عرس قرار دادن با وجودیکہ زمان امر  
 سیال غیر قرار است چہ حکم دارد جواب اگرچہ زمان غیر قرار و سیال است  
 اما آنچه با تقدیر کردہ سے شود زمان از شب و روز و ماہ و سال اینہارا  
 شرعاً و عرفاً دورہ مقرر است چون دورہ تمام سے شود باز از سر نو شروع  
 میشود و بہین حساب رمضان بشہرموم و ذیحجہ بشہرج و محمیین شہور دیگر در  
 دورہ حکم اتجاہاً با نظیر او دادہ سے شود چنانچہ در حدیث وارد است کہ  
 بہو عرض کردند در خباب رسالت صلی اللہ علیہ وسلم کہ حق تعالی نجات  
 موسی علیہ السلام و عرق فرعون درین روز عاشور اگر دہ است بر اسے  
 شکرانہ روزہ سے کریم خباب رسالت صلی اللہ علیہ والہ وسلم فرمود  
 انا الحق بموسی منکم فضاہم یوم عاشور و امر الناس بصیامہ  
 ویر حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم بلال رضی اللہ عنہ را وصیت  
 کردند بصوم یوم دوشنبہ و فرمودند فیہ ولدت و فیہ انزل علی  
 و فیہ ہاجر ت و فیہ اموت بنا برین یاد کردن آن تاریخ  
 و ان ماہ رسم افتادہ و چون مردمان ازین جہان بجا فطرت این  
 رسم گذشتہ اند ایشان را انتظار بسوی ولد یا کسے دیگر اقارب  
 خود سے باشد پس رفع انتظار ایشان فایدہ ایست مقدیہ وہ  
 علامات و مکاشفہ دریافت شد کہ در چنین روز اجتماع ارواح حوشر  
 در عالم برزخ ہم سے شود پس امداد پدعا و ختم و طعام بدعتی  
 است بساح و وجہ تسبیح ندارد انتظار پس جبکہ تعین تاریخ کا جوڑ  
 علماء دین کی تصریح سے بہین ہو چکا اب ہم کہتے ہین کہ تعین نہ کر  
 سنت سے مخالف نہین بلکہ موافق سنت ہے ویکہ نجات موسی

علیہ السلام اور غرق فرعون کے باعث عاشور کی تعیین ہوئی اور  
 اوس روز کا صوم ادا فرض ہوا بعد از ان صوم رمضان کی  
 فرضیت سے اوسکی فرضیت منسوخ ہوئی اور استحباب اوسکا باقی رہا  
 اور ولادت اور بعثت کے باعث سے دو شبہ کی تعیین ہوئی اور  
 اوسکا روزہ سنون ہوا اور آدم علیہ السلام کی پیدائش اور وفات  
 وغیرہ کے باعث سے جمعہ کی تعیین ہوئی چنانچہ سب امور اتنا  
 صحیحہ سے ثابت ہیں پس اس سے ثابت ہوا کہ زمانہین معظم امور  
 ہونیکے باعث وہ زمانہ اور اوسکے نظیر تشریف ہوتے ہیں ملاحظہ فرمائی  
 نے شرح مشکات میں تحت حدیث سئل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم  
 عن صوم الاثنین فقال فیہ ولدت وفیہ انزل علیّ وایہ سلم  
 کے لکھا ہے فی الحدیث دلالت علی ان الزمان قد تشریف  
 بجا یقع فیہ وکذا امکان اتھوثر جمیع حدیث کے دلالت ہے اس  
 بات پر کہ زمانہ کہی بزرگی پاتا ہے سبب اوسکے جو چیز کہ اوسمیں واقع  
 ہوتے ہیں اور ایسا ہی مکان بھی پس ربیع الاول وغیرہ کے تعیین  
 کا جواز بھی اوسمیں واقع ہوا سو امور معظمہ کے باعث ثابت ہوتا ہے  
 چنانچہ علماء اعلام جیسے شیخ الاسلام حافظ ابن حجر عسقلانی اور شیخ المحدثین  
 حافظ جلال الدین السیوطی وغیرہ نے جو رتبہ اجتہاد فی المذہب کا  
 رکھتے تھے احادیث صحیحہ سے اوسکا استحباب استناد کیا ہے حافظ  
 ابن حجر عسقلانی نے حدیث عاشور کو ذکر کر کے فرمایا فیستفاد منه فضل  
 الشکر لله تعالیٰ بانواع العبادات علی حاشیہ فی لوم معین بن  
 اسلام و دفع نفقہ و یعاد ذاک فی تطییر ذاک الیوم من کل سنة

وای نعمت اعظم من نعمت نیر و سر هذ النبی نبی الرحمة فی ذالک  
 الیوم صلی اللہ علیہ والہ وسلم انتہوا سکو ابن حجر می نے نعمت الکبر  
 علو العالم میں نقل کیا ہے ترجمہ پس فایہ دیا جاتا ہے اس حدیث سے  
 فضیلت شکر حق تعالیٰ کی ساتھ انواع عبادات کے اوپر اس چیز کے  
 جو احسان کیا اوسکے ساتھ حق تعالیٰ نے روز معین میں احسان یا دفع  
 سے اور اعادہ کیا جاتا ہے پھر سچ مثل اس روز کے ہر سال سے  
 اور کونسی نعمت بزرگ تر ہے اس نعمت سے کہ زیارت اس نبی  
 کی جو نبی الرحمة ہیں کیا جاوے صلوٰۃ علیہ والہ وسلم انتہو معہذا سالا  
 کی تعیین پر خود حدیث شریف صراحتہ وار ہے سید السہودی  
 نے وفاء الوفا دین تحریر کیا روی ابن شیبہ عن عباد  
 بن ابی صالح ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم  
 یا تحقیر قبور الشهداء باحد علو اس عمل حول فقول سلام  
 علیکم بما صبرتم فنعیم عقوب الدار وقال وجاءہم ابو بکر ثم  
 عثمان رضی اللہ عنہم فلما قدم معاویہ ابن ابی سفیان  
 رضی اللہ عنہما حاجا جاءہم قال وکان النبی صلی اللہ علیہ  
 وسلم اذا وجه الشعب قال سلام علیکم بما صبرتم فنعیم  
 عقوب العالمین انتہو ترجمہ روایت کیا ابن ابی شیبہ نے عباد  
 بن ابی صالح سے کہ تحقیق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہر  
 سال میں قبور شہداء واحد کے پاس آتے اور فرماتے سلام ہے  
 اوپر تمہارے سبب صبر تمہارے پس بہتر ہے دار آخرت اور  
 کہہ کہ آئے قبور شہداء واحد کے پاس ابو بکر اور عثمان رضی اللہ عنہم

پس جسوقت کہ معاویہ ابن ابی سفیان واسطے حج کی آئے قبور شہداء  
احد کے نزدیک آئے اور کھکھے کھکھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ و  
آلہ وسلم کہ فرماتے جسوقت کہ متوجہ ہوتے شعب احد کے جانب  
سلام ہے اوپر تمہارے بسبب صبر تمہارے پس بہتر ہے ثواب  
عمل کرنیوالوں کا اہتر و المختار میں شرح لباب المناسک کے نظر  
کیا ہے و مستحبان یزور شہداء احد لما روی ابن ابی  
شیبہ ان النبی صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کان یأتی قبر  
النشہاء علی اس کل حول فیقول سلام علیکم بما صبر  
تم فثم عقبا الداس ترجمہ اور مستحب ہے زیارت شہداء احد  
کے واسطے کہ روایت کیا ابن ابی شیبہ نے کہ تحقیق نبی صلی اللہ  
علیہ و آلہ وسلم تھے کہ آتے قبور شہداء اوپر ہر سال پھر کہتے کہ سلام ہے  
اوپر تمہارے بسبب صبر تمہارے پس بہتر ہے دار آخرت انتہا اور  
ابن حجر مکی نے حسن التوسل میں شہداء احد کی زیارت کو جافہ  
تو وہی دعا پڑھنا کر کے استدلال کیا ہے پس یہ حدیث متعدد طرق سے  
وارد ہونا اور حقیقہ اور شافعیہ اس سے استدلال کرنا اس حدیث  
کی صحت پر دلیل قوی ہے اور اوسمیں سالانہ پر نصیح ہے پھر جب  
سالانہ کی تعیین صحیح حدیث سے ثابت ہوئی تو اسکا انکار محض لغو  
ہے فافہم ولا تنک من الممتزین فتح الحق کے مضامین  
یہاں تمام ہوئے شاہ محی الدین دیوری نے فصل الخطاب میں  
لکھے ہیں کہ یہ حدیث یعنی یاتی قبور الشہداء علیہ اس کل حول کتاب  
ابن جریر میں موجود ہے اور چونکہ کتاب ابن جریر میں سب قسم کے

حدیثین موجود ہیں اور کتاب مذکور صحاح ستہ سے بھی بہین اسوہ  
 اس حدیث کو اکثر علما ضعیف کہتے ہیں پھر بعد چند سطور کے شاہ صاحب  
 موصوف لکھتے ہیں کہ اکثر علما حدیث ابن جبر را ضعیف لکھتے اند و  
 حدیث ضعیف در فضایل اعمال معتبر است کافی شرح سفر السعاد  
 و در المختار بنا بر ان محبوب الہی شیخ نظام الدین بد او فی وقوت  
 الاولیاء شیخ نصیر الدین چراغ دہلوی و زبدۃ العرفا خواجہ بندہ نواز  
 سید محمد کیو دراز دوی کامل مکمل شیخ بہا و الدین ذکریا و دیگر اولیاء  
 و علما دین بلاد و اکثر دیا بر اسے اداسے حقوق اباد و اجداد و شیخ  
 و استاد استقام بر فوایح و اعراس و اشعۃ اند قدس اسرار ہم اشتر  
 سوط الرحمن علم قرن الشیطان میں مسطور ہے مولوی رفیع  
 الدین نے رسالہ مذکور قرأت اولیا میں لکھا ہے قسم دیگر آنکہ حاکم یا  
 زمیندار بر اسے صلہ و بر بار و اح میت و بنیت خوشنودی در رضا  
 بہ یکے علم التبعین بدید و یا بطریق ہدیہ سالانہ و فصلانہ بنام آن فقرا  
 ساز و دین قسم نیز جایز است بنا بر حمل بر آنکہ جناب رسالت صلو اللہ  
 علیہ وسلم از طعام و لحم نزد صدیقی حضرت خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا  
 سے فرستادند استہوا ایضا فیہ مولانا عبد اللہ کجراتی کہ از اعظم علماء  
 و صلحا و دقت خود و معاصر شیخ عبدالحق دہلوی اند در وصیت نامہ  
 خود نوشتہ تقیدات و تحقیقات در اوضاع و تراکیب ماکولات  
 و اعیانات در مقررات بقا تھما سے بزرگان از اتفاق و رسوم صا  
 است چرا کہ معمول مشایخ کرام و اولیاء عظام است کسانیکہ کمال  
 ظاہری و باطنی ایشان متفق کا فدا سلام است مقید بر ان بود

اند و حکم کرده اند بلکه بعضی از ترکیب کذا یه مشهوره که فاتحه و نیاز  
 فلان بزرگ باین طور و بر این چیز باید در رسایل و او را داکا بر هم  
 بنظر آید مثل ترکیب نوشته اصحاب کهنه و غیره که اصل لم معلوم نیست  
 فاما غل بر آن مناسب است که داخل تجربات در رفتی که این قسم تخصیص  
 بطریق صحیح مرویت و فرقی نیست میان آن و این و ظهور بركات و اما  
 درین تخصیصات از یقینات است مثل تجربات و تفسیر غریزی در خواص  
 سوره بقره نوشته که از خواص خبر به این سوره است که در هنگام بر آمدن  
 ابدی تا اطفال که آنرا بچک خوانند وقت مسخ ناشسته ناشکسته این سوره  
 را بخوبی و ترتیل بحضور طفلی که خوانده دم کند و طفل هم ناشتا ناشکسته باشد  
 بفضل الهی آن طفل را در آن ساله چیک نه براید اگر برای بهل و آسان  
 گردد و آسب با و نه بد لیکن شرط آنست که وقت شروع قرات  
 آن دو نیم یا و پنج باشد و جغرات بقدر حاجت مستحق را در همان مجلس  
 بخوراند و بغیر زاهد ندید و آن مستحق بحضوری قاری و طفل مذکور بخورد  
**سیف** ابجبار بین قول عبدالوهاب نجدیکا اور جواب علیا که  
 جواب کس و دین باب نیازات مین است تحریر کیا جاتا ہے قال المجتهد  
 قال الله تعالى وقالوا هذه النعام و حرث حجر لا يطعمها الا من نشاء  
 بنعمهم و النعام حرمت ظهورها و النعام کا بیکرون اسم الله  
 علیه افتراء علیه سیخز بهیم بما کانوا یفترون هذا بیان ما  
 علیه الناس فی زماننا فانهم یخصصون الاکلیل فی نذر  
 رحمت و صدقاتهم و یحجرون بعضا کما لا یطعمون طعاما لصد  
 قة لحد و بغیر من هو فی سلسله اراقة و یخصصون من ملر



یدیدہ وما یجعلونہ للعید وس یخصصونہ لاولادہ ویجعلون  
 بعض الانعام لغير الله ویقولون ہذا لمحفل وعلو غیوہا  
 ولایذکرون اسم الله علیہا ویقولون ہوللہ ترجمہ کھا  
 نجدی نے کھا حق تعالیٰ اور کھے وہ لوگ کہ پھر چار پائے ہیں اور زرا  
 کہ ممنوع ہے اوسکا کھانا عام لوگوں کو نہیں کھلاوینگے اوسکو مگر اودن  
 لوگوں کو کہ چاہیں اپنے زعم میں اور چار پائے ہیں کہ حرام کئے گئے  
 پستین اونکے اور چار پائے ہیں کہ نہیں یاد کرتے ہیں نام اللہ کا  
 بہ باعث نباوٹ کے اللہ پر قریب ہے کہ خرا دیونینگے ہم اوسکو بعبادت  
 اونکے پھر بیان ہے اوس حال کا جسپر لوگ ہیں ہمارے زمانہ میں  
 پس نہ لوگ تشخیص کرتے ہیں کھانے والوںکی اپنے مذروہین  
 روز صدقات میں اور منع کرتے ہیں بعض کو جیسا کہ نہیں کھلاتے  
 ہیں طعام صدقہ خدا کا اور نہیں دیتے ہیں اوسکو جو اونکے سلسلہ  
 ارادت میں شریک نہیں اور تشخیص کرتے ہیں اونکے مریدین کی  
 اور وہ صدقات جو کرتے ہیں اوسکو واسطے عید و س کے تخصیص  
 کرتے ہیں اوسکی اولاد کو اور گردانتے ہیں بعض چار پاؤں کو واسطے  
 غیر اللہ کے اور کہتے کہ پھوا سٹے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے اور علی  
 رضی اللہ عنہ اور غیر ہما کے ہے اور نہیں یاد کرتے ہیں نام اللہ کا  
 اوسپر اور نہیں کہتے ہیں کہ پھوا سٹے اللہ کے ہے اسحو اب  
 علماء مکہ قالوا ایہا الجاہل معنی آئیہ ان المشرکین قالوا ہذا  
 انشاء الی ما جعلوا لاکھتہم انعام وحرث حجر اعی حرام  
 لا تطعمہا الا من نشاء یعو خدم الاوثان والرجال دون

انساعول انعام حرمت ظہور ہا یعنی الہجائی و امثالہا لایذکر  
 اسم اللہ علیہا فی الذبح وانما یذکر ون الہتھم افتراء  
 بان اللہ امرہم بذلک سیخریہم بما کانو یفترون فکیف  
 یکون بیان الحال من لم یتقد الا بنیاء والا ولیاء الہا  
 ولم یجعل الانعام الہتھم ولم یقولون ان اللہ حرما و  
 یذکر ون اسم اللہ علیہا فی الذبح اما تخصیص الکلین  
 فی الذب و سر و فی الصدقات فباختیار النازر والمتصد  
 والصدقہ للیت تبغہ وتفقہ ولیس بہ فاکل مجبیر ومنتسبیر  
 سببا لمزید سر و ہ فالخصیص لہذا السبب اولغیرہ من  
 غیر ان یقال انہ حکم اللہ تعالیٰ لا یدخل فی حکم الایۃ الم  
 تسمع ما قالت عائشہ رضی اللہ عنہا ما عرت علی احد  
 من نساء النبی صلی اللہ علیہ وسلم ما عرت علی خدیجۃ  
 و ما رأتھا قط ولا کن کان یکثر ذکرہا و سر جانہج شأ  
 ثم یقطعہا اعضاء و یبغثہا فی صدایق خدیجۃ اخر جہ  
 الشیخان ترجمہ کھے علماء مکہ نے کہ اے جاہل مننی آیتہ کی یہ  
 ہے کہ مشرکین نے کھے اور اشارہ کئے طرف چار پائے اور زرا  
 کے کہ پھر حرام ہیں کہ نہ کھاویگا او سکومکریم جسکو چاہیں لینے خاد  
 میں بت اور مرد لوگ سوائے عورتوں کے اور چار پائے ہیں کہ حرام  
 ہے سوائے اونکے لینے ساڈے اور مثل او سکے کہ نہیں یاد کرتے  
 ہیں نام اللہ کا او سپر وقت و ج میں بلکہ یاد کرتے اپنے تو کو سبب  
 بناو گئے اللہ پر کہ اللہ تعالیٰ ایسا حکم کیا پس قریب ہے کہ حق تھا اور

بناوٹ کی اوکو خرا دیو یگا پس کینی ہوگی یہ آیت بیان اوس شخص کے  
 حال کی جسے انبیاء اور اولیاء کو معبود نہیں اعتقاد کیا اور نہیں گردانا چاہا  
 پائے اور زراعت کو اپنے معبودان اور بتوں کے واسطے اور نہیں کھے  
 کہ حق تعالیٰ اوکو حرام کیا اور یاد کرتے ہیں نام اللہ کا وقت فوج میں اوپر  
 لیکن خاص کرنا کھانے والو کا نذور میں اور صدقات میں پس بسبب اختیار  
 کرنے نذر کرنے والے اور صدقہ دینے والے کے ہے اور صدقہ واسطے  
 میت کے ہو چکا ہے اور اوسکو نفع دیتا ہے اور میت اوس صدقہ  
 سے خوش ہوتا ہے پس کھانا دوست اور مشب میت کا باعث زیادتی  
 خوشی اوسکی ہوتا ہے پس خاص کرنا اس سبب یا بغیر اس سبب کے سوائے  
 اس امر کے جو کھا جاوے کہ یہ حکم اللہ کا ہے نہیں داخل ہوتا ہے حکم  
 آیت میں آیا نہیں سنا تو نے جو کھی عایشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے کہ نہیں  
 غیرت کی میں نے بیوین رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر حقد رکھ دیتے  
 الکبریٰ رضی اللہ عنہا پر میں غیرت کی اور حال آنکہ میں نے اوکو کبھی  
 نہیں دیکھی لیکن آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اکثر ذکر کیا کرتے اور  
 بسا اوقات بکری ذبح کرتے پھر اوسکے اعضا الگ کر کے دوستوں  
 خدیجہ الکبریٰ رضی اللہ عنہا کے پاس بھیجے روایت کیا اس حدیث کو  
 بخاری اور مسلم نے انتہا اس دیار میں جو طریقہ فاتحہ بزرگان دین کا  
 یہ جاری ہے کہ کھانا سامنے رکھ کر فاتحہ اور سورے اور درود  
 پڑھتے ہیں اس بات میں فرزند قاضی الاسلام قاضی الملک نے کتاب  
 فتح الحق میں لکھا ہے کھانا سامنے رکھ کر قرآن شریف کے سورے  
 وغیرہ پڑھنا جائز ہے اوسمیں شرعاً کچھ قباحت نہیں شیخ شہاب الدین

سہروردی قدس سرہ نے عوارف المعارف میں لکھا ہے  
 وكان بعض القراء عند الاكل يشترعون وقت سورة من القرآن  
 يحضر بذلك الوقت حتى تنجز اجزاء الطعام بانوار الذاکر استمر  
 ترجمہ اور تھے بعض قراء کہ وقت کھانے کے کوئی سورہ قرآن کا شروع  
 کرتے حاضر کرتے اپنے وقت کو اس سے تاکہ اجزاء طعام انوار  
 ذکر سے منجر ہو دین اور مولانا شاہ عبدالغفر صاحب نے فتویٰ میں  
 تحریر کیا ہے دوم بہتہ اجتماعیہ مردم کشیر جمع شوند و ختم کلام  
 سے کنند و فاتحہ بر شیرینی یا طعام نمود و تقسیم در میان حاضرین نمایند  
 این معمول زمانہ پیغمبر خدا صلو اللہ علیہ والہ وسلم و خلفاء راشدین نبود  
 اگر کے این طور کند باک نیست زیرا کہ درین قسم فتح نیست بلکہ فائدہ  
 ایجاد و اموات را حاصل می شود اور شاہ صاحب دوسرے فتویٰ  
 میں لکھتے ہیں کہ بعد از ان ختم قرآن و پنج آیتہ خواندہ بر ما حاضر بشیرینی  
 خواندہ تقسیم بخاطرین مجلس می شود استخوانیا ہم نصوص شرعیہ  
 سے کھانا سامنے رکھ کر قرآن شریف کے سورہ وغیرہ پڑھنے کا جواز  
 ثابت کرتے ہیں امام یافعی رحمۃ اللہ علیہ نے در التظیم فی فضا  
 یل قرآن العظیم میں تحریر فرمایا ہے سورۃ قریش من  
 قراء علی طعام بخاف منه امن و کفی و جمع الکلیبین ترجمہ  
 سورہ قریش کو جس نے اوس کھانے پر پڑھا کہ اوس سے اوسکو  
 خوف ہے امن پاویگا اور کفایت کریگا درد گردہ کو امام نووی  
 از کارین تحریر فرمایا ہے و یافعی کتاب ابن السخنی  
 عبد اللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہما سن النبیا

صلی اللہ علیہ وسلم ان کا ن لیقول فی الطعام اذا قرب الیہ الہم  
 بارک لنا فیما رقتنا و قنا عند باب النار انتہی ترجمہ یعنی تھے انتہی  
 صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے وقت طعام کے جبکہ حضرت کے نزدیک  
 آتا اسے حق تعالیٰ ہمارے واسطے برکت دے اور نگہ رکھ ہمکو  
 عذاب آتش سے اور شیخ شہاب الدین احمد الشرجی الحنفی نے کتاب  
 مائۃ الفوائد میں تحریر کیا ہے قال النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم  
 موقبل عند اول الطعام الہم بارک لنا فیما رقتنا و قنا  
 عند اب النار لم یضہ ذالک ولو یک فیہ انتہی ترجمہ یعنی فرمایا  
 انتہی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جس نے کھانہ نزدیک اول طعام کے الہم بار  
 لنا تو نہیں ضرر دیگا اور برکت دے جاوے گی اور سکوا اور شیخ شہاب  
 الدین سہروردی نے عوارف المعارف میں تحریر کیا ہے  
 وما یدہب داء الطعام المعین لمرآج القلب ان یدعوانی  
 اول الطعام و لیسئل اللہ ان یحملہ عننا علی الطاعۃ ترجمہ  
 اور منجھلہ اس سے جو لیجاتی ہے بیمار کو طعام کے یہ ہے کہ دعا کرے  
 اول طعام میں اور سوال کرے اللہ تعالیٰ کے پاس کہ گردانے اور سکوا  
 مددگار طاعت پر اور قسطلانی نے مواہب اللدنیہ میں لکھا ہے  
 روى البخاری فی تفسیرہ عن عبد اللہ بن مسعود من  
 قال حين یوضع الطعام لبسم اللہ خیر الا سماء فی الارض  
 و فی السماء لا یضر مع اسمہ داء جعل فیہ رحمۃ و شفاء علم  
 یضہ ما کان انتہی ترجمہ روایت کیا امام بخاری نے اپنی تاریخ  
 میں عبد اللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے انہوں نے کہا جتنے کہے

جسوقت کہ رکھا جاوے طعام بسم اللہ خیر الاسماء احواسکو وہ طعام ضرر  
 نہیں دیکھا غور کرو کہ طعام پر سورہ پڑھنا اور ادا کا ثواب ارواح کو پہنچنے  
 کے لئے دعا کرنا بھی جائز ہوا ادا کا انکار غیر مسموع ہے معینہ احدیث  
 شریف میں وارد ہوا اکل امر دعی باللم یدع با محمد اللہ فہو قطع  
 ترجمہ جو امر کہ شان دار ہوا اور ابتداء اسکی اللہ کے حمد سے کیا جا  
 وے پس وہ مقطوع البرکت ہے امام نووی وغیرہ نے اس  
 سے استدلال کر کے ہر امر مہم کی ابتداء میں حمد کرنا سنت ہونے پر  
 تصریح کئے ہیں پس ہم کہتے ہیں کہ کھانا کا ثواب ایصال ارواح کرنا بھی  
 اس میں داخل ہے اور اسکی ابتداء میں حمد کرنا بھی مندوب ہے اور  
 سبب برکت کا ہے تو ابتداء سورہ فاتحہ سے کرنا جو وہ بھی حمد ہے  
 اللہ اول و اکمل ہے اور اس میں جب تقدیر شرط نہیں تو کھانا سامنے  
 رکھنے میں بھی مجذوب نہیں پس امر سنون کی عموم جو افراد کہ شامل تھے  
 ایک فرد خاص کو غیر جائز عزم کرنا باطل ہے فلا یعباء بہ اشتہر  
 مولانا شاہ عبدالغفر صاحب علیہ الرحمہ اپنے فتویمین تحریر  
 فرمائے ہیں طعامیکہ بران نیاز حضرت امامین علیہ السلام می نمایند  
 و بران فاتحہ و درود خواند متبرک است و خوردن بسیار خوبات  
 اور مولوی اسحاق دہلوی بھی اپنے فتویمین لکھا ہے طعامیکہ بران  
 نیاز حضرت امامین علیہما السلام می نمایند و بران فاتحہ و قل و درود  
 میخواند متبرک میشود و خوردن آن خوب است استہم مضمون فتح الحق  
 سف اسبجار میں لکھا ہے اور بھی مولوی رفیع الدین صاحب  
 سے استفتاء اس باب میں ہے سوال تخصیص کولات در فاتحہ

بزرگان مثل کچھ اور فاتحہ امام حسین رضی اللہ عنہ و توشہ زفاتحہ  
 شیخ عبدالحق وغیر ذالک چہ حکم دارد جواب فاتحہ و طعام کہ  
 بے شبہ از مستحبات است و تخصیص کہ افضل مخصوص است با اختیار اور و  
 کہ باعث منع نمی تواند شد این تخصیصات از قسم عرف و عادت  
 است کہ بمصاححہ خاصہ و مناسبہ حقیقتہ ابتدائے بطور آبدہ رفته رفته  
 شیوع یافته در حق کچھ صاحب در مختار و صاحب فنیہ و دیگر  
 فقہا تصریح نموده اند و تخصیص آن حضرت صلو اللہ علیہ والہ وسلم رجب  
 جانور و تقسیم گوشت آن بعد ازیں خدیجہ الکبریٰ رضی اللہ عنہا کہ  
 بطریق صحیح ثابت است و اللہ اعلم بالصواب انتہی کتاب  
 انوار الرحمن لتقویر النجاشی من تحریرے در کتاب او چند  
 ملا علی قاری کہ محدث معتبر است مرویست قال کان یوم الثالث  
 عن وفات ابی اہیم بن محمد صلو اللہ علیہ وآلہ وسلم جاء ابو  
 ذر عند النبی صلو اللہ علیہ وآلہ وسلم معہ تمر یا لبنة ولبن  
 الناقة وخبز الشعیر فوضعها عند النبی صلو اللہ علیہ وآلہ وسلم  
 فقرأ الفاتحہ و سورۃ الاخلاص ثلاث مرۃ وقرأ الحمد  
 صل علی محمد انت لها اهل وھولها اهل فرغ یدیه و مسح  
 وجہہ فامرہا فیه ان یقسمہا وقال النبی صلو اللہ علیہ وآلہ وسلم  
 وسلم ثواب هذه الاطعمۃ لابی اہیم ثم حمیہ تیسرے  
 روز وفات ابی اہیم فرزند رسول اللہ صلو اللہ علیہ وآلہ وسلم  
 کے حضرت ابو ذر رضی اللہ عنہ رسول اللہ صلو اللہ علیہ وآلہ وسلم  
 کی خدمت میں فرماے خشک اور شیر و نان جو حاضر کے

اور اوسکو حضرت کے نزدیک رکھ دئے پس آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ  
 وسلم نے ایک بار سورہ فاتحہ اور تین بار سورہ خلاص پڑھ کر یہ صیغہ درود  
 کا پڑھے اللہم صل علی محمد وعلی آلہ اہل النبی پھر حضرت نے دست  
 شریف اپنے بلند فرمائے اور اوسکو اپنے چہرہ شریف پر سٹے اور  
 حکم فرمائے کہ جو کچھ اوسمیں ہے اوسکو لوگوں میں تقسیم کر دین اور فرما  
 یا نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کہ ثواب اس طعام کا واسطے  
 میرے فرزند ابراہیم کے ہے ایضاً انوار الرحمن میں تحریر ہے  
 اسٹیجی گوید کہ اموات لیاقت تھک نذا نذا تا چہرے مذکور و صدقات  
 بکیر نذا این صفحا اینقدر تا مل نمی کنند کہ حق تعالیٰ محتاج مذکور و کرات  
 و صدقات است کہ ہر اسے خود خمس و مذکور و صدقات و کفارات  
 مقرر ساختہ مقصود ازان غریب پروری و فقیر نوازیست و چہنیں اینا  
 دا و لیا در انظر رافع رسانی غلاتی است نہ فایده ذاتی خود پس چونکہ  
 در ان نفع فقراد و مساکین است و خدا و رسول خدا آن را جاری  
 کردہ باشند گمان شرک در ان شومی نفس نافیہاں است انسویجہ  
 کلام مولانا کا مشعر بہ سر دقت و شمر بہ ثمرہ لطیف ہے یعنی اولیاء اللہ  
 کو چاہا اور تمنا مثل اپنے فریق نجدیہ و نابیہ کے جانتے ہیں اور یہ نہیں  
 سمجھتے کہ وہ لوگ ہیں کہ ذاتاً اور صفاتاً کافی بذات حق و صفات حق ہیں  
 اور مخلوق باخلاق الہیہ ہو گئے ہیں نہ حیات اوں لوگوں کی مثل حیات  
 ہمارے ہے نہ حیات اوں کی مثل حیات ہمارے ہے حالت حیات  
 بھی وہ لوگ زندہ ہیں بلکہ اُنکو حالت حیات سے بھی قدرت  
 عالم برزخ میں زاید حاصل ہے شاہ ولی اللہ صاحب نے کتاب



حجة الله بالاعمال لکن میں فاذا مات انقطع العلاقات  
 ورجع الى مزاجه فليقتل ما ملأ مكنة وصار منهم والهم كالها  
 مهم ويسيح فيما يسهون وربما اشتغل هو لا عوا علاء كماله  
 وفرض رب الله وربما كان لهم متبخرات آدم وربما  
 اشتغل بعضهم الى صغر في حسد يداشتيا فاما شيئا من اصل  
 جبلة ففرع ذالك بابا من امثال واختلفت بمرقوت مذ  
 بالنسبة الهوائية وصار كالحسد النوراني وربما اشتاق  
 اجضهم الى مطوم فامد فيما اشتغل قضاء لشوقها ثم حجب  
 پس حيوت كآدمي مرتا ہے علاقات او سکے متقطع ہوتے ہیں  
 اور رجوع اپنے مزاج اصلی کے جانب کر کے فرشتوں کے ساتھ  
 ملجاتا ہے اور او مین سے ہو جاتا ہے اور مثل فرشتوں کے او سکوا الہام  
 ہوتا اور بھی مثل فرشتوں کے سعی کرتا ہے اور کبھی مشغول ہوتے ہیں وہ  
 لوگ واسطے بلند کرنے کلمہ حق تعالیٰ کے اور مدد کرنے کے وہ خدا کے  
 اور کبھی او کو مقصد نیکی پہنچانیکا ہوتا ہے ابن آدم کو اور کبھی بعض وغیر  
 سے شوق شکل جدید کے جانب کرتا ہے کہ یہ شوق او کا اصل  
 طبیعت سے او سکے پیدا ہے پس یہ شوق او کا دروازہ عالم نباتات  
 ہوکتا ہے اور او کی قوت روح ہوائی کی ملکہ مثل جید نورانی کے  
 ہوتا ہے اور کبھی بعض او مین سے شوق طعام کے جانب کرتے  
 ہیں پس او کو جس چیز کے جانب رغبت ہے امداد ہوتی ہے اور  
 اوسی کتاب میں تحریر ہے فاذا مات الانسان كان للنفس فشا  
 اخرى فيشي فيض الروح الا في قوت فيما بقي من الحسب

المشترك تکون فی بیت السمع والبصر والکلام بعد من عالم المثال  
 ترجمہ اور جو وقت کہ انسان مرنے سے اوسکی جانکے واسطے دوسری  
 پیدائش ہوتی ہے پس فیض روح الہی اوسمین قوت پیدا کرتی ہے جو  
 کہ جس مشرک کفایت سماعت اور بصارت اور کلام کو ساتھ مد عالم مثال  
 کے شاہ عبدالغفری صاحب نے تفسیر غزیری میں لکھا ہے در روایت  
 آمدہ است کہ نبی را بر اعمال اقبال اختیار خود مطلع می سازند کہ فلان امروز  
 پچنین می کند و فلان چنان تا روز قیامت ادای شہادت تواند کرد چنان  
 ارواح در عالم قبر مثل حال ملائکہ است کہ بتوسط شکل و بدنی کار میکنند  
 و مصدر افعال حیوانی و نفسانی میکردند بے آنکہ نفس نباتی ہمراہ داشته  
 باشند کہ ان فی سیف ایجا رہے کتب احوال اولیاء اللہ میں تحریر ہے کہ چار  
 اولیاء اللہ اپنے قبور میں مثل قصر ایجا کرتے ہیں و زمین سے ایک حضرت  
 محبوب سبحانی غوث الاعظم سید عبدالقادر جیلانی رضی اللہ عنہ دوسرے حضرت  
 معروف کرخی قدس اللہ سرہ الغفرین اب وہ روایات ذکر کئے جاتے  
 ہیں کہ لوگوں نے صاحبین کو اپنے قبور میں چشم خود زندہ دیکھے ہیں کتاب  
 بشری الکاتب بقا و الحبيب میں تحریر ہے اخرج الترمذی و حسنہ  
 الحاکم و البیهقی عن ابن عباس عن رضی اللہ تعالیٰ عنہ قال انہ ضرب  
 بعض اصحاب النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حناء علی قبر و هو  
 لا یحسب انہ قبر فاذا فیہ انسان یقرء سورة الملک حتی یتیمها  
 فأتی النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فاخبرہ فقال رسول اللہ  
 صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہی الما فتمتھی المخبیة تخبی من عذاب  
 القبر ترجمہ روایت کیا ترمذی نے اور حسن لکھا اوسکو حاکم نے

اور روایت کیا بھتی نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے کہ انہوں نے  
 کہ بعض اصحاب رسول اللہ صلو اللہ علیہ وسلم نے خیمہ اپنا ایک قبر پر نصب کیا  
 اور انہوں نے نہیں جانا کہ وہ قبر ہے پس یکایک دیکھے انہوں نے ایک  
 انسان کو کہ اوسین سورہ ملک پر تھا ہے یہاں تک کہ او کو ختم کیا پس حاضر  
 ہوئے وہ صحابی نے رسول اللہ صلو اللہ علیہ وسلم کے پاس اور خبر دئے  
 حضرت کو اس امر کی فرمائے حضرت نے کہ وہ سورہ منع کرینوا الا اور  
 نجات دینے والا ہے کہ نجات دیتا ہے او کو عذاب قبر سے و اخرج  
 ابن مندہ عن طلحہ عن عبد اللہ قال اردت ما لحی بل لغایۃ فاذا  
 کفی للیل فابیت الحی قبر عبد اللہ بن عمر بن خزام فصمت  
 قرأت من القرآن ما سمعت احسن منها فحجت رسول اللہ  
 صلو اللہ علیہ وسلم فذكرت ذالک لہ فقال ذالک عبد اللہ  
 الم تعلم ان اللہ قبض امر واحهم فجعلها فی قنادیل من  
 جد ویا قوت ثم علقها وسط الجنة فاذا کان اللیل سرت  
 الیهم امر واحهم فلا یزال کذا لک حتی اذا طلع الفجر سرت  
 امر واحهم الی مکانھا التی کانت فیہ ترجمہ روایت کیا ابن مندہ  
 نے طلحہ بن عبد اللہ سے کہا انہوں نے کہ ارادہ کیا میں نے اپنے  
 مال کا جو مقام غایب میں تھا پس پایا مجھے شب میں آیا میں نے طرف  
 قبر عبد اللہ بن عمر بن خزام کے پس سنایا میں نے قرأت قبر سے کہ  
 کہی اوس سے بہتر قرأت انہوں نے سنا تھا پس حاضر ہوا میں نے رسول  
 اللہ صلو اللہ علیہ وسلم کے پاس اور بیان کیا میں حضرت سے کہ  
 کہ فرمائے حضرت نے کہ یہ عبد اللہ ہے آیا نہیں جانتے تھے کہ

تعارف ارواح مومنین قبض کر کے اونکو قادیل بقوت اور زمرہ میں  
 رکھتا ہے پھر اوسکو درمیان جنت آویزان کرتا ہے پھر جسوقت کہ شب  
 ہوتی ہے اونکی ارواح اونکے پاس پہیرے جاتی ہیں پس سیطرح  
 رہتے ہیں پھر جبکہ فجر ہوتی ہے اونکے ارواح اوس جاسے پر پہیرے  
 جاتے ہیں کہ جن جاسے تھے و اخراج ابو نعیم فی الحلیہ عن ابراہیم  
 بن الصمد المہدی قال حدثنی الذین کانوا یمرون بالبحیر  
 بالاسماء قالوا اذا مررنا بحیان قبر ثابت البنانی سمعنا قرأ  
 القرآن ترجمہ روایت کیا ابو نعیم نے حلیہ میں ابراہیم بن عبد الصمد  
 المہدی سے کہا انہوں نے کہ بیان کیا مجھے اون لوگوں نے جو  
 کدڑے تھے تمام حص میں قصہ کہتے ہوئے کہ انہوں نے کہا کہ  
 جسوقت ہم مقابل میں قبر ثابت بنانی کے کدڑے قرأت قرآن کو  
 سنتے و اخراج ابن مندہ عن سلمہ بن شیبہ قال سمعت ابا  
 حامداً لغفار وکان ثقہ ورجلاً قال دخلت یوم الجمعة لمقبر  
 نصف النهار فماررت القبور الا سمت منة قرأت القرآن ترجمہ  
 اور روایت کیا ابن مندہ نے سلمہ بن شیبہ سے کہے انہوں نے  
 کہ سنا میں نے ابو حامد قبر ساز سے اور تھا وہ شخص ثقہ اور ساد  
 کہا اوسنے کہ داخل ہوا میں نے روز جمعہ مقبرہ میں وقت نصف  
 روز میں پس نہیں کدڑا میں اوپر کسی قبر کے مگر میں سنا اوس سے  
 قرأت قرآن کو و اخراج ابن مندہ عن عکرمہ قال عیطی المؤمن  
 المصحف لقرآن من ترجمہ اور روایت کیا ابن مندہ نے عکرمہ سے  
 کہا انہوں نے کہ دیا جاتا ہے مومن یعنی میت مومن مصحف کہ

پر مشابہ ہے وہ اوس سے وَاخْرَجَ ابْنُ مَسْنَدٍ عَنْ عَاصِمِ السَّقَطِيِّ  
 قَالَ سَمِعْتُ قَبْرَ أَبِي بَلْعٍ فَفُتِحَ فِي قَبْرِ فَتُظَرَّتْ فَذَا شَيْخٌ فِي الْقَبْرِ مُتَوَجِّهٌ  
 إِلَى الْقَبْلَةِ وَعَلَيْهِ أَزْأَرُ حَضْرَاءُ حَوْلَهُ فِي حَجَرٍ مَصْصَقًا يَقْرَأُ فِيهِ  
 ترجمہ اور روایت کیا ابن مندہ نے عاصم سقطی سے کھا انہوں نے  
 کہ ہم ایک قبر کو کہو دس شہر بخمین پس سوراخ ہوا ایک پس دیکھا  
 میں نے پس یکا یک ایک مرد ضعیف قبر میں متوجہ ہے ہے جانب قبلہ کے  
 اور اوس کے جسم برتھ بند ہے اور اطراف میں اوس کے سبزی ہے  
 اور گودھ میں اوس کے قرآن ہے کہ پڑھتا ہے اوس میں وَاخْرَجَ  
 ابْنُ مَسْنَدٍ عَنْ ابْنِ النُّصَيْرِ الْبُشَايْرِيِّ الْحَفَّارِ وَكَانَ  
 صَاحِبًا وَمَرَعًا قَالَ حَفَرْنَا قَبْرًا فَانْفَتَحَ فِي الْقَبْرِ قَبْرٌ آخِرُ فَتُظَرَّتْ فِيهِ  
 خَافَا أَنَا بَشَابُ حَسَنٍ لَوْحٌ حَسَنٌ أَثْيَابٌ طَيِّبٌ لَمْ يَجْتَدِ جِلْسًا  
 مَتَرًا لَعَاوِي حَجَرٌ كِتَابٌ مَكْتُوبٌ بِحَضْرَةِ أَحْسَنَ بَارِئَةٍ مِنَ الْخَطِّ  
 فَهُوَ يَقْرَأُ الْقُرْآنَ فَتُظَرُّ الشَّابُّ الْكَلْبِيُّ قَالَ قَامَتِ الْفَيْمَتَاتُ  
 لَا قَالَ أَعْدِلْ لَمْ تَرَ إِلَى مَوْضِعِهَا فَاعْدَتْهَا إِلَى مَوْضِعِهَا تَرْجُمُ  
 اور روایت کیا ابن مندہ نے ابو نصیری بوشایری قبر ساز سے  
 اور یہاں وہ شخص صاحب ورع کہا اوس نے کہ کہو دایم میں نے  
 ایک قبر کو پس کشادہ ہوئی اندر قبر کے قبر دوسری پس نظر کیا میں  
 نے اوس میں پس یکا یک میں ملائی ہوا ایک جوان خوبصورت  
 خوش لباس خوشبو سے بیٹھا ہوا چار زانو اور اوس کے گودھ میں  
 ایک کتاب لکھی ہوئی خط سبز سے کہ وہ تہرین خطوط کا تھا اور  
 و قرآن پڑھتا تھا پس نظر کیا جوان نے طرف میرے اوکھا

ایا قائم ہوئی قیامت کھامین نے نہیں کھا اوسنے کہ اعادہ کر قبر کی  
پوشش کو اپنے موضع پر و نقل السہیل فی دلائل النبوت  
عن بعض الصحابة انه حفر فی مکان فانفتحت طاقه فاذا  
شخص علی سرید و بین یدیر مصحف فیر فیہ و اما مرد  
خضراء و ذالک بأحد و علم انه من الشهداء اعلانہ فی  
صفحة حر جاد و ذالک ابن جبان فی تفسیرہ ترجمہ اول نقل  
کیا سہیلی سے دلائل نبوت میں بعض صحابہ سے کہ انہوں نے  
ایک جاسے میں کہو داپس ایک طاق ظاہر ہو ا پس یکا یک ایک  
شخص ایک تخت پر ہے اور روبرو اسکے قرآن ہے کہ اس  
وہ پڑھتا ہے اور روبرو اسکے باغ سبز ہے اور یہ محل  
مقام جبل احمین ہوا اور معلوم ہوا کہ وہ مرد شہید و فانی ہے  
کہ اوں صحابی نے اس کے جسم پر زخم دیکھا اور لاسے میں  
اس روایت کو ابن جبان نے اپنی تفسیر میں دیکھی ایافعی فی  
موضعة الیراحین عن بعض الصحابین قال حفرة قبر الرجل  
من العباد فیہا انا اسوی اللحد استقطت لبننة من لحد قبر یلیر  
فتطرق فاذا شیخ جالس فی القبر علیہ ثياب بیض و فی حجم مصحف  
من ذهب مکتوب بالذهب و هو قیر عفریہ فرجہ اس و قال قال القیام  
مر حکم اللہ فقلت لا فقال ہر و البننة الی موضعها عا فاک اللہ  
فرد دہتا ترجمہ اور حکایت کیا امام یافعی نے روضۃ الرحمن  
میں بعضے مانجین سے کہے انہوں نے کہ کہو دایں قبر کو تبص  
عابدین کے پس در وقتکہ میں لحد کو درست برابر کرتا تھا یکا یک

ایک خشت اور سکے نزدیک کی قبر سے گری پس نظر کیا میں پس یکایک  
 ایک مرد ضعیف کو دیکھا کہ وہ قبر میں بیٹھے ہیں اور اوپر سفید لباس  
 ہے اور اونکے گودھ میں طلائی قرآن ہے اور خط بھی اور کلاطلا  
 ہے اور وہ مرد ضعیف زمین طلاوت کرتے ہیں پس اونہوں نے  
 اپنے سر کو میرے جانب بند کیا اور کھا کہ ایا قیامت قائم ہوئی پس میں نے  
 کھا کہ نہیں پھر اونہوں نے کھا کہ اینٹ کو اپنی جاے پر پہر دے تو  
 تجھے عافیت دیوے پہر میں نے اس خشت کو اپنی جاے پر پہر دیا  
 وقال ایما فی البیاض وینا عن حفرة القبور من الثقات انه حفرة فاشترى  
 فیه علی السنان علی سریر ویدیه مصحف یقرء فیه وتحتہ نهر  
 یجر من فغشی عیدہ واخرج من القبور ولم یدر ما اصاب فلم  
 یقف الا فی الیوم الثالث ترجمہ اور کھا امام یافعی نے بھی روایت  
 کئے ہم نے اس سے جو وہ قبر کن ثقات سے سہت کہ اس نے قبر  
 کہو واپس مطلع ہوا اس قبر میں ایک انسان پر کہ وہ ایک تخت پر تھا  
 اور اس کے ہاتھ میں کلام اللہ تھا اور نیچی ایک خرباری تھی پس اس کو  
 عیش اگیا اور اسی غش کی حالت میں اس شخص کو قبر سے باہر لگا  
 پس افاقہ غش سے نہیں پایا مگر روز سوم واخرج ابو الحسین بن  
 الشہرستان فی فوائدہ بسندہ من طریق عطیتر العوفی عن الحسن بن  
 الحضری قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم  
 من قرء القرآن ثم مات قبل ان یتطہر اماہ ملک یدلہ فی قبر  
 ویلقی اللہ وقد استنظہ ترجمہ روایت کیا ابو الحسین بن الشہرستان  
 نے اپنے فوائد میں ساتھ سنا اپنے کے طریق سے عطیہ عوفی کے

وہ روایت کرتے ہیں ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے انہوں نے  
 کھا کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ جو شخص نے کہ فرشتے  
 قرآن شروع کیا پھر اسکو موت امی قبل اس اسر کہ جو اسکو پورا  
 کرے آتا ہے اسکو نزدیک ایک فرشتہ کہ اسکو قبر میں تعلیم  
 قرآن اسکو کرتا ہے اور ملاقات کرتا ہے اللہ سے اس حالت  
 میں کہ وہ قرآن کو یاد کیا ہو گا و آخر ج ابن ابی الدینار و ابن  
 سندۃ عن عطیۃ العوفی قال بلغنی ان العبد الذی اتقی اللہ  
 ولم یتعلم کتابہ علم اللہ تعالیٰ فتح قبرہ حتی یشہد اللہ علیہ  
 فی ہذا المعنی و روایت عن ابن ابی الدنیا عن الحسن و آخر  
 عن یزید بن رجمہ روایت کیا ابن ابی الدنیا و ابن مندہ نے  
 عطیۃ العوفی سے کھا انہوں نے کہ پچھی پچھی بات کہ تحقیق کہ سندہ  
 جسوقت کہ اللہ کا تقویٰ اختیار کرے اور سیکھا ہو وے اسکو کتاب  
 سیکھا دیا اسکو حق تعالیٰ اسکو قبر میں یہاں تک کہ حق تعالیٰ  
 اسکو اوپر ثبات کریگا اسی معنی میں روایت ہے ابن ابی الدنیا  
 سے وہ روایت کرتے ہیں حسن سے و آخر ج سعید بن منصور  
 عن علیہ بنت حصان بن حنیف الغفاری سے صاحب رسول  
 صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم قالت اوصانی ابی ان اکفنی  
 فقیصی لت فلما اصبحت من الغد من یوم وفاء اذ عن  
 بالقیص الذی کفناہ علی المشجب یعنی ہو تبدل من عند  
 لباس احسن منہ ترجمہ روایت کیا سعید بن منصور نے  
 علیہ و آخر حصان بن حنیف الغفاری سے جو صحابی رسول صلی



علیہ وآلہ وسلم کے ہیں کھے اونہوں نے کہ میرے والد نے  
 وصیت کیا تھا کہ ایک قمیص میں مجھے کفن دیو کھا اونہوں نے کہ  
 جب میں نے دوسری صبح کیا جو قمیص کہ اوں کو مہینے اوں میں اوں کو  
 کفن دیا تھا الگنی دیکھا یعنی اوں کو حق تعالیٰ کے نزدیک سے لباس  
 بہتر اوس سے غایت ہوا الا ارواح علیٰ اربعۃ اوجہ ارواح  
 الانبیاء تخرج من جسدھا و تصور مثل صور تھا مثل المشک  
 و الکافور و تكون فی الخبة تا کل وقت شرب و تنعم و تاویب اللیل  
 الخ فادیل معلقة تحت العرش و ارواح الشهداء تخرج من  
 جسدھا و تكون فی احراف طبر حضرت فی الخبة و تاویب اللیل  
 الخ فادیل معلقة تحت العرش و ارواح عصاة المومنین  
 تكون بین السماء و الارض فی الهواء و ارواح المطیعین  
 بر یا ض الخبة لا تا کل و لا یتبع و لکن ینظر فی الخبة و اما ارواح  
 الکفار فھی فی سبعین فی جوف طیر سر و تحت الارض السبعة  
 و هی متعلقہ باجسادھا فتعذب الارواح و تقال الاجساد  
 منذ کانت فی السماء و حرھا فی الارض انتھی مضمون  
 کتاب بشری الکئیبلقاء الحیث ترجمہ ارواح چار و چہر  
 ہیں ایک ارواح انبیاء علیہم السلام کے ہیں کہ اپنے جسد سے  
 نکلتے ہیں اور متصور ہوتے ہیں مثل صورت اپنے مثل مشک او  
 کافور کے اور رہتے جنت میں کھاتے پیتے ہیں اور نعمت  
 جنت حاصل کرتے ہیں اور جاے لیتے ہیں طرف قنادیل کے  
 زیر عرش اور دوسرے ارواح شہداء کے اپنے جسد سے

نکلتے ہیں اور کل میں پرندہ ماے سبز کے جنت میں رہتے ہیں اور شب  
 کو طرف قنابل کے زیر عرش معلق ہیں قرار پکڑتے ہیں اور ارواح  
 گنہگار ان مومنین کے درمیان آسمان و زمین کے ہوا میں معلق رہتے  
 ہیں اور تیسرے ارواح مومنین مطہیین کے جنت کے باغوں میں رہتے  
 ہیں مگر کھاتے نہیں اور نہ نعمات جنت سے قایہ حاصل کرتے ہیں  
 لیکن جنت میں دیکھتے ہیں اور لیکن ارواح کفار پس وہ مقام بحین دوزخ  
 میں شکم میں سیاہ پرندہ و نکے رہتے ہیں ساتویں زمین کے نیچے او  
 وہ متعلق ہیں اپنے جسد و نفس پس عذاب پاتے ہیں جدا اور درد  
 ناک ہوتے ہیں جدا اوس سے مانند آفتاب کے جو وہ آسمان میں ہے  
 اور حرارت اوسکی زمین میں ہے یہاں تک مضمون بشری الکلیب کا  
 تمام ہوا فوائج المسکینہ فی ثواب المکیہ میں تحریر ہے وقد ذکرہ علی  
 ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ وغیرہ من اهل الحق و ارباب الکشف  
 و شہود و ثم اندہ سبحانہ تعالیٰ تجویز ہر الخ ذالک البہاء و  
 یسمنہ اصحاب الافکار الہیولا الکل و العالم کل فیہ بالقوۃ و القیاس  
 فقبل منہ کل شیء فی ذالک البہاء علی حسب قوتہ و استعدادہ  
 فلم یکن اقرب الیہ قبولاً فی ذالک البہاء الا حقیقۃ محمد صلی اللہ  
 علیہ و آلہ و سلم فكان سید العالم باسره و اول ظاہر  
 فی الوجود فكان وجوہہ من ذالک النور الالہی و البہاء و  
 جد عنہم عنہ و غیر العالم مرتجلہ و اقرب الناس الیہ  
 علی ابراہیم طالب رضی اللہ عنہ و اسرار الانبیاء و المرسلین  
 علیہم السلام و من تابعہم من الاولیاء و عباد اللہ الصالحین

ترجمہ اور تحقیق کہ ذکر فرمایا اوسکو علی ابن ابیطالبؑ نے اور سوائے  
 اوسکے اور باب کشف اور شہود سے پہر تحقیق کہ حق سبحانہ تعالیٰ تجلی فرمایا  
 ساتھ نور اپنے اس روشنی پر کہ نام اوس روشنی کا اصحاب انکار کیے  
 حکماء ہیولا در کھے ہیں کہ ہر شے اور عالم ہر ہر آدمین ساتھ استعداد او  
 صلاحیت کے ہیں پس قبول کیا اوس عالم سے ہر شے اور اس روشنی  
 کے موافق قوت اور استعداد اپنے پس نہیں ہوا نزدیک تر قبول کر لیا  
 اس روشنی میں مگر حقیقت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی پس ہوئے حضرت  
 سرور تمام عالم کے تمامہ اور پہلی ظاہر وجود میں پس ہوا وجود مبارک  
 حضرت کا اس نور الہی سے اور اس روشنی سے یا یگنی ذات اولیٰ  
 عالم اور ذات حضرت کے اولاد ذات عالم کی ثانیاً تجلی سے حق  
 تعالیٰ کے ہے اور قریب تر لوگوں کے طرف حضرت کے علی ابن ابیطالبؑ  
 رضی اللہ عنہ ہیں اور اسرار انبیاء اور مرسلین علیہم السلام اور جو لوگ  
 کہ حضرت سے مناسبت رکھتے ہیں صاحبین سے اور اولیاء اللہ سے  
 پھر دوسرے مقام پر اوس کتاب میں ہے فطر جملہ صلی اللہ علیہ  
 وآلہ وسلم وکان لہ فی علی خیر من اجزاء الزمان حکم جتمع  
 فیہ بطورہ فافہم ہذاہ المعانی الغریبۃ والمعانی العجیبۃ  
 ذکر ناہا لمن کان لہ قلب والحق السمع وھو شہید ترجمہ  
 پس ظاہر ہوئے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور ہے واسطے حضرت کے  
 بیچ ہر جز کے اجزاء زمان سے حکم کہ جمع ہوئے حضرت آدمین اپنے  
 ظہور کے ساتھ پس سمجھ تو اس معانی غریبہ کو اور مبانی عجیبہ کو کہ ذکر  
 کئے ہم نے اوسکو اوس شخص کے لئے کہ اوسکے واسطے قلب سلیم

ہو یا ڈالا گیا سماعت کو کہ وہ حاضر تھا پہر ایک مقام پر اسی کتاب میں  
 تحریر ہے اعلم ان اصل ارواحنا روح محمد صلی اللہ علیہ و  
 آلہ وسلم فہو اول الالباء ورجا وادم اول الالباء حبسدا  
 ترجمہ جان تو یہ بات کہ تحقیق اصل ارواح کا ہمارے روح محمد  
 صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پس حضرت اول ہین سب باء کے از روی روح  
 کے اور آدم علیہ السلام اول ہین از روی جد کے روحی فلک  
 یا نبی اللہ و صلواتہ علی سیدنا محمد روح ارواح والکائنات و سید المخلوقات  
 و علو آلہ و صحبہ خصوصاً علم ولدہ شریف غوث الاعظم و بارک و سلم لی صیب  
 عربی مدنی قرشی کہ بود در دوش مایہ شادی و خوشی گریہ صدمہ  
 دروست و پیش نظر و جد فی نظری کل غدا ت و عشی نفیم را زش  
 چہ کم اد عربی من عجی لاف مہر شش چہ زغم او قرشی من جشی پیمصلحت  
 نیست مرا سیری از ان آب حیات صاعف اللہ بہ کل زمان عطشی  
 لذت بادہ و صلش زمین مت میرس ذوق این فی نہ چشی بہ خدا تا  
 نہ چشی جامی ار باب و فافزہ عشقش نرود سر مبادت گرا زین را  
 قدم بار کشی فضل سیوم یا نین فواید عرس سید الانام  
 و اولیاء اللہ الکرام علیہ السلام اللہ علیہ وآلہ و اصحابہ و  
 اولیاء امتہ صلوٰۃ اوائمتہ مکررت ماکررت الدہور فال  
 یا م بسم اللہ الرحمن الرحیم

و کلا نقص علیک من انباء الرسل ما نثبت بہ فو رک و حاک  
 فی ہذہ الحق و موعظہ و ذکرہ للمتقین ترجمہ

تفسیر آیت اور ہر ایک بیان کرتے ہیں ہم آپ کو اخبار سے رسولوں کے  
 اوس چیز کو جو ثابت کریں ہم اوس سے قلب کو تمہارے اور آیا  
 تمہارے نزدیک اوسین حق اور نصیحت واسطے متقیوں کے پس مہدی  
 اس آیہ کریمہ کے جو روایات کہ فوائد مولود اور عرس آنحضرت صلوٰۃ  
 علیہ وآلہ وسلم اور اعراض اس لیا اللہ میں وارد ہیں بیان کئے جاتے  
 ہیں تاکہ اوس سے نفع عام ہو دے اور ہر ایک شخص اس امر کثیر البرکت  
 کو بشوق دل اہتمام تمام رکھتے تاکہ اوس سے منافع کونین اور سعادۃ  
 دارین حاصل کریں کتاب مطلع الانوار میں شیخ محمد ابن میر لکھتے  
 ہیں کہ کہے ابن جوزی نے کہ خواص قرأت مولود شریف سے یہ  
 ہے کہ وہ آمان ہے اوس سال میں اور خوشخبری جلا ہے اوس کے  
 واسطے حصول مقاصد اور مراد سے اور چاہے کہ اظہار تجل اور تہ  
 ساتھ لباس فاخرہ کے کرے شب مولود آنحضرت صلوٰۃ علیہ وسلم  
 میں اس واسطے کہ بھ ذخیرہ ہے ہمارا آخرت میں اور کچھ عبادت میں صبیح  
 انصاری نے کہ میرے ہمسایہ میں ایک عورت پار ساتھی اور انکو  
 ایک فرزند صالح تھا مگر وہ عورت مفلس تھی کہ سوائے ایک پنار کے  
 اوس کے نزدیک کچھ نہ تھا اور وہ دینار دماگہ کانت کہ حاصل کی تھی  
 پس وہ عورت وفات پائی اور اوسکا فرزند کہتا تھا کہ یہ دینار میری  
 والدہ کی فردوری سے پیدا کیا ہوا ہے قسم ہے خدا کی اوسکو  
 میں صرف نہیں کرونگا مگر امور آخرت میں پس ایک روز اوسنے  
 کسی کام کو نہ نکلا اور ایک قوم پر سے گذرا کہ وہ قرأت قرآن اور  
 قرأت مولود آنحضرت صلوٰۃ علیہ وآلہ وسلم ربیع الاول میں کرتے

تھے پس اس کے نزدیک وہ بیٹھا اور سماعت مولود کیا پھر سورتا تو خواہ  
 میں دیکھا کہ قیامت قائم ہے اور ایک شخص نے پکارا فلان ابن فلان  
 ایک جماعت کا نام لیا اور اس کو جنت کی طرف لیگیا اور یہ جوان بھی اس کے  
 ہمراہ تھا پھر کھانا دی نے کہ حق تعالیٰ نے تم میں سے ہر ایک شخص کے  
 واسطے جنت میں ایک ایک محل مقرر کیا پس یہ جوان بھی ایک محل میں  
 ادخیل ہو گیا کہ یہاں کیا دیکھا نہ تھا اور حور عین ادس میں بہت  
 سے ہیں اور اس کے دروازوں پر خادین ہیں پھر اس نے اور مخلوق کو  
 بھی دیکھا کہ وہ اس سے بھی بہتر ہیں پس اس جوان نے جب اس  
 مخلوق میں ارادہ داخل ہونیکا کیا تو اس محل سے خدام نے کہا کہ محل  
 تیرے واسطے نہیں ہے بلکہ یہ اس شخص کے واسطے ہے  
 جو مولود شریف حضرت کا کیا ہے پھر اس جوان نے صبح کیا اور صبح  
 کیا اس دنیا کو مولود رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم میں بسبب خوشی  
 اپنے خواب کے اور فقراد کو جمع کیا کہ وہ ذکر الہی اور قرأت قرآن  
 اور قرأت مولد نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کرتے تھے اور سب  
 جماعت پر اپنے خواب کا قصہ بیان کیا پھر وہ لوگ بھی خوش ہوئے  
 اور اس جوان نے عہد کیا کہ اب سے مولود نبی کریم صلی اللہ علیہ  
 وسلم کو کبھی نہ کہہ دوں گا جب تک نہ ہوں پھر سورتا پس دیکھا اپنی  
 والدہ کو کہ وہ نہایت باجمال ہے اور لباس جنت اس کے جسم  
 میں ہے اور بوسے خوش اس سے آتی ہے پس اس جوان  
 نے اس کی دست بوسی کیا اور اس کی والدہ نے اس کے سر کو  
 بوسہ دیا اور کہا کہ اے میرے فرزند تجھے حق تعالیٰ بڑا سے نیک بناتا

کرے تحقیق کہ ایک فرشتہ میرے پاس آیا اور مجھے یہ لباس دیا  
 اوس جوان نے کھا کہ پھر بزرگی تجھے کہاں سے آئی اوس عورت  
 نے کھا کہ اس واسطے کہ تو نے مولود سید الاولین والآخرین کا کیا  
 اوس دنیا رسے کہ تجھی مجھے میراث پہنچی تھی اور پھر خرامہ سے اوس  
 شخص کی حسنے نبی کریم صلو اللہ علیہ وآلہ وسلم اور تنظیم حضرت کی کیا  
 کیا فی ترغیب المتماقین لبيان منطوقه السيد المر  
 تجی بن العابدین کھا مولانا ابوالخطاب نے اپنے رسالہ میں  
 جو مولود شریف کے باب میں ہے اور نام اوس کا تنویر رکھا ہے  
 ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ وہ ایک روز اپنے  
 مکانین حال ولادت شریف حضرت کا بیان کرتے تھے ایک قوم کے  
 روبرو پس وہ خوش ہوتے تھے اور حمد کرتے تھے پس یکایک  
 آنحضرت صلو اللہ علیہ وسلم اوس مجلس شریف میں تشریف لائے  
 اور فرماے کہ تمہارو واسطے میری شفاعت حلال ہوئی اور اوس  
 کتاب میں ہے کہ روایت ہے ابی ذر غفاری رضی اللہ عنہ سے  
 اونہوں نے کھا کہ میں نے ایک بار آنحضرت صلو اللہ علیہ وآلہ وسلم  
 کے ہمراہ مکان ابی عامر انصاری میں آیا اور وہ حالات  
 ولادت آنحضرت صلو اللہ علیہ وآلہ وسلم کو تعلیم کرتے تھے پھر آن  
 حضرت صلو اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اوس کو فرمایا کہ حق تعالیٰ نے  
 تمہارے واسطے اپنے دروازے رحمت کے کشادہ کیا  
 اور سب فرشتے تمہارو واسطے حق تعالیٰ سے بخشائیں چاہتے  
 ہیں اور تمہارے یہ کام سے نگو نجات حاصل ہوئی عبد الوہاب

بن اسماعیل سے روایت ہے انہوں نے کھا کہ شہر مصر میں ایک شخص  
 تھا کہ تقریباً مولود حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی کیا کرتا تھا اور اسکے  
 ہمسایہ میں ایک یہودی تھا پس اپنی زوجہ سے کھا کہ کیا حال ہے ہمارا  
 ہمسایہ مسلم کا کہ وہ اس ماہ میں بہت سا مال خرچ کرتا ہے اور سکی زوجہ  
 نے کہی کہ اس واسطے یہ مال خرچ کرتا ہے کہ اس کو عذیبہ بیڑہ ہے  
 کہ نبی اس کا اس ماہ میں تولد ہوئے ہیں پس ہمارا وہ ہمسایہ مسلم  
 واسطے خوشی اور بزرگی اپنے نبی کے یہ مال خرچ کرتا ہے اور  
 کہتے ہیں کہ یہ بات سن کر وہ مرد یہودی چپ رہا پس وہ دونوں د  
 شومر سو رہے پس زوجہ یہودی نے دیکھا خواب میں کہ ایک مرد  
 جمیل صاحب مہابت اور عظمت مکان میں اس کے ہمسایہ مسلم کے  
 تشریف فرما ہوئے اور اطراف اس کے ایک جماعت اس کے  
 اصحاب کی تھی کہ اس کی تعظیم اور تکریم کرتے تھے پس یہ یہودیہ  
 نے اونہیں سے ایک صحابی سے پوچھی کہ یہ مرد جمیل کون ہیں  
 وہ کہے کہ یہ اللہ کے رسول ہیں کہ اس مکان میں اس واسطے تعظیم  
 لائے ہیں تاکہ صاحب مکان اور اس کے اہل سے ملاقات فرمائی  
 اس واسطے کہ وہ لوگ حضرت کے ولادت شریف کی خوشی کئے ہیں  
 پہر یہودیہ نے اس صحابی سے کہی آیا وہ کلام فرما دینے لگا جب  
 میں اس نے کچھ کلام کروں صحابی کہے کہ مان تو اگر کچھ کلام آپ  
 سے کرے تو وہ بھی تجھے بات کرے گی پہر یہودیہ حضرت کے  
 پاس حاضر ہو کر پکاری کہ یا محمد پس حضرت نے فرمایا جواب  
 میں اس کے لبیک یہودیہ نے کہی کہ مجھے شخص کا جواب آپ



لیک فرماتے ہو اور میں آپ کے دین پر نہیں ہوں اور آپ کے دشمن نہیں  
 ہوں پس فرمایا حضرت نے اوسکو اور قسم ہے اوس ذات کی  
 کہ مجھے مبعوث بحق نبی کیا میں نے نہیں جواب دیا تیرے پکارنے کا  
 مگر میں نے جان لیا کہ حق تعالیٰ تجھے ہدایت اسلام کیا پس یہودیہ  
 نے کہی کہ اب نبی کریم ہو اور آپ خلق عظیم رکھتے ہو نقصان پایا  
 وہ شخص جس نے آپ کی مخالفت امر کیا اور نامراد ہوا جس نے آپ کا مرتبہ  
 نہیں جانا دست شریف پنا دراز کیجئے پس میں گواہی دیتی ہوں  
 کہ کوئی معبود سوا خدا کے نہیں اور آپ اللہ کے رسول ہو پھر اللہ  
 سے عہد کی کہ جب میں صبح کروں تجنا میرا مال ہے سب اللہ کی  
 راہ میں خرچ کرونگی اور تقریب ولادت آنحضرت صلو اللہ علیہ وآلہ  
 وسلم کی کرونگی بسبب خوشی اسلام کے اور خوشی میں اوس  
 خواہے جو اوس نے دیکھا جب یہودیہ نے صبح کیا اپنے شوہر کو دیکھا  
 کہ وہ بیماری بڑی ضیافت کی کر رہا ہے اور وہ بڑے نیک کام  
 میں مصروف ہے پس وہ یہودیہ نے اس امر سے تعجب کیا اور کہی  
 کہ آج کیا حال ہے کہ میں تجھے بڑے اچھے کام میں دیکھ رہی ہوں  
 پس اوس کے شوہر نے اوس سے کہا کہ یہ کام بسبب اوس مرد کے  
 کرتی ہوں کہ جبکہ ہاتھ پر مسلمان ہوئی ہوئی شب گذشتہ میں پس  
 وہ عورت نے اوس سے کہی کہ کون شخص تجھے یہ بہید ظاہر کیا اور  
 کون شخص تجھے یہ امر اطلاع کیا پس اوس کے شوہر نے اوس سے  
 بیان کیا کہ مجھے اس امر میں اوہوں نے مطلع فرمائے کہ جبکہ  
 ہاتھ پر میں نے مسلمان ہوا تیرے بعد صلو اللہ علیہ وآلہ وسلم متقول

ہے بعض مشائخ کبار سے کہ وہ فرماتے ہیں کہ بعض کتب معتبرہ میں  
 دیکھا گیا کہ ایک شخص خواب میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے مشرف  
 ہوا اور دیکھا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے روبرو دس ترخوان بچھا  
 ہے اور طرح طرح کے طعام لوگ و سپر لالا کے رکھتے جاتے ہیں اور  
 وقت رکھتے طعام کے ہر شخص حضرت کی خدمت میں عرض کرتا ہے  
 کہ یہ طعام فلان بن فلان آپکا امتی گذرانا ہے اور صحابا سے کرام  
 اوسپر حاضر ہیں اور حسب ارشاد حضرت کے یہ شخص بھی اوس مشرف  
 پر حاضر ہے مگر حضرت ابھی تاول شروع نہیں فرماے بلکہ مشط ہیں  
 ایک طعام حاضر ہو نیکی ٹوڑی دیر کے بعد دو روٹیاں اور دال  
 ایک شخص نے حضرت کی خدمت شریف میں لا کر رکھا اور عرض کیا  
 کہ یہ طعام فلان بن فلان ساکن فلان شہر آپکے امتی نے گذرانا  
 ہے پس حضرت گویا اوس طعام کے منتظر تھے وہ طعام آتے ہی  
 اوسی طعام سے شروع فرماے ہیں وہ مرد کہتے ہیں کہ میرے  
 ولین یہ مقبولیت اوس طعام کی دیکھ کر نہایت تمنا ہوئی کہ میں بھی  
 اوس طعام سے مشرف ہوتا اس واسطے کہ کیسے قسم قسم کے عمدہ  
 طعام گذرانے لگے مگر حضرت اس قدر ملقت نہیں ہوئے جس قدر تمنا  
 اوس ال روٹکی ہوئی پس حضرت نے میری یہ تمنا دیکھ کر  
 اوسین سے مجھے غایت فرمائے پس اثر مقبول حضرت کا اوپن  
 یہ ظاہر ہوا کہ ایسا ذائقہ میں نے کسی اور طعام میں نہیں پایا پس  
 اوہوں نے جب صبح کیا اون مرد اور اونکے والد کا اور وطن  
 کا نام سنکر یاد رکھ لئے تھے اونکی تلاش کے لئے اپنے وطن سے

سفر کئے یہاں تک اونکے شہر میں جا کر اذکو ملاش کر کے اونسے ملاقات  
کئے بعد گفتگو سے بیار کے اونسے استفسار حال کئے اور کہے کہ تم  
جو طعام حضرت کی خدمت میں گزرتے ہو وہ طعام سے مجھے بھی مشرف کرو  
کہ میں اپنے وطن سے یہاں تک محض اسلئے سفر کیا جب وہ مرد  
نے اس بات کو سنے بہت روئے اور افسوس کئے کہ یہ بات  
تمہیں کیسی معلوم ہوئی اور یہ سر مخفی تیر کیا افشا ہوا پھر کیفیت حال بیان  
کئے کہ میں مردوری بقدر کفاف ہر روز کی کیا کرتا ہوں اور عادت  
میری یہ ہے کہ جو کچھ اپنی مزدوری سے پیدا کرتا ہوں طعام طہار  
تیار کر کے اوسکے دو حصہ کرتا ہوں ایک حصہ پر حضرت کی فاتحہ  
گزارا کر فقیر کو دیتا ہوں دوسرا حصہ میں کھاتا ہوں خیر تھے جب  
وہ طعام چاہا ہے آج میں نے نیت صوم کر لیا اور اپنے حصہ سے  
تمہاری ضیافت کروں گا پھر اونیون نے بوقت معمول بعبادت معہود  
طعام تیار کیا اور ایک حصہ پر اوسکے نیاز گزارا اور مسکین کو دیا  
اور دوسرا حصہ جو اپنے کھانیکا تھا اودن صاحب کی ضیافت کیا پھر  
وہ کہتے ہیں کہ وہ طعام میں میں نے وہی لذت اور ذائقہ پایا جو  
حضرت کے دسترخوان الوان نعمت پر فرمہ تھا پھر اونیون نے فرمایا  
کہ جو راز کہ فیما بین ہمارے اور حضرت کے تھا مکشوف ہوا اب ہماری  
زندگی دنیا میں کام کی نہیں ہوئے عرصہ میں وہ رحلت فرماے  
اور وہ صاحب نے اونکی نماز جنازہ اور کفن دفن کے بعد اپنے  
وطن میں واپس ہوئے وروایت عیسیٰ بن عبد اللہ کہ  
دقی در مجلس حضرت غوث الثقلین رضی اللہ تعالیٰ عنہ حاضر بودم او

را خبر کردند کہ از فلان قبر فریاد و ناله میت شنیده سے شود و چند  
 روز است کہ اورا دفن کرده اند در باب الارخ شیخ فرمودند کہ او  
 خرقہ من پوشیدہ عرض کردند نمی دانیم گفت وقتی در مجلس آمدہ گفتند  
 بنیدانیم گفت وقتی از طعام ما خوردہ گفتند بنیدانیم گفت وقتی  
 پس ماننا گذارد عرض کردند نمی دانیم فرمود مقصرا و کمتر زبان  
 کاری و ساعتی سر در مراقبہ کردہ اثر بہت و وقار در بشیرہ مبارک  
 ظاہر شد بعد از ان فرمود کہ ملائکہ می گویند او وقتی روی مبارک تو  
 دیدہ کان نیک بردختی تامل بسبب ان رحمت کرد و بعد از ان  
 بر سر قرار رسیدیم سجہ نالہ و فریاد شنیدہ نشد صاحب مناقب گوید  
 درویشے عارفے بطریق سیاحت سیرکنان بشیرے رسید کہ نہ آنجا  
 حکومت حاجی و فرمان سلطان بود بلکہ تبلیغ رسالت نبوی مصطفوی  
 صلوات اللہ علیہ والہ وسلم نرسیدہ بود و مردمان آنجا را رسم بود کہ در روز  
 چار شنبہ بر سر تالاب رقتہ غسل نمودہ در زنجیر بنہ در دیگے کلان کہ  
 نزد آن تالاب نصب کردہ بودند ہر یک بقدر میسر خود آرد کنند  
 و شکر و روغن زرد در ان دیگ جمع سے نمودند بعد از ان دہن  
 دیگر را بستہ حلوا می پختند و ہمہ مردمان آنجا گرد آمدہ قسمت میکرد  
 چون آن درویش در ان دیار این معاملہ معاینہ کرد از یکے انہا  
 پرسید کہ پرستش بچہ نوع است کہ شما میسکنند او گفت پرستش نیست  
 این روز گئے است کہ بعد از خدا از وی سچ بزرگ نیست مایان روز  
 اورا نگاہ میداریم و بنام او حلوا سے پریم درویش گفت نام ان  
 بزرگ چیست گفت نام اورا یکے از کبار ما میدانند و می خواہد گفت

درویش از و پرسید و گفت ما بغیر غسل نام آن بزرگ نمی گیریم چون  
 روز چهارشنبه غسل خواهیم نمود آنوقت اگر به پرسی خواهیم گفت که نام  
 او بسیار است چون روز چهارشنبه آمد آنجا بر تالاب آمده غسل  
 کردند درویش از کبار آنجا نام آن بزرگ استفتا نمود آنکس  
 کتاب خود را خوانده خواند که در بزرگ در بعد از شریف آسوده است  
 و مولدش گیلان است و لقب او محی الدین و نام او سید عبدالحق  
 است و او را غوث الاعظم و قطب المدار و غوث الصمدانی و  
 محبوب سبحانی و غوث الثقلین نیز خطاب می کنند و گفت شخصی از تبار  
 آنجناب درین دیار وار شده بود و افسر موده اگر در روز چهارشنبه  
 این رسم نگذاری هرگز هیچ حاکمی و سلطان بر شما غالب نتواند آمد  
 و حکم رانی تواند نمود از آنکه شما این وقت پاس روز چهارشنبه  
 حفظ آداب آنحضرت از مایه ترک نشده است و هم حکم هیچ حاکمی بر ما  
 نرسیده آن درویش متعجب گشته که بعت پیغمبر صلی الله علیه و آله و  
 سلم در اینجا نرسیده اما ولایت حضرت غوثیه محبوبیه در اینجا محیط گشته  
 که یکجای از همه معجزات نبوی است صلی الله علیه و آله و سلم را وی  
 گفته آن درویش با خود عهد نمود که تا من این همه مردم را مشرف  
 باسلام نسازم از اینجا نروم الغرض بان مردمان بگفت بعد از خدای  
 تعالی شخصی است که ازین هم بزرگ تر است بلکه این بزرگ را بزرگ  
 از دست گفتند آن کدام است درویش گفت خاتم الانبیاء و افضل  
 الرسل احمد مجتبی محمد مصطفی صلی الله علیه و آله و سلم است که بعد ازین  
 بزرگ دینی آخر الزمان اوست بعد از آن آن گروه بحضرت سر و کاینکه

خلاصه موجودات اشرف مخلوقات ایمان آوردند و از طریق محمدیه استفسار نمودند  
 پس کلمه توحید عرض نمودم و احکام اسلام بیان کردم همه کس به کلمه  
 توحید تصدیق و اقرار کردند و بدین اسلام مشرف شدند روایت است  
 از دو شیخ یکی شیخ ابو عمر و عثمان صیوفی دوم شیخ ابو محمد عبدالحق حریری که  
 گفتند وقتی ما پیش شیخ عبد القادر جیلانی رضی الله عنه بودیم در مدرسه  
 روز سه شنبه سوم از ماه صفر هجریه خمس و خمسمانه پس برخواست  
 شیخ رضی الله عنه و وضو کرد و دو رکعت نماز بکند و چون سلام نماز را  
 داد یک نفره با هیبت بکند بر آورد و قعباب یعنی نعلین چوبین در هوا پرتاب  
 کرد و چنانکه از نظر غائب شد باز نفره با هیبت بر دو قعباب دیگر را نیز در  
 هوا پرتاب کرد و چنانکه انهم از نظر غائب شد بعد از آن شیخ به نشست و چکشی را  
 مجال آن نشد که از شیخ بپرسد که این چه بود بعد از بست و سه روز قافله  
 از بلا عجم باید و گفتند ما را نذر سه از برای شیخ است شیخ فرمود که  
 بتانند از ایشان کین هر تسلیم کردند و جاها از خر و مقدار سه زرد  
 دو قعباب شیخ گفت که این قعباب بر شما از کجا است گفتند ما می رستم روز  
 سه شنبه سوم از ماه صفر ناگاه عرب بیرون آمدند باد و صد نفر مار نهیب  
 کردند و بعضی را بکشتند و تمام اموال را بغارت بردند و در یک وادی  
 فرو بردند و اموال قیمت میکردند و ما گفتیم کاشکی شیخ عبد القادر رضی الله  
 عنه را در آنوقت یادمیکردیم و در دلی می آوردیم در حال برای شیخ  
 نذر کردیم مگر درین بودیم که دو نفره عظم شنیدیم که هیبت آن تمام وادی  
 را در گرفت و دیدیم ایشان سخت مضطرب شده برآمدند گمان بردیم مگر  
 طایفه عرب بر ایشان تاخته است و گفتند بیاید و مال خود را بگیرد که ما را

چہ مصیبت رسید رفتیم دیدیم کہ ہر دو مقدم ایشان مردہ افتادہ اندوآن  
 ہر دو ققاب بآب تر نزدیک ایشان است پس ایشان مالھا سے ما  
 ہما باز داوند گفتند ان لھذا الامر شیاً عظیماً کذا فی درالدارین بعض  
 مشائخین کبار سے منقول ہے کہ وہ فرماتے ہیں کہ بعضے کتب مقبرہ  
 میں دیکھا گیا کہ ایک وقت ایک اہل باطن کا گذر کسی مقبرہ میں ہوا  
 اہل قبور کا انکو مکشوف ہوا کہ وہ سخت مغرب ہیں بعد خدایام کے پہر  
 انکا اوس مقبرہ پر گذر ہوا انکو معلوم ہوا کہ ان سبکے مغفرت ہو گئی  
 اور سب اہل قبور براحت و آرام ہیں پس وہ اہل باطن اہل قبور کی  
 اروا کے جانب متوجہ ہو کر وجہ مغفرت انکی استفسار فرمایا معلوم ہوا  
 کہ طعام نیاز شریف حضرت غوث پاک کا کیسے اپنی مکائین ادا کیا تھا  
 استخوان اوس طعام محن مکائین گر سے ہوئے تھے تو سے نے  
 اوسمین سے ایک استخوان لیجا کر اوس مقبرہ میں ڈالا پس برکت سے  
 اوس ریزہ طعام مبارک نیاز شریف کے حق تعالیٰ سبکو مرحوم مغفور  
 کیا یہ علام حضرت کا ایک بار نیت کیا کہ طرف مسی بخت کیواسطے  
 وقف روضہ منورہ حضرت محبوب سبحانی رضی اللہ عنہ کروں اور بعد ادا  
 شریف میں ہجوں مگر از لوازمہ بشریت اوسمین سہو واقع ہوا پھر تھوڑے  
 عرصہ کے بعد مرض سرطان کہ مرض مہلک ہے لاحق حال ہوا یہاں  
 تک کہ سب اطباء اسکے علاج سے درماندہ ہوئے اور مرض پلزدیا  
 تھا ایک شب جناب محبوب سبحانی مشکل آسانی غوث پاک رضی اللہ تعالیٰ  
 عنہ سے خواب میں مشرف ہوا اور حضرت کا ارشاد ہوا کہ یہ امر نیت  
 فراموشی نیت تیرے لاحق ہوا چاہی کہ اپنی نیت کو جلد ادا کر پس مجھے

اپنی نیت جو وقف اطروف بھی یاد آگئی پشیمان ہوا اور قصد مصمم ایسی ادا  
 نیت کا کیا پس بجز اس امر کے صورت صحت نمودار ہوئی اور بفضل  
 خدا بغایت جناب محبوب سبحانی رضی اللہ عنہ شفاء کملی حاصل ہوئی حضور  
 افضل الدولہ منفرت مکان شاہ دکن کا ایک صاحبزادہ رحلت کیا  
 اوسے قریب میں ماہ ربیع الاول پہنچا خدمت نیازات کی جگو تفویض تھی  
 اوہوں نے تامل کیا کہ اس حالت و رنج و الم میں فرد نیازات کی داسط  
 حصول اجازت اور دستخط کے کس طور پیش کیا جاوے جبکہ وقت  
 معہود سے کچھ تاخیر پیش کرینیں فرد نیازات کے واقع ہوئی بحال  
 خطاب حضور نے فرمایا کہ فرد نیازات ربیع الاول اور ربیع الثانی  
 ابھی تک کیونہیں پیش ہوئی اہل خدمت نے عرض کیا کہ حضور کی  
 طبیعت پر ملامت دیکھ کر پیش کرینیں فرد نیازات کے جبروت نہیں ہو سکی  
 حضور نے یہ سن کر فرمایا کہ میں اور میری ریاست اور میری اولاد  
 سب حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور حضرت محبوب سبحانی  
 رضی اللہ عنہ پر سے خدا میں اویس وقت افراد نیازات طلب فرما کر مضاف  
 حادث سے دستخط فرمائے پس ثمرہ اور سکا یہ ظاہر ہوا کہ حضور کے  
 خلف الصدق نواب میر محبوب علیخان خلد اللہ ملکہ تہوڑے عرصہ کے  
 بعد ماہ ربیع الثانی میں تولد ہوئے اور بعمر سہ سالگی بلا دخل غیر بجائے  
 اپنے والد کے تخت نشین ہوئے ایٹھ اہل خدمات سے بقایا اونکا  
 سرکار پر مبلغ کثیر باقی تھا مگر اوسکے ملے کی کچھ شکل نہیں تھی مہرچند انہوں نے  
 دست و پازنی کیا مگر سرکار کی مرضی بالکل اوسکے دینے کی نہ تھی  
 پیر اوہوں نے نذر کیا کہ اگر میرا مقصود حاصل ہوا ورنہ قسم بقایا چھی



مے میں اوسین سے ربع قسم کی نیاز حضرت محبوب سبحانی رضی اللہ  
 عنہ کی گذرانو نگاپس بعد اوسکے ایسے اسباب ظاہر نمود ہوئے کہ سر  
 نے نصف رقم نقد دئے اور نصف قسم آئندہ دینے کا وعدہ کئے  
 پس چاہئے تھا کہ جو کچھ قسم ملی تھی اوسین سے ربع قسم کی نیاز شریف  
 گذرانے بلکہ انہوں نے ایک نہایت قدر قبیل رقم نیاز شریف کے  
 واسطے نکالے پھر چند روز بعد اوسکے احباب بالکس نمود ہوئے یہاں  
 تک کہ اوںکا گہر تباہ ہوا مآذ اللہ منہ بعضے محل حضور افضل الدولہ  
 مغفرت مکانکے جو غم صراحہ خیرات کثیرہ تھے اور ایک بڑی  
 رباط اونکی مکہ معظمہ میں ابھی تک باقی ہے ایک بار بعارضہ سخت  
 علیل ہوئے اور اٹھا اونکے علاج سے عاجز ہوئے یہاں تک  
 اونکا حال ہو گیا کہ فقط ایک سانس اوسین باقی رہی اور حرکت  
 اعضا کی ساقط ہو گئی تھی چونکہ حضور مغفرت مکانکی اون محل کے حاکم  
 توجہ خاص تھی نہایت اس حالت سے متفکر اور مشوش ہوئے اور  
 جبکہ مایوس علاج سے ہوئے طرف دعا کے حضور نے متوجہ  
 ہوئے اور بہت سے شایخین کو واسطے دعا کے یاد فرمائے  
 آخر الامر حضرت سید شاہ عبدالقادر القادری قدس سرہ کے خدمت  
 میں استدعا دعا فرمائے اور اوںکو باصرار طلب فرمائے اور  
 اسباب میں استدعا دعا کے شاہ صاحب علیہ الرحمہ نے حضور  
 مغفرت مکان سے فرمائے کہ تلو حضرت غوث پاک رضی اللہ عنہ  
 سے خلوص عقیدت ہے تم حضرت کے جانب متوجہ ہو اگر حضرت کی  
 عنایت اسباب میں ہو جاوے تو حصول مقصود میں کچھ شک نہیں

حضور نے فرمایا کہ میں حضرت کی جناب میں بدل و جان متوجہ ہوں شاہ صاحب  
 علیہ الرحمہ نے فرمایا کہ عادت یہ ہے اگر کوئی تمہارے پاس آتا ہے  
 اپنی کسی حاجت کے واسطے تو اول حسب مقدمہ و اپنی نذر گذرانا ہے  
 نگو بھی چاہئے کہ اپنے حسب مقدمہ و حضرت کی نیاز شریف گذرانوں پس حضور  
 نے حکم دیا کہ فی الفور شیرینی سو اسور و پیہ کی داخل کیا جاوے پس بحر  
 حکم عالی تہوڑے ہی عرصہ میں وہ شیرینی داخل ہوئی حضور نے شاہ صاحب  
 علیہ الرحمہ کو فرمایا کہ بسم اللہ آپ فاتحہ حضرت کی اس شیرینی پر ادا فرما  
 پس شاہ صاحب علیہ الرحمہ نے فاتحہ کے طرف متوجہ ہوئے اس وقت  
 بڑے بڑے اطباء نامور مریض کے پاس حاضر تھے بغض پر بار بار ماتھ  
 رکھتے تھے بغض ساقط تھی اور آثارِ ردیہ سب نمودار تھے جبکہ شاہ صاحب  
 موصوف واسطے فاتحہ اور دعا اور استعاذہ کے حضرت محبوب سبحانی  
 رضی اللہ عنہ کے طرف متوجہ ہوئے سب اطباء تعجباً متبسم ہوئے  
 یعنی یہ کونسا وقت دعا اور استعاذہ اولیاء اللہ کا ہے کہ سب آثارِ  
 ردیہ اس وقت موجود ہیں پھر بعد ان فراغ کے فاتحہ سے شاہ صاحب  
 نے ایدہرا اپنے منہ پر ماتھ پھیرے اور ہر مریض کو افاقہ غشی سے  
 حاصل ہوا اور محل میں حضور پر نور کے شورا اور غلغلہ تنہیت صحت کا ہر پا  
 ہوا اور تہوڑے عرصہ میں افاقہ کامل حاصل ہوا یہ تہوڑا مشتہ نمونہ  
 از خردارے فواید نیاز شریف کے بیان کئی گئے ورنہ کرامات  
 محبوبہ کا حد و احصاء نہیں اس واسطے لکھتے ہیں کہ اما متہ نبعت حد التوا  
 اور بھی لکھتے ہیں کہ اما تہ قطر الامطار انانا اللہ منہ برکاتہ آمین خاتمہ  
 یا منین اصل قوم و ما بیہ نجد یہ کے قولہ تعالیٰ الذین فرقوا بینہم

وکما فی الشیعا تفسیر آیت وہ لو کہ دین میں تفرقہ ڈالے اور گروہ کر وہ  
 ہوے کتاب سیف ابجاری میں مولانا فضل رسول صاحب علیہ الرحمۃ  
 تحریر فرماتے ہیں کہ قرآن اور حدیث سے بخوبی ثابت ہوا کہ راہ حق  
 اور صراط مستقیم راہ انبیاء اور صدیقین اور شہداء اور صاحبین کی ہے  
 موافق جماعت اور سواد اعظم کے خلاف ہو وہ دوزخی ہے اب وقت  
 کرنا چاہئے کہ جماعت اور سواد اعظم کون ہے سو بوجہ پیغمبر خدا صلوات  
 علیہ وآلہ وسلم کے قرن اول یعنی صحابہ کے وقت میں خلافت حقیقہ  
 مذہب ایک راہ ایک طریق صحابہ اور ان کے شاگرد تابعین کھلاتے ہیں  
 طریق پیغمبر پر باہم متفق تھے اگرچہ کسی مسئلہ فرعی میں اختلاف ہوا وہ  
 اختلاف رحمت تھا شقاق اور اختلاف ملت نہ تھا آخر خلافت حقیقہ میں خارجیوں  
 نے جماعت اور سواد اعظم سے خروج کیا اور حضرت فاتح ولایت خاتم  
 خلافت کو جو اسد اللہ الغالب علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہہ بنی کافر ٹھہرایا  
 نعوذ باللہ منہ اسی طرح رافضی پیدا ہوئے پھر معتزلی ظاہر ہوئے  
 غرض ہر وقت میں جماعت اور سواد اعظم سے بعضے بعضے کراہ فر  
 نکلتے گئے اور کسی کسی اطراف میں اظہار بد مذہبی کا منتشر ہوا مگر وہ  
 جو فرقہ ناجیہ جمہور صحابہ اور تابعین اور تبع تابعین اور ان کے اہل  
 کا ہے کہ خلیو اہل سنت و جماعت کہتے ہیں اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم  
 سے جسے اب تک اسی صراط مستقیم پر ہیں اور جماعت اور سواد اعظم  
 امت وہی ہیں اور ہر وقت میں اکثر اطراف میں اظہار حق اور بد و گاری  
 دین کی ادھنیں سے ہوتی رہی اور سب مذہبوں کو تا دیب اور تہیہ لیا  
 اور سنائی رہی اور بموجب وعدہ الہی کے اکا ان خربا لله ہم الغالب

غلبہ عام اوسی فرقہ کو رہا اور وہ سوادِ اعظم غنایہ میں اشعرمی ماتریدی  
 اور فقہ میں حنفی شافعی مالکی حنبلی ہیں جو ان کے سوا ہیں وہ جماعت سے  
 خارج اور سوادِ اعظم کا تارک اور دین مارق ہے اور سوادِ اعظم کے  
 مخالف جو فرقے اب تک ہوئے اور ان کے رد و ابطال اور دفع و  
 زوال میں جو جو کیشیش آیا اور سکا ذکر کرنا بسببِ شہرت کے ضررِ زمین  
 سر دست جو فتنہ نجدیہ کا پہل رہا ہے اور سکا بیان کرنا بہت مناسب  
 ہے کہ اکثر عوام اس کی حقیقت سے ناواقف ہیں اس سبب سے دیکھو  
 میں پڑھے ہیں مسئلہ عجیب کہ سلطان عبدالعجید خان سابق سلطانِ دوم  
 کہ بڑا غازی اور دیندار اور عادل تھا جنتِ نصیب ہوا سلطانِ سلیم  
 ثالث اس کے ہتھیارے اس کی جا سے پر جبراً تخت نشین ہوا اور  
 سلطانِ روم کے فرزند کو اور اکثر امراء سلطنت کو کہ اس کے فرزند  
 کے ہوا خواہ تھے قتل کیا اور رعیت پر ظلم شروع کیا ان امور سے  
 سلطنت میں فتنے واقع ہوئے اور صوبجات سلطنت کے خود حاکم ہو  
 صرین شریفین سے جو ملک متعلق تھا اس کی حکومت بہت بدلتے  
 لکھنؤ شریف سے متعلق تھی کہ وہ ایک سادات سے ہوتی اور  
 دس ملک کا چندان حصول نہ تھا ہر موسم حج میں سلطانِ روم  
 کے جانب سے بیان ایک امیر فوج مع نقد و جنس کہ حساب اور کچل  
 کر وٹا روپیہ کو پہنچا لاکر صرین شریفین کے سادات اور اہلِ خط  
 کو اور دمان کے ساکنین کو دونوں ارج عام کو عجب مرا تیب ہو جاتے  
 اور فوجِ سلطانی کو اگر شریف کسی سرکش کو وہ کی تینہ کا حکم دیتے تھے  
 تھے اس سبب سے وہ ان کے رہنے والے سب لوگ خوش و غم

بہ آرام تمام تھے جب سلطنت روم بگڑ گئی اور ن سب باتونین خلل  
 پڑ گیا مفسدون نے ہر طرف سے سراوٹایا عبد الوہاب نام ایک  
 رئیس نجد کا بڑا چالاک ہوشیار تھا اور بابا اجداد اسکے علم ظاہری  
 میں اور غسٹم باطنی میں اوس ملک کے مقتدا اور صاحب سلسلہ  
 تھے اور اوسل خانہ ان کا اوس ملک میں بڑا عمتا و تھا عبد الوہاب  
 نے حال خرابی سلطنت کا دیکھ کر بادشاہ سے تے کا ارادہ کیا  
 پھر صلاح پھیری کہ دیندار یکے جلد میں لوگوں کو جمع کر کے شرین  
 شریفین کو کہ وہ فوج سے خالی ہین اور مال اور خزانہ اوسین شین  
 ہے اپنے تصرف میں لجھی جب یہ ملک اپنے قبضہ میں آ گیا  
 اور خندانہ میثار ماتھ آ گیا پھر آگے اور ملکوں پر دخل ہونا آسا  
 ہے کیونکہ وہ سب آپس میں نفاق اور نزاع کے سبب سے  
 خراب حال ہین پھر صلاح پھیرا کہ عبد الوہاب مع اپنے عزیزوں  
 قویہ بون کے وعظ کہنے اور مرید کرنے میں کہ طریقہ جدی اوسکا  
 تھا خوب مشغول ہوا اور خلائق کو اپنا معتقد کرنا شروع کیا اور خوب  
 مطیع کر کے جمعہ کے دن جمع عام کیا اور بڑی آدمیوں کو اطراف  
 و جوانب سے بلایا اور بطور وعظ کے کہا کہ شروع میں وہ  
 احکام دین اور ادائیگی جمعہ وغیرہ کے بادشاہ ہونا ضروری ہے  
 اور بادشاہ روم و تمام صرف برائے نام ہے حقیقت میں  
 حکم و سکا ذرا ہی نافذ نہیں اوسکو بادشاہ کہنا جڑی بولنا ہے  
 خصوصاً خطیبین اوسکو بادشاہ کہنا کہہوی کہنا جہن عبادت  
 میں ہوتا ہے اور انکا وہ ہے پاس کہ سب ہر ایک شخص کو ہر

مقرر کرین مگر مجھے معاف کریں کہ دنیا کے طرف مجھے رغبت نہیں پہلے  
 اون لوگوں نے جو ملے ہوئے تھے پہربون نے کھا کہ سیواے  
 آپکی ذات شریف کوئی اس کام کے لائق نہیں کھا کہ مجبور ہوں جماعت  
 مسلمین کا خلاف کیونکر کروں مگر ایک شرط ہے کہ عقاید و اعمال میں  
 میرے مطیع رہو اور میرے حکم سے نہ پہر و آخر سب سے بیعت  
 لیکر امیر المومنین بناؤ و نام او کا سلطانی جائے خطبہ میں داخل ہو اقبضہ  
 و رعیت کو کہ وطن او کا تہا تخت گاہ قرار دیا اور اپنی اولاد و اقارب  
 کو شہر و نکا حاکم قرار دیا اور عدل انصاف اور دینداری اور تاکید  
 نماز و روزہ کی خوب جاری کیا اور اجلاس امامت کے روزے  
 ملک کا انتظام اپنے فرزند کو حوالہ کیا اور آپ ایک نئے مذہب  
 بنائے نیکے طرف مشغول ہو کہ اہل سنت و جماعت وغیرہ مشہور مذہبوں  
 سے جدا ہو کہ اس مذہب کے روزے وہ کافر ترین کچھ مسئلہ  
 متفرق خارجیوں کے کچھ مقررہ کے کچھ ملاحظہ طاریہ وغیرہ کے مذہبوں  
 سے لیکر کچھ اپنے دل سے جوڑ کر ایک رسالہ بنایا محمد نام او سکے  
 چھوٹے بیٹے نے اوس میں بڑا کر کتاب التوحید نام رکھا اور پہر او  
 آپ اختصار کیا حاصل او کا یہ کہ تمام امت مرحومہ کافر ہے خصوصاً  
 رہنے والے عربین شریفین کے تاکہ او نکا لوٹنا اور قتل کرنا چاہا  
 شہرے چند نئے او سکے حاکموں کے پاس بھیجے حاکموں نے ظاہر  
 کیا محکموں نے قبول کیا اور بہت خوش ہوئے کہ مکہ کی لوٹ  
 اور جہاد کا ثواب ہے آخر سعود نام ایک اجت و زیارہ اس  
 عاقبت نامحمود نے بنام ہناد زیارت کعبہ مسجد اجمعی او اخیر

سلطنت سلیم ثالث میں بڑی بہیر کے ساتھ اللہ تعالیٰ کے گہر پڑھائی  
کیا ساکنین حرمین اور نکاح پہلا حال عدالت اور دینداری کا شکر اور  
آئیے بہت خوش اور شتاق ملاقات ہوئے مگر چند لوگ جو اونکے  
واقعہ حال تھے اور نہون نے مکہ میں اونکے حال کا تذکرہ کیا اور  
لوگوں نے اس کا تذکرہ شریف کو تک پہنچایا اور کہا کہ فوج کو مصروف  
شام سے طلب کیجئے یا قبایل عرب کو جمع کر کے اور سکا بند و بست کیجئے  
کہ اونکا یہاں آنا اچھا نہیں شریف نے اسی پھلے حال سے اونکے  
دھوکا کہا کہ کہا کہ معاذا اللہ خانہ خدا کی زیارت کرنیوالوں کو روکنا  
اور کئے والوں پر غصہ ہوا کہ پہر کوٹھی ایسی مفید ان بات نہ تھے اس  
عرصہ میں خبر آئی کہ سعود نا سعود ابنوہ نامعد و دلیکر مکہ پر آتا ہے  
پہر لوگوں نے شریف سے کہا کہ آپکی غفلت سے ہتک حرم اور جانوں  
کا قتل اور مالوں کی لوٹ ہو جاوے گی شریف مکہ نے وہی جواب دیا کہ  
مسلمان سنت پر چلتے اور تقویٰ کا دعویٰ رکھتے ہیں ایسا بڑا گناہ ہے  
کیونکہ سرزد ہو گا یہاں یہی قیل و قال تھے کہ وہ اشیقا مقام قرن لکنا  
میں کہ تیقات نجد ہے اپہو پنے دمانے مکہ کو چھوڑ کر طائف کو دو  
مارے اور بلا سبب طایف کو چار طرفے گہیر لئے اور جو سامنے  
آگیا کیا مرد اور کیا عورت کیا چوٹا اور کیا بڑا سبکو شہید کئے اور مسجد  
عبد اللہ ابن عباس رضی اللہ عنہما کی اور آثار تبرک ب زمین کے  
برابر کر دئے اور تمام مال و متاع پر تصرف کر کے گماشتے تھے  
پہوڑے اور خود متوجہ مکہ معظمہ کے ہوئے ایک منزل باقی رہی  
تھی کہ کچھ پہنچے ہوئے طایف کے بہاگ کے آکر شریف سے حال

طایف کا بیان کئے شریف کے پاس محض پانسو غلام تھے اور مدد دہانگی  
 مہلت کہان اور کتاب التوحید ہی ایک دن پھلے مکہ میں آئی تھی علماء مکہ نے  
 اوس دن حرم میں اجتماع کیا اور کفر پر نجدیہ کے اور اونسے جہاد پر چاروں  
 مذہب کے علماء باجماع ماثب مہر فتوح دئے اور بعد مغرب شریف کو دیا اور  
 کھا کہ سب مسلمان آپکی ساتھ لڑنیکو تیار ہیں اور درستی سامان جنگ میں  
 مصروف ہیں علم الصبح آپ سب جمعیت کے ساتھ حرم کی سرحد پر چکر اؤ کوڑوں  
 اور اونسے لڑیں یہ ماجرا اجتماع وغیرہ کا جمعہ کے دن ساتویں محرم ۱۲۲۱ھ  
 کو ہوا آٹھویں تاریخ صبح کو سب لوگ تیار منتظر شریف تھے مگر شریف برآ  
 نہیں ہوئے اور اپنی غفلت پر شرمندہ ہوئے اور فوج ہنوسنبے ڈری  
 مگر ابی تمک اس شبہ میں تھے کہ شاید طایف والوں نے پھلے قصہ کیا  
 ہوا وہی گمان تھا کہ طایف میں جو ہوا سو ہوا آخر حرم میں شمشیر رانی مکرینگی  
 کہ وہ مسلمان لوگ ہیں لوگوں نے ہر چیز ہر چیز عرض کیا کہ زید اور حجاج اؤ  
 قرامہ کے وقت میں کیا کیا نہیں ہوا حالانکہ وہ بھی کلمہ گو تھے اور حال بخیر  
 کا کتاب التوحید اور واقعہ طائف سے ظاہر ہو گیا اسپر ہی شریف باہر  
 نہیں نکلے اس عرصہ میں غلام ہی اہل شہر سے متفق ہوئے اور فوج  
 سے اذن چاہے شریف نے کہا کہ میں حکم قتال کا زائرین میں امتد  
 پر ہرگز نہ دنگا اس تکرار میں پیردن آگیا اور کوئی امر قرار نہیں پایا  
 کہ ناکہان خبر آئی کہ نجد یہ تر وادیں مارتے ہوئے اور لوٹ کرتے  
 ہوئے داخل حد حرم ہوئے اوس وقت شریف کو اودن خستہ بختی خجاست کا  
 یقین ہوا مگر سوا باگ جلیجکے کچھ چارہ نہیں دیکھا اپنے غلاموں کو لیکر  
 جدہ کو چلے گئے اور وہاں کے قلعہ میں پناہ لئے اور مکہ کے زون مرے



سب اپنے مکا نو کو چھوڑ کے کچھ ہارون پر چڑھ گئے کچھ مسجد احرام میں اپنی  
 پناہ سمجھ کر آہرے نجدی بیدین نہ آ سکے بغیر کہ اونے کوئی مقابلہ کرنی  
 چارون طرف سے کمال سفاکی اور مہابی کے ساتھ مسجد احرام میں گیسے وہ  
 لوگ کہ کعبہ کے پردہ میں پیچھے ہوئے تھے اور قبۃ زمرم اور حطیم اور  
 مقام ابراہیم میں دبے ہوئے تھے اونکا ہی پاس نچا انا للہ و  
 انا الیہ راجعون حجر اسود لگ ونکے ظلم سے نہ بچا و سمن ہی بہ  
 صد مات زد و ضرب کے شق اگیا عام مال شریف اہل مکہ کا اور حرم کے  
 کارخانوں اور نذر کا اپنے تصرف میں لے لیا اور کچھ ہی پنجوڑا جب حکم  
 دیا کہ اہل مکہ پھاڑ ونے آنکرا اپنے مکا نو عین آباد ہو دین گرجکے ماتھ میں  
 ہتیار ہو وے وہ قتل کیا جا وے مگر مکہ کے شریفوں کے قوم سے  
 جو رسول اللہ صلو اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اہمیت اور سیادت اونکی تمام  
 عالم میں معتبر اور مشہور ہو سکیو امان ہنیں کیا مرد کیا عورت کیا چھوٹا  
 کیا بڑا جسکو کہاں پاو و مان قتل کر و پس اس حکم کے مشہور ہو نیسے اہل  
 بیت نبوی میں جسکو جان طاقت ہوئی آوارہ ہوئے اور جو اذن شرفیاء  
 کے ماتھ پڑا شہید ہو باقی ماندہ لوگ اپنے گہرو میں آئے دیکھے کہ مکان  
 سامان اور اسباب سے خالی ہیں بعد فراغت تخریب مکہ منظمہ کے تھوڑی ہی  
 فوج لیکر متوجہ غار نگر سی مینہ منورہ کے جانب ہوئے جو قتل اور غارتگری مکہ  
 منظمہ میں کئے تھے وہی معاملہ مینہ منورہ میں کئے مسجد قبا جکا ذکر و ثنا  
 قرآن شریف میں ہے اور مقابر متبرکہ اور آثار صحابہ اور اہمیت سب  
 بسمار کر دئے پھر روضہ مقدس کے جانب متوجہ ہوئے کہ نام اونکا  
 حشم اکبر یعنی معاذا اللہ ثرا بت رکھے تھے اور ارادہ ہم روضہ منورہ

کا کئے اور ایک جماعت وضع منورہ کے جانب اس فیت ناما پاک کئے  
 اور روضہ مقدس کے پاس پہنچے اور دروازہ کھولے فی الفور ایک  
 اثر دہا کے فنکار کی آواز آئی کہ سب خاک سیاہ ہو گئے اس حاصل دہان  
 ظلم و ستم سے پیٹ بہر کے تمام اسباب و سامان نقد و جنس مکہ منظمہ میں  
 لا کر اپنی جماعت میں شریک ہوئے پہر دہا نے پاؤں پہلائے جماعت  
 اور نجد اور بعض عراق کے شہروں پر جو فوجیں خالی تھیں قتل اور  
 لوٹ کیا کر بلائے معلوم میں بھی وہی معاملہ کیا جو مدینہ منورہ میں کیا تھا  
 مگر جہدہ پر قصد کیا کہ وہاں قلعہ مستحکم اور توپیں تھیں مگر شریف کو یہی ہوا  
 ان کی قدرت نہ تھی اس حال میں ایک زمانہ گزر گیا عجیب طرح کا محاصرہ  
 ملک میں تھا اور سلطان سلیم ثالث کہ نہایت بزرگوار اور سبب عقل تھا اسباب  
 عدم شکوہ و شوکت سلطنت کے اس فتنہ کو رفع کر سکا اور یہ باعث  
 شہر و فساد سلطنت کے اس طرف متوجہ ہو نیکی اور سکوفرت ہی نہ تھی  
 اس عرصہ میں سلطان مصطفیٰ خان رابع خلف سلطان عبد المجید خان محمود  
 نے سلطان سلیم ثالث کو مارا اور آپ تخت نشین ہو اکیس ماہ گزرے  
 تھے کہ مصطفیٰ بیرقدار نے سلطان مصطفیٰ خان کو قتل کیا۔ جب سلطان محمود  
 خان غازی خلف سلطان عبد المجید خان کہ مرد با خدا تھا بادشاہ ہوا  
 کیسے سلطنت کی پراگندگی کو حکمت عملی سے جمع کیا محمد علی بادشاہ  
 والی مصر کو حکم جہاد کا نجد پر دیا محمد علی بادشاہ نے ابراہیم بادشاہ  
 کو ملک حجاز پر بھیجا دوسنے آنکر ایسا تدارک کیا کہ نام و نشان نجد یہ کا  
 باقی نہ رہا اور قتل عام کیا جتنا اسباب کہ مکہ مدینہ کربلا وغیرہ کا لوٹ  
 لگئے تھے سب لا کر جہان تہاں پہنچایا اور جس مالک نے اپنی چیز کی

شناخت کی اوسکے حوالہ کر دیا اور باقی مال مخلوک نجدیہ کا مسلمانوں کو تقسیم کیا اور مساجد متبرکہ اور آثار شریفہ جو نجدیہ نے منہدم کر دیا تھا سب نوبنیائیکہ حکم دیا اوسی عرصہ میں ملک مین کے گنواروں شیعوہ زیدیہ ہند نے جو دین و آئین سے ناواقف محض تھے اور اپنے طریقہ سے ہی جاہل، سوا سے راہ لوٹنے اور قتل کر نیکے کچھ نہیں جانتے تھے اس مذہب کو اپنے مذاق کے موافق پا کر بخوشی قبول کیا مسلمانوں پر جہاد کیا تھا اور حدیدہ کہ وہ دو شہر ملک مین میں مابین دریا کے کنارہ پر واقع ہیں لوٹ لیا جب فوج ترک کی بیان ہی آئی کچھ مارے گئے اور جنگلہ میں ہاگ گئے اس عرصہ میں سلطان محمود خان غازی جنت نصیب ہوا اور اونکے فرزند سلطان عبد المجید خان غازی تخت نشین سلطنت روم ہوئے نظم و نسق پادشائمانہ جاری کئے سب صوبجات اونکے مطیع فرمان ہوئے محمد علی پاشا سے ملک حجاز و مین وغیرہ جو ضعف سلطنت کے باعث سے حال مین او سپر متصرف ہو گیا تھا کال لے بلو جب اس حکم کے فوج محمد علی بادشاہ کی روانہ مصر ہوئی اور فوج سلطانی بنا دترگ نہ آئی تھی کہ زیدیہ مذہب سیدوں ساکن نواح مخا و حدیدہ نے مذہب نجدیہ اختیار کیا اور مکاناتوں کو فوج سے خالی دیکھ کے پرتاخت و تاراج کیا اور ہر ایک مکان مین ایک امیر ہو گیا عجب طرح کا ظلم برپا کیا مولف کتاب سیف البحار مولانا مولوی فضل رسول صاحب علیہ الرحمہ بیان لکھتے ہیں کہ راقی نے صفحہ ۱۲ ہجری مین اوسی حال پر چوڑا پیر سنا کہ فوج ترک کے آٹھنے اونکا بھی کام تمام ہوا اسی طرح ملک منقط کے گنواروں خارجیوں نے اس مذہب کو پسند کیا اور لوٹ مار شروع کیا چنانچہ بہت سے خارجیوں اور سودا گروں

کے جازلوٹ لئے بادشاہ مستطاکہ سعید اوسکا نام تھا اونکا قتل عام کیا بالاخر  
 اون سبکا استیصال ہو گیا اب تمام ملک عرب جاز و شام و یمن وغیرہ میں  
 اس مذہب کا نام و نشان باقی نہیں سوا اُسے چند گنوار و نیکے ایک چھوٹے  
 سے جنگل صحرا سے یمن کے کہ نام اوسکا قبیلہ اسیر ہے کہتے ہیں کہ  
 کچھ کچھ باقی ہیں العلم عندہ اور مکہ معظمہ اور مدینہ طیبہ اور تمام مسلمانوں  
 کے شہر و یمن جو روم و شام اور مصر و عراق وغیرہ کے ہیں کوئی اس  
 مذہب کو ظاہر نہیں کر سکتا یہ حال ہے عرب کے بیدین والو کا اور سندھ و  
 یمن اس دین کے پیچھے کا قصہ یہ ہے کہ مولوی اسماعیل کے حکمرانین  
 اور طبیعت میں مذہب سے بقیہ کی رغبت پہلے سے ہی بزرگ اوسکے  
 اس سبب سے اونسے ناراض تھے شاہ عبدالغزیر صاحب نے آخر عمر میں  
 اپنا تمام مال مملوکہ منقولہ وغیرہ منقولہ کہ جس کثرت سے تھی  
 حرم اور نواسون وغیرہ کو ہبہ کر کے قابض کر دیا مولوی اسماعیل کو کچھ  
 مدد یا جب شاہ صاحب نے انتقال کیا کوئی بزرگوین نہ بنا کھلے بند ہوئے  
 تین چشمہ فساد کے دین میں اذکی ذاتے جاری ہوئے ایک فتنہ ظاہر  
 یہ کہ قیاس اور تقلید کو حرام اور ائمہ مجتہدین اور فقہاء و مقلدین کو فاق  
 بلکہ کافر سمجھتے ہیں یہ تھوڑا شاہ جہان آباد میں اور پورا نواح عظیم آباد وغیرہ  
 یورپ شہر و یمن پہنچا ایسے جاہل کہ ابوحنیفہ اور شافعی ہی صحیح نہیں بول  
 سکتے تھے کو پہلے اور شیعین کو سین کہتے ہیں اماموں اور مقلدوں کو برا  
 کہتے ہیں اور اذکی طرف خطا اور گمراہی کر نہیں کچھ تامل نہیں کرتے اور مولوی  
 اسماعیل کے زبان و درازیاں اور بے ادبیان ائمہ اور فقہاء کے  
 ساتھ مشہور ہیں دیکھو تو یہ العین میں لکھا ہے ولایت شمس کی کیفیت

یجوز التزام شخص معین مع تمکن الرجوع الی الدوا یا المنقولہ عن النبی  
 صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم الصریحۃ الدالۃ علی خلاف قول الامام المقلد  
 فان لم ینوک قول امامہ ففیہ شائبۃ من الشک ترجمہ میں نہیں سمجھتا کہ  
 ایک شخص معین کی تقلید کا التزام کرنا کیونکر جائز ہو باوجود ممکن ہونے رجوع  
 کے اون روایتوں کے طرف کہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے منقول ہیں کہ  
 صاف دلالت کرتے ہیں تقلید کے کئی امام کے قول کی خلاف پر اگر اپنے  
 امام کے قول کو نہ چھوڑ دے تو اوہیں میل شرک کا ہے پہلے اماموں کی  
 تقلید کی حقیقت سمجھ لینا چاہئے وہ یہ ہے کہ بعد گزر جانے زمانہ اصحاب  
 کرام کے حدیث کے روایتوں میں اختلاف و تعارض بکثرت واقع ہوا  
 اور راویوں میں اچھی برے مل گئے یہاں تک کہ بدمذہب لوگ بھی جیسے  
 رافضی خارجی وغیرہ داخل ہوئے اور راویوں کے رد و قبول میں اختلاف  
 ہوا ایک جسکو ماننا دوسرا نہیں مانتا اور ایسے الفاظ حدیث کے منقول  
 میں بھی اختلاف ہوا کوئی ایک حدیث کے کچھ معنی کہتا ہے دوسرا  
 وہی حدیث سے اور مراد ٹھہراتا ہے اللہ تعالیٰ نے خاص خاص مذہب کو  
 توفیق دے کہ اپنی ساری ہمت اور سعی اس کام پر مصروف کی کہ دریافت  
 کریں کوئی روایت صحیح کوئی روایت غیر صحیح کوئی مقدم اور کوئی  
 موخر کون ماننا کون منسوخ کون راجح کون مرجوح کون راوی عدل کون غیر  
 عدل کونسے معنی مقبرہ کونسے غیر مقبرہ سوا وہوں نے اسطرح کی ہر ایک  
 بات کو جیسا چاہئے خوب تحقیق کر کے ایک امتزج لکھ دیا اور صورتیں منسوخ  
 پیش آئیں کہ وہ بعینہ قرآن و حدیث میں انکو قرآن و حدیث سے کالا  
 اور اصول شرعی کا ضبط کیا اور اسکا نام مذہب ہے ہر ایک شخص کو یہ مرتبہ

حاصل نہ تھا اون لوگوں کی پیروی کو امام کا نام تقلید ہے اور یہ بات کہ جب چاہا  
 جس کی پیروی چاہیے پیروی کر لی کسی مسئلہ میں کیسی اور کسی مسئلہ میں کیسی  
 محض دین میں کیسی میل ہے ایک چیز کو کبھی حرام کہے کبھی حلال کبھی مکروہ  
 جانے کبھی مباح ایک صورت کے دو مقدمہ میں کبھی مدعی کو حق دلا دے  
 کبھو مدعا علیہ کو ائمہ مجتہدین کے زامینین اور قریب قریب میں اوسکے بہت  
 مجتہد تھے رفتہ رفتہ اونسکے مذہبوں کا نشان نہ رہا انہیں چار مذہبوں کی تحریر اور  
 تقریر ضبط اصول و فروع نظم کلیات و جزئیات جیسا چاہئے ویسا دایر  
 و سایر ہوا سوا دغطم امت مرحومہ نے ان چار مذہبوں سے جسکی چاہی  
 تقلید اختیار کی شاہ عبدالغفر صاحب تفسیر میں لکھتے ہیں کہ حمد فرقوں کی  
 خدا کے حکم سے فرض ہے از انجملہ مجتہدین شریعت و شیوخ طریقت اند  
 کہ حکم ایشان بطریق واجب خیر لازم الاتباع است بر عوام امت زیر کہ  
 ہم اسرار شریعت و دقائق طریقت ایشان را میسر است فاسئلواہل الذکر  
 کنتہم لا تعلمون اب ویکھو مولوی اسماعیل نے تمام لاحقین امت مرحومہ کو  
 مشرک ٹھہرایا کہ اماموں کے وقت کے بعد سے انہی اہل سنت چار فرقے  
 ہیں حنفی شافعی مالکی حنبلی اور حدیث کے کتا بو نہیں کوئی حدیث  
 مخالف اپنے امام کے دیکھ کر تقلید کو چھوڑ دینا جائز نہیں ہے کیونکہ تحقیق  
 حدیث کی جیسے کہ اماموں کو تھی حدیث کے کتا بوں جمع کر نیوالوں کو تھے ان  
 کتا بوں کے دیکھنے والوں کا کیا رتبہ ہے ہر ایک کام کو اسلئے ہر ایک  
 شخص خاص ہے تحقیق ناسخ و منسوخ راجح و مرجوح کے تعارض کو دور کرنا  
 الفاظ سے مطلب نکالنا اور اسطر حکے باتیں جو ضرور ہیں اور اصول  
 کے کتا بو نہیں تفصیل مذکور ہیں مجتہدوں کا کام ہے اون چاروں اماموں کے

برابر اس کام میں اور کوئی عامل نہیں گویا اس بات پر اجماع امت اور  
 اتفاق ہو گیا اور حضرات محدثین کا کام جمع کرنا حدیثوں کا ہے عقود احکام  
 فی مناقب النعمان میں لکھا ہے کہ اعمش علیہ الرحمۃ سے مسئلہ پوچھے گئے  
 انہوں نے ابو حنیفہ سے کہا کہ تم انہیں کیا کہتے ہو ابو حنیفہ نے جیسے احکام  
 بیان کئے اعمش نے کہا کہاں سے کہتے ہو جواب دیا کہ تم نے فلا فی حدیث  
 فلا فیہ اور فلان فلا فیہ یوں روایت کی ہے اور بہت سے حدیث  
 اس طرح بیان کئی اعمش نے کہا کہ بومین نے سودن میں حدیث کے سونے کہا  
 ساعت میں بیان کئے میں نہیں جانتا تھا کہ مکویہ حدیث معلوم ہوگی اسے  
 گروہ فقہاء کے تم طبیب ہو اور عطار یعنی دوافر و شش ہین اور تو نے  
 اسے شخص و نو طرفون کو لے لیا ہے اور اعمش جب حج کو چلے علی بن مسہر  
 کو ہجج کر ابو حنیفہ سے مناسک حج کے لکھوا منگوا یا اور اعمش سے ایک  
 شخص نے مسئلہ پوچھا وہ انہوں نے اشارہ کیا ابو حنیفہ کے حلقہ کی طرف  
 اور کہا کہ او کو لازم پکڑو کہ جب او کو کوئی مسئلہ آگے آتا ہے تو ہمیشہ او کو  
 آپس میں پیرتے رہتے ہیں میان تک کہ صواب کو پہنچے ہیں و کعب بن جراح نے  
 کسی نے کہا کہ ابو حنیفہ نے خطا کی و کعب نے کہا کہ وہ کیوں خطا کرینگے حالانکہ  
 اونکے ساتھ ابویوسف و زفر و محمد سے لوگ ہوں اجتہاد و قیاس  
 میں اور عیوب ابن ذکریا اور حفص و جان و مندل سے لوگ حفظ حدیث  
 میں اور قاسم سے علوم عربیہ میں اور داؤد و فضل سے زہد و رعین  
 جیسے ایسے اصحاب اور جلسا ہوں وہ خطا نہ کریگا اگر کریگا تو میر لوگ حق کے  
 طرف پھیر دینگے و کعب نے کہا کہ جو لوگ اس طرح کی بات کہیں وہ مثل انعام میں  
 بلکہ اون سے بھی گمراہ تر عبد اللہ بن المبارک نے کہا کہ ابو حنیفہ کا قول ہمارا

نزدیک مثل حدیث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جان مسم حدیث نہیں پاتے  
 معربین کد ام نے کھا کہ ہننے طلب کیا ابو حنیفہ کے سات حدیث کو تو سو  
 حدیث میں غالب آیا تم پر ایسے ہی زہد میں اور فقہ میں تو دیکھتے ہو کیا حال  
 ہے حافظ عبد العزیز اور ابو محمد حارثی اور ابراہیم بن معویہ وغیرہ نے  
 نقل کیا ہے کہ علامت سنی ہو نیکی محبت ابو حنیفہ کی اور علامت بد مذہبی  
 کی نفی ابو حنیفہ ہے ابو حنیفہ بڑے حافظ حدیث سے تھے ورنہ یہ رتبہ  
 اجتماع کا کیونکر حاصل ہوتا اور انہوں نے چار ہزار شیخ ائمہ تابعین وغیرہ  
 سے حدیث لیا اور انہوں نے جتنے لوگوں نے حدیث روایت کی ہے  
 شمار سے باہر ہیں اور ائمہ اسلام سے اتنے لوگوں نے روایت  
 نہیں کئے اور نہ اور ورنے اتنے اصحاب و تلامذہ ہیں اور کسی شخص  
 سے علما کو ایسا انتفاع نہیں ہوا جیسا کہ ابو حنیفہ اور ان کے اصحاب سے  
 احادیث مشتبہ کے تفسیر میں سفیان ثوری نے کہا کہ ابو حنیفہ کا علم بہت  
 بڑا تھا جو آثار رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وصحبہ وسلم سے صحیح ہوتا اور سیکھو  
 لیتے اور حدیث کے مانع و منسوخ کو خوب جانتے تھے اور ثقاہ سے  
 حدیث طلب کیا کرتے تھے اور یہ کہ آخر فعل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ  
 وصحبہ وسلم کا کیا ہے اور علما نے کیا کھا ہے امام شافعی اور سفیان  
 بن عیینہ اور عبد اللہ بن المبارک وغیرہ نے کھا کہ ابو حنیفہ سے بڑا کچھ  
 کوئی نقیبہ نہ کیا نہ سنا کہا نیز یہ بن ہارون نے کہ حفظ اپنے زمانے کے  
 سے حافظ کئی نے کہا علم زمانہ تھے ابی جحوم صافی کھا کہ میں نے کس کو ابو حنیفہ  
 سے بڑا نہ دیکھا میرا باب میں ابواب خیر سے جسکو ملایا ابو حنیفہ کے ساتھ  
 ابو حنیفہ کو میرا باب میں افضل پایا یہ تھوڑا کچھ بطور نمونہ نقل کیا ہے اور کتاب



جو تصنیف شافعی مذہب کی ہے معلوم ہووے کہ اعتقاد اکابر کا ایسا تھا پھر  
 انتہی مختصراً پھر صاحب سیف الجبار نے اون عبارات کو مولوی اسماعیل  
 صاحب کے نقل کئے ہیں جو مولوی صاحب نے مقلدین مذہب کے شائین کہتے ہیں  
 اور اوسکا جواب بھی صاحب کتاب دئے ہیں وہ بہت سے ہیں مگر ایک اور غیر  
 سے یہ ہے کہ مقلدین کو نصاریٰ میں داخل کیا معاذ اللہ منہ من بعد صاحب  
 کتاب بیان مولوی اسماعیل صاحب شروع فرمائے وہ یہ ہے جب شاہ عبدالغفر  
 صاحب اپنے تمام مملوکات اوروں کو مہربہ کیا مولوی اسماعیل صاحب گبر آئے  
 اور مولوی عبدالحی شاہ صاحب کے داماد کہ عدالت ضلع میٹہ کے محروٹ  
 میں فرنگی کے نوکر تھے موقوف ہو کر دتی میں آئے دونوں تھے ملکہ سید  
 نام ایک مرد جاہل شاہ عبدالغفر صاحب کے مرید کو پرینایا اور ساتھ لکھ  
 شہر و مین پیری شروع کی در بدر گھر بگھر قرآن و حدیث کے درس کو  
 وسیلہ ٹھہرایا لوگوں کے رجوعات کا نذر و نیاز و دعوت تر و خشک سے  
 فائدہ خوب اوثہایا ہر قسم کے نذور کے قبول کر مین کچھ تامل نہ تھا یہاں تک  
 بناؤس کا رزیدنٹ اکش بر جو کہ نام کے مکالمین ایک زن فاحشہ تھی صاحب  
 قدرت مرید ہوئی اور دس ہزار روپیہ نذر کی اوسکے مرید ہوئی سے  
 رزیدنٹ بھی بہت حاطر داری کی اسواسطے کہ سید صاحب نے اوسکو اپنی  
 خاص بیٹی فخر مایا تھا صاحب کتاب سیف الجبار فرماتے ہیں کہ ہر قسم  
 ہی دمان موجود تھا مولوی عبدالحی سے لوگوں نے پوچھا کہ یہ روپیہ  
 فاحشہ کا کہ نصرانی سے زنا کی عوض میں اوسنے حاصل کیا ہے درست ہوا  
 کچھ جواب پریشان دئے آخر کو حوالہ کیا استفسار پر سید صاحب سے  
 اون دونوں صاحبوں نے زبانی پرانے پر کفایت کی بلکہ ایک کتاب

صراط المستقیم سید صاحب کے حال میں لکھا خلاصہ و سکا کتاب سیف ابحار میں  
تحریر ہے غرض اوس میں تمام قرب اور کرامات مضموعی سید صاحب کے  
موج ہیں اختصار ترک کیا گیا بالآخر یہ مضمون سیف ابحار میں ہے کتاب التوحید  
سجدہ کی مراد آباد میں کہ وہاں پہلے سے کس قدر اس مذہب کی گفتگو تھی  
ماتھ لگی اس مذہب کو پسند کیا اور تقویۃ الایمان تصنیف کی گویا وہی کتاب  
کی شرح ہے اس میں کی بڑی شہرت ہوئی اور عوام انہا میں بہت اس  
بلا میں پہنچے تو میں اور تحفیر انبیا اور اولیاء کی اتنی کیفیت تمام امت سلف خلف  
کی خوب جاری ہوئی دیندار اہل علم جان تھے اونکی فیض محبت سے  
جو بجا سو بجا ورنہ اول و ہد میں اکثر وں کو اس طرف میں آگیا بسبب شہرت  
اونکے اور ثناء و افحی کے فن سیرت و حدیث سے جب نوبت دلی میں  
پہنچی ہزاروں ہزار آدمی کہ شاگرد اور مرید اور دیکھنے والے اور صحبت  
یافتہ شاہ عبد الغفری صاحب اور مولوی رفیع الدین صاحب کے اور علم و فضل  
میں اونے زاید لوگ موجود تھے مولوی اسماعیل اور مولوی عبدالحی سے  
دست و گریبان ہوئے اور خواص نے فہمائش کی کہ اس سفر میں بھینا دین  
کیا نکال لائے کہ او سکے رو سے تمہارا دستا دوں لیکر صحابہ تک کوئی  
کفر و شرک سے نہیں بچتا اور قبل اس سفر کے تم ہی اوسی طریقہ پر تھے  
اور ویسا ہی و غلط کہتے تھے اور فتویٰ لکھتے تھے جبکہ اب شرک کہتے ہو  
یہ دین میں فساد ڈالنا اور قرآن و حدیث میں تحریف کرنا اور خلافت کو  
گمراہ کرنا بہت برا ہے پر نصیحت کے کچھ سود مند نہ ہوئی لاجار مگر  
سب نے انکار و ابطال کیا مولوی مخصوص اللہ صاحب اور مولوی موسیٰ صاحب  
رفیع الدین صاحب کے صاحبزادوں نے فتوح اور رمالے اونکے رد میں لکھے

نوبت تکمیل گنج پنا سے مولوی فضل حق صاحب خیر آبادی نے جزاء اللہ خیر  
 کہ علم و فضل میں مولوی اسماعیل وغیرہ کو اودنے کچھ نسبت بہنیں علوم عقلیہ و نقلیہ  
 اپنے والد ماجد سے کہ وہ علوم میں یکا نہ عصر تہہ حاصل کئے ہر طرح مولوی  
 اسماعیل کے روبرو رد و ابطال کیا اور کھیسر کی نوبت تحریر کی آئی مسئلہ اثبات  
 میں مولوی اسماعیل نے حرکت مذہبی کچھ جواب میں کی آخر کو عاجز و ساکت ہوئے  
 تحقیق الفتویٰ میں کماں شرح و بسط سے مولوی فضل حق صاحب نے لکھا اور  
 اوس میں صورت مسئلہ اور استفتاء اس امر کا قرار دیا کہ تقویہ الایمان میں مولوی  
 اسماعیل نے فلاں فلاں کلام لکھے ہیں آیا استخفاف اور بے ادبی پر آنحضرت  
 صلوٰۃ علیہ وآلہ وسلم کے شامل ہے یا نہیں اور شرعاً اود سکے قائل کیا  
 حکم سے سوال کو اختصاراً ترک کیا مگر جواب جو علما و مفت بہت بہرہ و دستخط  
 اودائے ہیں اوسکو نقل کیا جاتا ہے کلام اودلاتر دو و اشتباہ بر استخفاف  
 منزلت و جہاں آن سرور و مقربان بارگاہ حضرت اودانتفاص شان سایہ  
 انبیاء و ملائکہ و صفیاء و شیوخ و اولیاء اشتغال و دلالت دارد و قائل ہیں کلام  
 لا طایل از روعے شرع میں بلاشبہ کافر بیدین است ہرگز مومن و مسلمان  
 نیست و حکم اود شرعاً قتل و کفیر است و ہر کہ در کفر و شک آرد یا تر دو و دارو  
 یا این استخفاف را سہل انگار و کافر و بیدین و نامسلمان و بیعت است الا در  
 کفر و بیدینی کترین است از کسیکہ این کلام ضلالت نظام را ثواب و مستحسن نہ آید  
 و اعتقاد این کلام را از اعتقاد ضروریہ دین شمار دو آنکس در کفر با قائل ہمسہ  
 بلکہ در استخفاف از وبالتر است چہ اود استخفاف آنحضرت صلوٰۃ علیہ وآلہ وسلم  
 و سایر انبیاء و ملائکہ و اولیاء را مستحسن داشت و آنرا از ضروریات دین پنداشت  
 و بیچنان کسیکہ ظاہراً باطلنا پاسداری این قائل درین مسائل و اودار و جبراً

حفظ حرمت اور در اہل علم و اہل طہارت و دراز کار آرد چہ او نیز مرکب استخفاف  
 شان حضرت سید المرسلین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم شد کہ پاسداری بیدینی را بر  
 احترام آن سید الانام علیہ تجید و اسلام رجحان داد و بخوف ملامت بلکه بمقتضای  
 بدبختی و شامت در پی اثبات آنچه بر استخفاف و ولایت اردافا دایمہ کفر و  
 زندہ است و الحاد اعاذنا اللہ من ذالک و از اثبات این مطالب در مقام انہ  
 دست داد فقطع و ابدال الذین ظلموا و الحمد للہ رب العالمین احوال سوا  
 ظلمت و کفر شکست و بیاض نور ایمان با شراق پیوست فمن شفاء فلیؤمن  
 ومن شفاء فلیکفر و السلام علی من اتبع الهدی مہرین اور خط  
 اکثر اعلام کے اس پر اور مجلس جامع مسجد کے یہ تفصیل ہے کہ پہلے ایک  
 استفتاء مرتب ہوا مہر و مخط مولوی رشید الدین خان صاحب و مولوی فضل حق  
 صاحب و مولوی مخصوص اللہ صاحب و مولوی قدسی صاحب و مولوی محمد شریف  
 صاحب و مولوی عبد اللہ صاحب و اخون شیر محمد صاحب کے صبح کے وقت منگل  
 کے روز ایتیسوئین ربیع الثانی شمسۃ البھری کو کہ مولوی عبدالحی صاحب جامع  
 میں وعظ کھرسے تھے مولوی رشید الدین صاحب اور مولوی مخصوص اللہ  
 صاحب اور مولوی قدسی صاحب مولوی رفیع الدین صاحب کے صاحبزادے  
 اور مولوی محمد شریف صاحب وغیرہ علماء و طلبہ خاص و عام خاص پر مجتمع ہوئے  
 جب مولوی عبدالحی صاحب وعظ کھرسے چکے عبد اللہ طالب علم نے وہ استفتاء  
 پیش کیا کہ اپنے مہر او سپر کر دیجی مولوی عبدالحی نے کہا میں نہیں مہر کرتا کہ  
 میں کچھ نہیں جانتا او سنئے کھایں کہہ دیجی اور اصرار کیا مولوی عبدالحی نے انکار  
 کیا اور عل ظاہر کرنے لگے مفتی محمد شجاع الدین خان صاحب نے کہا کہ اس کا تصفیہ  
 ضرور ہے کہ بڑا اختلاف پڑ گیا ہے مرزا غلام حیدر شائہزادہ نے طالب علم

کئی کمرار سے رنجیدہ ہوئے اور مولوی عبدالحی وغیرہ کو جمع علما میں اسے غلط  
 کے لائے مجمع ہمارے شمار خاص و عام امیر و فقیر کا ہو گیا کہ تو ال ہی اسے  
 جند و بست کے آپہنچا یہ مولوی عبدالحی نے فاضلوں نے پوچھا کہ تم کیوں آئے ہو  
 کیسے کہا کہ آپ کے بلائیکے موافق کہ ہر روز کہتے تھے کہ جسکو تاب مناظرہ ہو ہمارے  
 سامنے آوے یہ سنکر چپکے ہو مولوی مخصوص لہذا صاحب نے کہا کہ ہم بموجب حکم خدا  
 آئے ہیں کہ حق ظاہر ہو جاوے مولوی موسیٰ نے کہا کہ تم ہمارے دوست اور گویا  
 کہتے ہو بولے کہ میں نہیں کہتا مولوی موسیٰ نے کہا یہ ایسے مسئلے تھے تباہی کے اور  
 سے برای دستار و نمائی ثابت ہوتی ہے پوچھا وہ کیا ہے کہا کہ شلاق قبر کے بوسے  
 کو شرک کہتے ہو اور ہمارے اکابر اس کے مباشرتے مولوی عبدالحی نے انکار  
 کیا کیسے کہا کہ لکھد و تاکہ تمہارے اوپر جوٹ باندھنے والو کی تکذیب ہو مولوی  
 عبدالحی کا۔ پختے ہوئے ماتھ سے لکھد یا بوسہ دیندہ قبر مشرکیت مولوی رشید  
 الدین صاحب کے ماتھ میں قوی دیا گیا اور قریب مولوی عبدالحی کے آبیٹھے مولوی  
 عبدالحی نے لگاڑ شکوہ اودنے شروع کیا کہ خاں صاحب مجھے آپ کی خدمت میں دوستی تھی  
 بر ملا مجھے ذلیل کہو خاں صاحب نے فرمایا کہ تم تمہارے اعزاز و اظہار کمال کو اسے  
 ہیں لوگوں نے مشہور کیا کہ تم مسئلے خلاف سلف کہتے ہو اس سبب سے خلق کو دشت  
 ہے ایسے مجمع میں منفرد نمائی تکذیب ہو جاوے گی مولوی عبدالحی شکوہ ہی پریشان باتیں  
 کرتے رہے خاں صاحب نے فرمایا کہ تمہارے لوگ کہتے ہیں کہ عبدالغفری کی راہ اثر  
 جہنم اور سیوقت گواہی سے یہ بات ثابت ہو گئی لوگ برا کہنے لگے مولوی عبد  
 نے تبرا کیا کہ از بلند مولوی رشید الدین خاں صاحب سے کہا کہ مولانا عبدالعزیز  
 کی محبت اور اعتقاد و علم و بزرگی میں میں مثل تمہارے ہوں طحاوی اور کرنی کے برابر  
 جانتا ہوں پر استفسار شروع ہوا ہر مسئلہ کا جواب یا کہ چند ان مخالف جمہور نہ تھا مولوی

اسماعیل نے پہلے ہی استفسار سے ارادہ اوٹھ جائیگا کیا مولوی رحمت اللہ صاحب  
 کو ذریعہ تشریف رکھنے کہ جناب کی یہی دستخط اس تحریر ضرور ہے مولوی صاحب  
 نے کہا کہ میں کبھی باپکا نوکر نہیں ہوں میرا اسلئے محتسب لا اسے مردو  
 میرے ساتھ سختی کرتا ہے اونہوں نے کہا کہ حضرت میں سختی نہیں کرتا  
 میں عرض کرتا ہوں پہر مولوی اسماعیل نے کہا کہ میرے رسالہ کا جواب  
 لکھ مولوی رحمت اللہ صاحب نے کہا کہ رسالہ آپکا میرے بغل میں ہے اگر آپ  
 فرمائیں اسی مجمع میں جواب کو عرض کروں غصہ کہا کہ کچھ نہ لکھا پہر مولوی  
 اسماعیل نے کہا جواب عقلی لکھوں یا نقلی لکھا جیسا چاہے پہر مولوی رحمت  
 نے کہا کہ رد جواب اوسکا لکھو گے کہا کہ میں کسی کا محکوم نہیں ہوں مولوی  
 رحمت اللہ صاحب نے کہا کہ میں نے عقیدہ اپنے دلوںے بنا ہے جو ہے  
 کسی سے نفرتا ہے اور نہیں تو ابی بحث کرتے مولوی اسماعیل اور  
 بہا گے اور چلتے ہوئے مولوی رشید الدین خاں صاحب مولوی عبدالحی سے  
 پوچھ لکے وہ جواب دیتے تھے ایسے کہ قدامی بہت خلاف نہ تھے سیراویں  
 سوال میں کہ بدعت کے تھے مولوی عبدالحی نے کہا کہ میرے نزدیک  
 بدعت حسنہ یہی ہے گو اصل ہر بدعت بد ہے مگر معب نکی کا اوسمین  
 ہونو حسنہ ہو جاتی ہے والا فلا مولوی رشید الدین خاں صاحب نے کہا  
 کہ اصل ہر بدعت کی بد نہیں موجب من سن سنۃ حسنۃ فلہ اجر ہا جا  
 من عمل علیہا ومن سن سنۃ سیئۃ احد یث اور حدیث من حد  
 فیہذا ما لیس منہ اور حدیث من ابتدع بدعتہ ضلالتہ لا یرضانا  
 کہ ان تینوں حدیثوں نے ثابت ہوا کہ نیا طریقہ نیک ہی ہوتا ہے اور بد ہی  
 اور خدا کی مرضی کے موافق ہی ہوتا ہے اور مخالف ہی مگر ابی ہی ہوتا ہے

غیر گمراہی ہی ہوتا ہے اس سب سے علماء نے کہا ہے کہ بعض بدعت و  
 و مندوب و مباح بعض حرام و مکروہ مولوی مخصوص اللہ صاحب نے  
 کھا بدعت کی وجہ سے قبیح کی ظاہر ہو وہ کیا ہے مولوی عبدالحی نے کہا  
 یہ ہے اونہوں نے کہا اس تقدیر بدعت سیئہ و مباح میں کیا فرق ہے  
 مولوی عبدالحی ساکت ہو گئے کیسے کہا کہ احکام خمسہ سے ایک حکم کم ہو گیا  
 پھر مولوی عبدالحی نے کہا کہ ہر بدعت کو بڑا اس واسطے کہتا ہوں کہ کل بدعت  
 ضلالتہ کا کلیہ ظاہر پر ہے اور مخصوص نہو جاوے خالصا صاحب نے کہا کہ  
 تحقیق میں کیا قباحہ لازم آتی ہے اور عموماً میں تخصیص مشہور ہے  
 مولوی محمد شریف نے پیر کا ما من عام الا وقد خص منه البعض خالصا  
 نے کہا کہ تینوں صیغین مذکورہ بالا تخصیص کو چاہتے ہیں پس تخصیص ضرور  
 ہے مولوی عبدالحی نے کہا کہ اصل ہر بدعت کو قبیح بعض علماء کا مذہب  
 ہے خالصا صاحب نے کہا یہ قول حضرت نجد و کا ہے مگر تمہارے مذہب  
 سے نہایت دور ہے کہ اونکے مذہب میں جبکی اصل یا ہی جاوے  
 شرع میں وہ سنت ہے بدعت وہی ہے کہ جبکی اصل شرع میں نہ یا  
 جاوے پھر مولوی عبدالحی نے غوطہ میں جا کر کہا کہ یہ قول نووی کا  
 ہے فتح المبین میں لکھا ہے اذ یوقت فتح المبین شرح اربعین امام نووی  
 کی پیش کی گئی عبارت اوس مقام کی باوازی بلند مع ترجمہ پڑھے گئی  
 پھر مولوی عبدالحی نے اچھے سے قائل بقول ہوئے پھر اذان بعد  
 دفن میں کلام موابعد کسی قدر تکرار کے کہا کہ میں کیسے منع نہیں کرتا پھر  
 کلام موابعد کے فاسخ میں بعد قیل و قال کے کہا کہ اگر کوئی اوس  
 زمین ثواب زیادہ جانتا ہے منع اور اگر ثواب زیادہ نہیں جانتا اور

برعایت مصلحت کرتا ہے تو منع نہیں تمام ہو اخلاصہ نقل مجلس کا سپر تو یہ حال ہوا  
 کہ ہر ایک سکے میں ادنا ادنا آدمی سے قائل ہونے لگے اور اطراف و جوار  
 میں ہی یہ تقریریں اور تحسیریں جا بجا پہل پڑیں سب پر ظاہر ہو گیا کہ مولوی عمیل  
 کا طریقہ مخالف ہے تمام سلف صالح کے اور اپنے خاندان کے ہی مخالف ہے  
 اور سب بے عار کا وہی نسبت خاندانی تھی اور جب اس کے ہی خلاف ٹہرے تو کچھ  
 اعتبار نہ کیا اور ساری قلعی کھل گئی اور ہر ایک جگہ جواہر علم تھے متوجہ ہوئے  
 ان کی میدانی کے اظہار اور اس کے رد کرنے پر ایسے سببوں نے اگلے دن کے فتنہ کی  
 تہنڈی ہو گئی اور نئے دین والے ہی زبان دبا کر بات کرنے لگے اور تو جہ  
 بات بنانے میں اور تہقیر جاری ہوا ہزاروں ہزار آدمی اس طریقہ سے تاب  
 ہوئے صرف وہی لوگ کہ جن کو سخن پرور کا پاس میں پر غالب ہوا یا جن کو  
 پیشہ واسطہ دنیا پیدا کر نیکادوس طریق پر قائم رہے مگر نہایت ذلت و خواری  
 ساتھ اہل علم کے محاسن و کمالات سے گزار کرتے مولوی اسماعیل وغیرہ ان کا  
 دین جدید نے ہی اس بحث کو کم کر کے غلط کو منہمک کیا جاوے کی ترغیب اس  
 جملہ جمیلہ سے کہ امر محمود ہے بہت لوگ اکٹھے ہوئے اور وہی جنس ہی جب کو  
 توفیق ہوئی بقدر حوصلہ دیا ایک جماعت کے ساتھ کئی افغانستان کو سید احمد  
 امیر المومنین بنایا اور قوم سکھ پر جہاد کا غم کیا مگر اس میں ہی وہی پیش گوئی  
 کہ افغانی تاج کو رنجیت سنگھ نے نہیں کفرہ قوم سکھ امیر المومنین کے ہاتھ سے مارا  
 جاوے گا اور افغانی تلخ فلان ملک فتح ہوگا اور نماز عید فلاں سال میں امیر المومنین  
 جامع مسجد میں لاہور کے پڑھایا اور ائمہ کا یون حکم ہوا ہے اور ٹرائیک وقت  
 توپ بند و ق سکھ کے بند ہو جاوے گی بلکہ بعض افغان اس کی شرط پر داخل ہویت  
 ہوئے تھے جب مقابلہ ہوا فقرہ کفرہ سکھ کے سامنے سے جان بچا کر صاف



ہباگ گئے اور عار جہاد سے ہباگ جانے کے جو بڑا گناہ کبیرا سے اختیار  
 کئے اور اہل پشاور کے مخالفوں سے ملکر مسلمانوں کا قتل بہت کیا جب  
 فوج سکھ متوجہ پشاور ہوئی یہ خبر سنتے ہی ہباگ کر راہ پنجاب کی لئے پنجاب  
 کا رئیس فتح خان نام اور سب افغان بہت تعظیم و تکریم سے پیش آئے  
 اور بیعت کی اطاعت و فرمان برداری جیسی چاہے گئے اپنے تمام ملک  
 کا خراج ہی امیر المومنین کے سرکار میں داخل کرنا قبول کئے اور عامل حاکم اور  
 اپنے اپنے مکانات پر مقرر کیا کرادیا تحصیل اور حکم اور لگا جاری کرایا اور  
 مقدور والوں نے جو بیجاری و مان تھے اپنے گھر کے مال سے عورتوں کو  
 زبور تک یہی دینے لگیا پانس حق ایماندار کیا جیسا چاہئے وہ بجالے  
 واقع میں افغان کی قوم دیندار ہیں بڑے مضبوط ہیں دین کے نام پر ان کو جان و مال  
 ایسا غریب ہے جیسا کہ اور ونگو جان رکھنا مولوی اسماعیل اتنے ہی حکو  
 کا تحمل نہیں کر سکے آپ باہر ہو گئے مظلمات بجا اور دین جدید کے احکام  
 جاری کر دئے اور سید احمد کے نام پر صلوات اللہ علیہ وسلم کا لفظ تجویز ہوا  
 اور سکھ میریہ پٹھان اسمہ احمد اور جو وہ صراط المستقیم میں سید احمد کو پیغمبر  
 بنانے کی تمہید کر رہے تھے اسکا اظہار شروع ہوا فقہ اور فقہاء پر لعن و لعن  
 و تشنیع کتب حنفیہ پر بر ملا کرنے لگے اور پٹھانوں کے ناموس و مال و جان  
 سے تعرض شروع کیا مرحض مغرزا دیون نے سمجھا یا نہ مانا وہ بھاگ  
 ننگ آئے اور مشورہ کیا کہ ہمیں سکھ پر جہاد کے واسطے ان کو رئیس  
 کیا یہ لوگ جو کافر و نافرمانے ہمارے اور پر جاری کیا سکھ کے مقابلے  
 میں اوس نامردی سے ہباگے اور مسلمانوں کی جان و مال و عزت پر  
 اس قدر دلیری کرتے ہیں دین و ایمان کا بھی اون کے کچھ تیا نہیں ہے

فرج کیا چائے چنانچہ عالموں اور سرداروں کو بھیجا کہ تباہ کر مولوی  
 اسماعیل نے ایک ذرا بھی نہ سنا آخر مسلمانوں نے جلتے آدمی ہڑی  
 مولوی اسماعیل کے جہان جہان متعین تھے اور علم و اخرا حکم دین احمد  
 میں مشغول تھے ایک مرتبہ بگو مار ڈال فتح خان نے عذر کیا کہ میں آج  
 روز سپاہ کے واسطے کہتا تھا کہ حد اعتدال سے بڑھنا اور دین جدید  
 احکام جاری کرنا اور لوگوں کے مال و جان و ناموس سے تعرض کرنا  
 مناسب نہیں ہے اب کام ہاتھ سے نکل گیا کہ تمام ملک پر گیا اور سکاڑا  
 نہیں ہو سکتا مگر تمکو اس مسئلہ سے بچا کر باہر نکالے دیتا ہوں پہر جو کچھ  
 مقدر میں ہو گا ظہور میں آویگا سید احمد اور مولوی اسماعیل وغیرہ  
 آدمیوں کو کہ ہمراہ تھے اوس ملک میں سرحد سے باہر نکال کر اپنے ملک  
 کے رعایا کی استمالت اور انتظام کے واسطے پر سید احمد وغیرہ ہاگے  
 جاتے تھے کہ عین ہاگنے کی حالت میں ایک جماعت وہاں پہنچی کہ اُن  
 سبکو مار دالی کوئی کہتا ہے سکھ تھے کوئی کہتا ہے یہاں تھے اوس  
 سے کوئی نہ بچا اور جو اکثر ہاگ کر آئے تھے سولہ تیار سے تیار اور وہ  
 کہ بالیقین مظلوم مسلمانوں کے ہاتھ سے اوٹایا یا انہی مضمون سیف ابجار مخلص  
 بیان سے سیف ابجار میں سید احمد کی امت کے عقاید مختلفہ اور اُن کے  
 حق میں حدیثین جھوٹ بنائیکا ذکر ہے پہر مولوی اسحاق کے جانشین مقام  
 مولوی اسحاق اور تاناویلات سے فریقین کو راضی رکھتے کا ذکر ہے جو کوئی  
 چاہے کتاب سیف ابجار کو مطالعہ کرے اوس سے بخوبی واضح ہوگا پس  
 فریق دُعا یہ منسوب ہیں ساتھ عبد الوہاب نجدی کے فائدہ مرقومہ فوق کتاب  
 سیف ابجار میں تحریر ہے حال خروج اتباع عبد الوہاب نجدی کا ملک

نجد میں اور اونکے ظلم اور قتل کر نیک حرمین شریفین پر مشرک شہر انیکاہل  
 اسلام کو اور پیراؤنکے ہاک ہونیکا دست اہل اسلام سے بالاجمال کتاب  
 حاشیہ ثنائی میں اور تفصیل کتب تواریخ حرمین شریفین اور مصر میں مذکور  
 ہے اور علاوہ اسکے تواریخ ملک انگلستان میں بھی سب حال مفصلاً مسطور  
 ہے عبارت حاشیہ ثنائی مطبوعہ مصر کے تیسری جلد میں صفحہ ۳۰۳ برابر البقا  
 میں تحریر ہے کما وقع فی زماننا فی اتباع عبد الوہاب الذین خرجوا  
 من نجد و تابعو علی الحرمین و کانو یتجاوزون مذہب اجدادہم لکنہم  
 اعتقدوا انہم المسلمون وان من خالف اعتقادہم مشرکون  
 فاستباحوا لک قتل اہل السنۃ و قتل علماءہم حتی کسر الله شکوکہم  
 و خرب بلادہم و طعم عساکر المسلمین عام ثلاث و ثلاثین و مائتین  
 و الف اتتہم پیراؤسی نسخہ سیف الجبار پر تحریر ہے خلاصہ حال و مائتہ کا  
 کہ وہ عبد الوہاب ساکن نجد کے پیرو ہیں یہ ہے کہ اسلئے میں برہمیت  
 سلطنت روم ویکھ کر خروج کیا اور اوس بنا پر سب مسلمانوں کو مشرک ٹھہرا  
 دیا اور ایک نیا عقیدہ بنایا کہ جو اسکے خلاف ہو مشرک ہے اور حرمین  
 شریفین اور بعض عراق کے شہروں پر مثل کر بلا وغیرہ کے اونکا تسلط  
 رہا آخر مسلمانوں نے لشکر نے اونپر فتح پائی اور استیصال کلی اوسکا شد  
 ہجری میں ہو گیا اور اونکے عقیدہ کی کتاب جو سند و ستان میں آئی تھی  
 اوسکو مولوی اسماعیل نے اختیار کیا اور اسکے مطابق کہ گویا اوسکا  
 ترجمہ اور شرح ہے اردو زبان میں تصنیف کیا اور تقویت الایمان اوسکا نام  
 رکھا کہ اوسکی رو سے اونکے اوستا وونے لیکر اصحاب رسول اللہ صلو  
 علیہ وآلہ وسلم تک کو بھی مشرک سے نہیں سمجھا علماء و سند اہل سنت نے

او نیکے روبرو اور اونکے بعد تحریر اور تقریر سے خوب رد کیا اب بیان  
 سے تقلید مجتہدین کے یا ب میں جو علماء سلف سے وارو سے تحریر کیا جا  
 تا ہے شاہ ولی اللہ صاحب نے عقد المجید میں لکھا ہے اعلم ان فی الائن  
 بھندہ المذہب الاربعہ مصاحفہ عظیمہ وفی الاعراض عنہا منفسد  
 کثیر ونحوہ بین ذالک بوجہ احل ہا الامتہ اجمعت علی ان  
 یعتمد علی السلف فی معرفۃ الشریعہ فالتابعون اعتمد وفی  
 ذالک علی الصحابۃ وتبع التابعین اعتمد وعلی التابعین  
 وھکذا فی کل طبقۃ اعتمد العلماء علی من قبلہم والعقل  
 یدل علی حسن ذالک لان الشریعۃ لا یعرف الا بالنقل والاستنباط  
 والنقل لا یتقیم بان یاخذ کل طبقۃ عن قبلہا بالانصال ولا  
 فی الاستنباط من ان یعرف بمذہب المتقدمین لئلا ینخرج  
 من اقوالہم فیخرق الاجماع وتثنی علیہا ویستعین فی ذالک  
 عن سبقر لان جمیع الصناعات کالصرف والطب والشعر والحل  
 والتجارۃ والصباغۃ لم تیسر لاحد الا بملازمۃ اہلہا وغیر ذالک  
 فادر بعید لم یقع وان کان جائز فی العقل واذ التبعین الاعظم  
 علی اقوالہم السلف فلا بد من ان یکون اقوالہم التی یعتمد  
 علیہا مرویۃ بالاسناد الصحیح مدونۃ فی کتب  
 وان یکون مخدومۃ ما یمین الراجح من محتملاتہا وتحصیر  
 عمومہا فی بعض المواضع وتقیید مطلقہا بعض المواضع وجمع  
 المختلف بھذہ الصنفۃ الاھل المذہب الاربعہ کذا فی  
 فتح المبین فی مکابد غیری المقلدین ترجمہ جان تو تحقیق کہ ختم

کریمین ان مذاہب اربعہ کے مصلحہ عظیمہ ہے اور دیگر دائیں بائیں مذہب  
 سے فساد کبیرہ ہے اور ہم بیان کرتے ہیں اس امر کو کہ جوہ سے ایک دین  
 وہ ہے کہ امت نے اجماع کیا اس بات پر کہ اعتماد کریں وہ سلف پر معرفت  
 شریعت میں پس تابعون اعتماد کیا اس بات میں صحابہ پر اتباع تابعین نے  
 اعتماد کیا اس بات میں صحابہ پر اتباع تابعین نے اعتماد کیا تابعین پر اسی طور  
 ہر طبقہ میں اعتماد کیا علما و اہل پر جو تسل و تحکم ہیں اور عقل اس امر کی خوبی  
 پر دلالت کرتی ہے اس واسطے کہ شریعت بغیر نقل اور استنباط کے معلوم  
 نہیں ہوتی اور استنباط میں ضرور ہے کہ مذاہب متقدمین پہچاننے سے تاہن  
 کے اقوال سے یا ہر آواز سے پس خرق اجماع لازم آدے اور بنا امر یا  
 اجماع پر کرے اور مدوچا ہے اس امر میں اہل کو گونے جو سابق گذرے  
 ہیں اس واسطے کہ تمام علوم مانند صرف اور طلب اور شاعری اور آہن گری  
 اور نجاری اور ضاعی کیسے واسطے آسان نہیں ہوئی مگر ساتھ مصاحبت  
 اہل مشیہ کے اور سوائے اسکے نادر اور بعید ہے اگرچہ عقل کے  
 نزدیک جائز ہے پر حقیقت کہ متعین ہوا اعتماد اقوال سلف پر پس ضرور ہے  
 کہ ہووے جن اقوال پر اعتماد کیا گیا روایت کئی ہووین اسناد صحیح سے  
 یادوں ہووین کتب مشہورہ میں اور ہووین وہ روایت خدمت کئے اس  
 امر کے کہ بیان کرے اور سکو جو کہ احتمالات سے اسکے راجح اور قوی ہووے  
 اور بعض مواضع میں مطلق کو مفید کرے اور مختلف کو جمع کرے اور اسکے  
 احکام کے علت کو جمع کرے ورنہ مرخداون روایات پر اعتماد صحیح نہ ہوگا  
 اور کوئی مذہب اس صفت کے ساتھ اس آخر زمانہ میں نہیں مگر چاروں مذہب  
 تفسیر احمدی میں لکھا ہے قل وقع الاجماع علی ان الاتباع انما یجب

للائمۃ الاربعۃ وقال فی الاشبہ والنظائر تحت القاعدۃ الاولى  
 ما خالف لائمۃ الاربعۃ فهو مخالف للاجماع وان كان فيه خلاف  
 غیرہم فقد صرح فی التحریر ان الاجماع فقدا نعد علی عمل  
 بمذہب مخالف لائمۃ الاربعۃ کذا فی فتح المبین ترجمہ بتحقیق کہ  
 اجماع واقع ہوا اس پر کہ اتباع محض ائمہ اربعہ کی جائز ہے اور اشباہ میں ہے  
 تحت قاعدہ اولیٰ کے کہا کہ جو مخالف چار اماموں کے ہو وہ مخالف اجماع ہے  
 اگرچہ اوس میں اوس کے غیر کا خلاف ہو وے پس بتحقیق کہ کتاب تحریر میں تصریح  
 کیا ہے اس بات پر اجماع منعقد ہوا عدم عمل و من مذہب پر جو مخالف ان چار  
 اماموں کے ہے قاضی ثناء اللہ نے تفسیر منظر می میں لکھا ہے فان اهل  
 السنۃ قد افرق بعد القرون الثلاث والاربعۃ علی اربعۃ مذہب ولم  
 يتفق مذہب فی فروع المسائل سوى هذه المذہب الاربعۃ فقد یحکم  
 الاجماع المركب علی بطلان قول مخالف کلہم وقد قال رسول اللہ  
 صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم لا یجتمع امتی علی الضلالۃ وقال  
 اللہ تعالیٰ ومن یتبع غیر السبیل المومنین نولہ ما قولہ و نصیلہ  
 جہنم و ساءت مصیبت فتح المبین ترجمہ پس بتحقیق کہ اہل سنت متفرق  
 ہوئے بعد قرون ثلاثہ اور اربعہ کے چار مذہبوں پر اور باقی نہیں رہا فرق  
 مسائل میں سوا یہ چار مذہبوں کے پس بتحقیق منعقد ہوا اجماع مرکب باطل  
 ہونے پر اوس قول کے جو مخالف اون چار مذہبوں کے ہوا اور تحقیق  
 کہ فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کہ میری امت گمراہی پر  
 جمع نہیں ہوتی ہے اور حق تعالیٰ نے فرمایا کہ جو شخص غیر راہ مومنین کے  
 اتباع کرے پھر دیکھے ہم اوس راہ جو اس نے پہرا اور داخل کرے لکے ہم

اوسکو دوزخ میں اور بد ہے وہ دوزخ پر نیکی جانے ملا علی قاری کہتے ہیں  
 بل بحث حتماً ان یعین مذہباً من ہذا المذہب ما مذہب  
 الشافعی فی جمیع الوقایع والفروع واما مذہب مالک واما  
 مذہب ابی حنیفہ وغیرہم ولیس لہ ان ینتقل من مذہب  
 الشافعی فی البعض ما یہواہ ومن مذہب غیوہ فی الباقی ما ینہی  
 الا لما لوجزنا ذالک لا ذمی الی الخبط الآخر وج علی البضبط وحاصلہ  
 یرجع الی نفع التحلیف لان مذہب الشافعی از قضا بتحریم  
 نحر و مذہب غیوہ ابا حذر ذالک الشیء بمنہ او علی العکس  
 یہوان شاء مال الی الحلال وان شاء مال الی الحرام فلا یتحقق  
 الحلال و الحرام و ذالک باطل بالا جماع لان حفظ الدین واجب  
 و ذالک ما یحصل الا بہ فیکون واجباً لان مقدمہ الواجب  
 واجب بالاجماع فثبت ان تقلید مذہب الواحد واجب  
 مالا جماع ترجمہ یعنی ایک مذہب کی تقلید کا اختیار کرنا واجب ہے  
 مذہب اربو سے مثلاً تقلید شافعی کی جمیع مسائل میں و علیہ القیاس  
 تقلید حنفی کی اور یہ کہ سیکو جائز نہیں کہ بعض مسائل میں شافعی کے تقلید  
 اپنی خواہش نفس کے موافق اختیار کرے اور بعض مسائل میں حنفی کے  
 تقلید اپنے مرضی کے موافق کرے اس واسطے کہ اگر یہ امر جائز ہوتا تو تکلیف  
 شرعی اٹھ جاتی مثلاً مذہب شافعی میں ایک شحرام ہے اور وہی شح  
 مذہب حنفی میں حلال ہے یا بالعکس اوسکے سو غیر مقید مذہب کہیں اوسکو  
 حلال کہتے ہیں اور کہیں حرام پس حلت و حرمت متحقق نہ ہوئی اور یہ بالا جماع  
 باطل اور مردود ہے اس واسطے کہ حفاظت اور نگرانی دین کی واجب ہے

اور یہ بات بغیر یقین مذہب و اند کے حاصل نہیں ہوتی پس یقین مذہب  
 واحد کی واجب ہو گئی کہ مقدمہ واجب کا ہی واجب ہوتا ہے پس ثابت  
 ہوا کہ تقلید مذہب واحد کی واجب ہے اور یہی مدعا ہے اور فتویٰ  
 علماء مدینہ طیبہ کا جو متعلق کتاب فتح المبین ہے اوس میں یہ تحریر ہے  
 وقد انعقد الاجماع خلف عن سلف علی وجوب تقلید و احاد  
 منهم لان المجتہد مفقود بعد لماعة الراۃ کما فی اذکار النور  
 حیث لم یوجد بعد هذا التاریخ من یتکمل فیہ شرط الاجتہاد  
 ترجمہ یہ تحقیق کہ اجماع منعقد ہوا خلفا عن سلف واجب ہونے پر تقلید ایک  
 کے اور ائمہ مجتہدین سے اس واسطے کہ مجتہد مفقود ہیں بعد چار سو پچاس کے  
 جیسا کہ اذکار امام نووی میں لکھا ہے اس واسطے کہ نہیں پایا گیا بعد اس  
 تاریخ کے وہ شخص کہ کامل طور سے پاسے جاوین اور اس شخص میں شرائط  
 اجتہاد کے مولوی احمد رضا خان صاحب تقریر و تقریظ متعلق کتاب  
 فتح المبین میں لکھا ہے کہ سیدنا سفیان بن عیینہ رضی اللہ عنہ کہ اجلہ  
 ائمہ محدثین اور شیوخ بخاری و مسلم ہیں ارشاد فرماتے ہیں احکام الہی  
 مضلة الا للفقہاء بحیث حدیث گمراہ کر دینے والی ہے مگر فقہائے مجتہدین  
 کو سمجھ ہے کہ علماء و مجتہدین اور ائمہ متہقین حدیث کے مالہ و ماحلیہ کو سمجھتے  
 ہیں اور اسرار شریعت اور دقائق احکام الہی سے وہی لوگ کما حقہ  
 واقف ہیں اور انہیں کو عمل باحدیث سزاوار اور لائق ہے نہ مثل قوم باہرہ  
 بخدیہ کے ایک دو کتابین حدیث کے سرسری طور پر پڑھتے ہیں ہنوز  
 عبارت عربی پڑھنے کا اور سمجھنے کا تو شعور بخوبی پیدا نہیں ہوا تحریر عربی  
 عبارت کی تو جو کلمہ کماں تپا دعویٰ عمل باحدیث کا کرنے لگتے ہیں اور



فتون میں احادیث سے جواب دیتے ہیں اور ذرا ہی خیال نہیں کرتے  
 کہ یہ حدیث کس مقام اور محل پر وارد ہے اور اس حدیث میں کیا  
 نکات اور اسرار مندرج اور مندرج ہیں پس اس دشمن سے اونکے کسی  
 قرآن اور حدیث نے اونکو گمراہ کیا اور وہ لوگ مورد آیہ یضیل بہ کثیر  
 کے ہوئے آج کل کے غیر مقلدین اور فرقہ و ماہیہ کا تو کیا ذکر ہے جو ہستاد  
 اونکے ابن تیمیہ اور داؤد ظاہری اور عبد الوہاب نجدی ہیں کہ یہ لوگ  
 اونکے تابع ہیں اور شتمہ علم ہی اونکا پھر لوگوں کو حاصل نہیں دیکھو جو انہوں  
 نے ائمہ مجتہدین کی تقلید کو چھوڑ کر عمل یا حدیث اختیار کیا کس گمراہی میں  
 پر گئے اور عمل یا حدیث اونکا مضحکہ اطفال ہو گیا چنانچہ ابن تیمیہ نے  
 حدیث لا تشدوا الرجال الا الخیثیث مساجد سے یہ مضمون نکالا  
 کہ زیارت نبوی کے واسطے سفر کرنا حرام ہے اور عبد الوہاب نجدی  
 نے دعویٰ عمل یا حدیث اور عمل یا قرآن کا کیا روضہ منورہ نبویہ کو صنم اکبر  
 کہا اور قتل بہت مسلمین خصوصاً قتل سادات اور اہل حریم شریفین  
 کا مباح کیا اور داؤد ظاہری نے حدیث لا یصلون احدکم فی الماء  
 الدائم سے یہ مسائل استنباط کیا کہ اگر کوئی شخص ایک طرف میں پیشاب  
 کر کے کھڑے ہو جائے یا پانی میں ڈالے یا الگ جگہ سے پیشاب کرے مگر وہ پیشاب  
 بھ کر پانی میں آ جاوے یا اگر کوئی شخص یا خانہ یا پانی میں کر دے تو کچھ مضائقہ  
 نہیں اس پانی سے وضو جائز ہے اس واسطے کہ حدیث میں پیشاب  
 کر کے کھڑے ہوئے یا پانی میں نہ ہے اور یہ سب صورتیں جو اس کے  
 سوا ہیں جائز ہیں پس ایسا عمل یا حدیث مضحکہ اطفال و مردصادق آریہ اللہ  
 یتھربہم کا ہوا ہے مگر تو قرآن میں مٹوانی یا بری و نقیسمانی یا

حدیث  
 لا یصلون  
 احدکم فی  
 الماء الدائم  
 سے یہ مسائل  
 استنباط کیا

پہر اوسکے تابعین عامل بالجحدیث جو خلف من بعدہم خلف پیدا ہوئے بدعوی  
 عمل بالجحدیث طعام فاتحہ اور اعراس بزرگان دین کو حرام کہنے لگے جہاں ہون  
 یاے اوس طعام کو مطلقاً حرام کہے اور اوسکو مشابہت دئے اون جا  
 سے جو تھوکنے نام سے شریکین بت پرست فحج کرتے ہیں اور جہاں موقع  
 نہ پلے دنان در پر وہ گفت و گو کئے کہ طعام فاتحہ بزرگان دین اغیار حرام  
 ہے اور بدعوی عمل بالجحدیث فتویٰ میں ملتا تھا شا احادیث مانگنے لگے اور  
 استدلال بالجحدیث فرمانا شروع کئے کہ جسکا سر نہ پر جیسا کہ اس شہر میں قبل  
 ایک زمانہ کے ایک صاحب اوسی گروہ کے مسجد میں وعظ بیان فرما رہے  
 تھے اشارہ وعظ میں جو انکو اپنے علم کا غلو اور جوش ہوا اور دعویٰ  
 انا خیر کا اوسکے دماغ میں سمہایا ارشاد فرمائے کہ مجھے اللہ تعالیٰ ایسا  
 علم و فضل عنایت فرمایا ہے کہ جس چیز کو چاہوں حرام کروں اور جسکو  
 چاہوں حلال کروں ایک اہل مجلس نے اونکی خدمت میں عرض کئے  
 کہ حضرت کا ارشاد بابرکات سچہ ہے کہ حق تعالیٰ نے آپکو اسبقہ رسول  
 علم سرفراز کیا کہ آپ جسکو چاہیں حلال کریں اور جس چیز کو چاہیں حرام  
 فرما دیں مگر اہل مجلس آپکے علم و فضل سے جیسا چاہیں واقف نہیں  
 مگر اسوقت میں کہ آپ آیہ حرمت علیکم امہاتکم کے پہلے نہایت  
 کو حلال فرما دینگے تو سب اہل مجلس مخطوط ہو دینگے اور آپکے علم  
 و فضل کا بخوبی اقرار و اعتراف کریں گے پس واعظ صاحب کو جو بایہجہ  
 دعویٰ عمدہ دانی اوسکے سر میں سمایا تھا یکسر فرومایا لاخر سوائے نگوں  
 ساری اور شرمندگی کے کچھ قرہ اوکو حاصل نہوا خیال کیا چاہئے کہ  
 یہ لوگ جو دعویٰ عمل بالجحدیث کا کرتے ہیں اور صحاح ستہ کا دم بہرتے

ہیں سو اذکو علم حدیث کھان حاصل ہوا اصحاب صحاح نے سب ائمہ مجتہدین  
 سے علم حدیث اخذ کئے اور ائمہ مجتہدین اصحاب صحاح ستہ کے استاد ہیں  
 خصوصاً امام اعظم ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے اصحاب صحاح میں سے کوئی  
 ایسا نہیں کہ بواسطہ بلا واسطہ شاگرد نہ ہو وین چنانچہ فتح المبین میں لکھا ہے  
 مرقعات شرح مشکوٰۃ میں ہے قال ابن حجر وتلمذ لہ کبار من  
 الائمة المجتہدین والعلماء الداسخین عبد اللہ بن المبارک  
 والبت ابن سعد والامام مالک بن انس انتہ ومنہم داؤد  
 الطائی وابراہیم بن ادہم وفضیل بن عیاض وغیرہم  
 من اکابر السادات الصوفیہ رضی اللہ عنہم اجمعین یعنی  
 کھا ابن حجر نے کہ شاگرد ہوئے امام ابو حنیفہ کے بڑے بڑے ائمہ مجتہدین  
 اور علماء درسخین مثل عبد اللہ بن المبارک اور لیت بن سعد اور امام مالک  
 انتہ اور انہیں سے داؤد طائی اور ابراہیم اسیم اسیم اور فضیل بن عیاض  
 وغیرہم اکابر صوفیہ سے انتہ ان تحریرات سے معلوم ہوا کہ امام مالک  
 امام صاحب کے شاگرد ہیں اور امام شافعی امام مالک اور امام محمد کے  
 شاگرد ہیں اور امام احمد امام شافعی کے شاگرد ہیں اور امام احمد کے  
 امام بخاری اور امام مسلم اور ابو داؤد شاگرد ہیں اور امام بخاری  
 کے امام ترمذی اور امام نسائی شاگرد ہیں امام اعظم کے  
 شاگرد و نسخے ہیں شاگرد ہی ارشد بخاری شافعی مسلم نسائی  
 ترمذی احمد یا غرض کوئی محدث الا ماشاء اللہ ایسا نہیں کہ  
 امام ابو حنیفہ سے بلا واسطہ یا بواسطہ تلمذ حاصل نہ ہو اس طرح عبد اللہ  
 بن مبارک اور ویح بن جراح کے واسطے سے ہی کہ یہ دونوں ہی امام

امام صاحب کے شاگرد ہیں امام بخاری اور مسلم وغیرہ امام صاحب  
 کے باواسطہ تلمیذ رشید ہیں اسپطرح امام ابو یوسف کے امام احمد  
 اور امام محمد و ترمذی بن معین وغیرہ شاگرد ہیں انتہی عبارت فتح المبین  
 مولانا شاہ ولی اللہ صاحب محدث دہلوی نے اپنی کتاب الانصاف  
 فی بیان سبب لاختلاف میں لکھا ہے ومن هذا القبیل محمد بن  
 اسمعیل البخاری فانہ معدود فی طبقات الشافعیۃ الشیخ  
 تاج الدین السبکی وقال انہ نفقہ باحمیدی وحمیدی  
 نفقہ واستدل شیخنا العلامة علی خاں البخاری  
 فی الشافعیۃ بذکرہ فی طبقاتہم وکلام النووی الذی ذکرنا  
 شاہد لہ وانتہر یعنی حسب طرح ابو جعفر بن جریر طبری شافعی المذہب  
 ہیں اسپطرح امام محمد بن اسماعیل بخاری بھی مقلدین شافعیہ میں شمار  
 کئے گئے اور جس شخص نے انکو طبقات شافعیہ میں ذکر کیا ہے  
 وہ امام تاج الدین سبکی ہیں اور انہوں نے فرمایا کہ امام بخاری  
 نے علم فقہ سیکھا ہے امام حمیدی سے اور حمیدی نے شافعی سے  
 اور دلیل لائے ہمارے شیخ علامہ امام بخاری کے داخل ہونے پر  
 شافعیہ میں ساتھ مذکور ہونے اور انکے طبقات شافعیہ میں اور کلام نووی  
 کا جو ذکر کیا ہم نے اسکو گواہی دے رہا ہے اس بات کی کہ امام  
 بخاری شافعی المذہب ہیں انتہی پس جب ایسی بڑی امام المحدثین نے  
 بدون تقلید کے دین میں چارہ نہیں دیکھا ناچار مذہب شافعی اختیار  
 کیا تو اب لاندہونکو تقلید امام بخاری علیہ الرحمہ کے ضرور چاہئے  
 کہ کسی مذہب کو اختیار کریں اور اپنی لاندہی پر ہزار بار نفرین اور

پیکار کرین کذا نے فتح المبین شاہ ولی اللہ کتاب الانصاف میں لکھا  
 اما هذه الطبقة الذين هم اهل الحديث والاصراف الاكثر  
 منهم انما كذبهم في الروايات وجمعهم الطرق وطلب الغريب  
 والشاذ من الحديث الذي اكثره موضوع او مقلوب ولا يرا  
 عون المتن ولا يفهمون المعاني ولا يستنبطون اسرها ولا  
 يستخرجون ركانها وفقهاها ورجالها ابو الفقهاء وتناو لوهم  
 بالظعن وادعوا عليهم مخالفة السنن ولا يعلمون انهم من  
 مبلغ ما اوتوه من العلم قاصرون وبسوء القول فيهم آثمون  
 یعنی لیکن یہ طبقہ جو اہل حدیث کا ہے سو ٹھیک اکثر ان کے سعی  
 کرتے ہیں روایات میں اور طرق حدیث کے جمع کرتے ہیں اور طلب  
 کرتے ہیں غریب اور شاذ کی اور حدیث سے کہ جس کا اکثر موضوع یا  
 مقلوب ہے اور نہیں رعایت کرتے وہ لوگ متن کی اور نہیں سمجھتے بیون  
 کو اور نہیں استنباط کرتے ان کے اسرار کا اور نہیں نکالتے ان کے خرا  
 اور نقاہت اور بسا اوقات فقہا پر عیب کرتے ہیں اور ظن مارتے  
 ہیں اور اوپر مخالفت حدیث کا دعویٰ کرتے ہیں اور نہیں جانتے پھر  
 کہ فقہا کو یہ مسئلہ کس مبلغ سے دیا گیا علم سے وہ لوگ قاصر ہیں اور  
 فقہاء کے حق میں بُرے الفاظ کہتے ہیں کہ گارہوتے ہیں انتہی کذا نے  
 فتح المبین اور علامہ ابن حجر مکی شافعی نے خیرات السحان کے فصل ست  
 و ششم میں لکھے ہیں من یطلب الحديث ولا يتفقه کم یجمع الاثر  
 ولا یدری منا فہا حتی یحیط بہ کما ان الحدیث لا یعرف  
 وجر حدیثہ حتی یحج الفقیہ انتہی ترجمہ جو شخص جو حدیث کو

طلب کرتا ہے اور فقہات نہیں کہتا مانند اس شخص کے ہے کہ جو  
 جمع کرتا ہے اور اسکے فوائد نہیں جانتا یہاں تک کہ طبیب اوسے جبکہ  
 محدث و جہ حدیث کو نہیں جانتا یہاں تک کہ فقیہ اوسے کذا فی فتح المبدی  
 یہ بات بھت است اور درست ہے کہ معانی حدیث کے قول مفعول صحاح  
 اور علماء انجین ہی سے معلوم ہوتے ہیں جیسا کہ فتح المبین میں مذکور ہے  
 امام زلیعی نے تبیین التحقیق میں لکھا ہے واذا اتفق الناس علی  
 ترک العمل بالحدیث المرفوع لا يجوز العمل به لانه دلیل ضعیف  
 لظنک بفعل بعض الصحابة ترجمہ اور حسبوت متفق ہو دین لوگ اوپر  
 چوڑنے عمل کے حدیث مرفوع پر نہیں جائز ہے عمل اوس حدیث مرفوع  
 پر اس واسطے کہ دلیل ہے اوسکے ضعف کی پس کیا گمان ہے تیرا فعل  
 بعض صحابہ سے انتہا اور فتح المبین کے جواب سوال دوم میں تحریر  
 طحاوی نے حاشیہ در مختار کے کتاب الذبائح میں فرمایا ہے وہلہ الا  
 الناجیۃ قد اجتمعت الیوم فی المذہب الاربعۃ وہم احنفیون  
 والمالکیون والشافعیون ومن کان خارجا من ہذا المذہب  
 الاربعۃ فی ذالک الزمان فہو من اہل البدع والناسر لیس  
 گروہ نجات یا نیو لاجع ہیں آج کے روز چاروں مذہب میں اور وہ لوگ خفیہ  
 شیعہ اور مالکی اور حنبلی ہیں اور جو شخص ان چاروں مذہب سے  
 زبانی خارج ہوا وہ بدعتی اور دوزخی ہے انتہا یہاں سے جو استنہ  
 اون گروہ کے بارہ میں مرتب ہوا اور علماء نے بالاتفاق اوسکا جواب  
 دیا ہے اور کتاب فتح المبین میں تحریر ہے اختصارا نقل کیا جائے  
 معلوم کیا چاہئے کہ استفتائین سوال وین مرتب ہوا بسم اللہ الرحمن الرحیم

۱  
 دہی سوکات معلوم  
 ہے کہ کھانا  
 کیسی کیا گیا

نجمہ فصلی علو سوال الکریم سوال اول علماء اہل سنت و جماعت اس مسائل  
 میں کیا فرماتے ہیں کہ پھر گروہ و ہائیں یعنی فرقہ غیر مقلدین داخل ہے  
 اہل سنت و جماعت میں یا خارج ہے اور نئے مثل اور فرقوں ضالہ کے سوال  
 دوم اور ہم غیر مقلدین کو ان کے ساتھ مخالفت اور مجالست کرنا اور ان کو  
 اپنے مساجد میں باوجود خوف فساد کے آنے دینا درست ہے یا نہیں  
 سوال سوم اور ان کے پیچھے نماز پڑھنا کیسا ہے بنیو بالتفصیل توجہ و بالاجاز  
 انجریل جواب سوال اول و ثانیہ غیر مقلدین کہ قطع نظر عقاید کے جبکہ علماء  
 ظاہری اس ملک میں ائمہ اربعہ میں سے کسی کی تقلید کرنا اور فقہ کو مخالف  
 حدیث کے کہنا اور مقلدوں کا نام مشرک اور بدعتی رکھنا اور اپنے تین  
 موحدا اور محمدی ظاہر کرنا اور تقلید سے چرنا اور انقطاع مجلس میلاد  
 خیر العباد اور فاتحہ خوانی و عرس و لیا، اللہ کو شرک و بدعت کہنا اور  
 بغیر کسی امام کی تقلید کے آمین نماز میں پکار کے کہنا اور وقت رکوع کے  
 اور قومہ کے رفع یدین کرنا اور ناف سے اوپر بلکہ سینہ پر ماتہ باندھنا  
 اور امام کے پیچھے سورہ فاتحہ پڑھنا اور جو ایسا نکرے اس کو برا کہنا  
 مثل دیگر فرقوں ضالہ رافضی و خارجی و غیر ہما کے اہل سنت و جماعت  
 سے خارج ہیں چنانچہ بموجب تحریر انہیں کے کتابوں کے چند عقاید اور  
 مسائل بقید نام و مندرجہ صفحہ کے بطور نمونہ بیان کئے جاتے ہیں تا پھر  
 کسی شکر کو ان کے ثبوت میں گنجائش انکار اور شبہ کی باقی نہ رہے  
 انتہی پر صاحب کتاب فتح المبین نے بقید نام کتب و ثانیہ کے اور داخل  
 سندہ صفحہ اسکے اور تیس مسائل اعتقاد یہ اور شترہ مسائل عملیہ ان کے  
 بہ نقل عبارت ان کے کتابوں کے ثابت کیا اور ان کے رد اور جوابات

احادیث اور آیات قرآنی سے بخوبی کیا حق تھا اور جزا و خیر دیوے مگر چونکہ  
 یہ مختصر دن سب مسائل کو جمع اجوبہ اونکی نقل کرنیکی کنجائش نہیں کہتا  
 کہ او سمن بسط کلام اور طوالت متصور ہے مگر چند مسائل اونین سے  
 واسطے مذاق ناظرین کے اختصاراً بیان کئی جاتے ہیں مالا یدرک  
 کلمہ لائیکر کلمہ مسائل اعتقاد یہ میں سے اول یہ خدا سے پاک کا چوٹ  
 بولنا جائز ہے دوم انکار خاتم النبیین ہونا حضرت کا سوم انبیاء علیہم  
 السلام سے احکام دین بہول چوک ہونا چارم احادیث احاد سے  
 معجزات حضرت کے ثابت ہونا پنجم قیاس مجتہد کا شریعت میں قابل اعتبار  
 ہونا ششم چارون اماموں کے اور چارون طریقوں کے متبع لینے حنفی  
 شافعی مالکی حنبلی اور حشمتیہ قادریہ نقشبندیہ مجددیہ سب لوگ مشرک ہیں  
 اور کافر ہفتم ارواح انبیاء کرام اور اولیاء عظام خلق پر کس طرح کافیز  
 نہیں مگر رادراق عرض کرتا ہے اسی باعث سے جو اونکے دلون میں  
 ایسی خباثت ممکن ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور اولیاء کرام  
 کے اعراس کے حضوری سے محروم رہتے ہیں اور دعوت اعراس  
 کو بلطائف اچھل رو کر دیتے ہیں ہفتم اہل قبور سے استمداد کرنا خلاف  
 شرع بلکہ موجب کفر ہے ہفتم کسی نبی یا ولی کی زیارت کو دور سے جانا  
 ناجائز نہیں ہے ہفتم تاثیر اور اعمال سلب مراض اور افادہ توبہ عاصی  
 وتصرف خیال و آگاہی نسبت اہل اللہ و اطلاع خطرات قلبیہ و کشف وقایع  
 آئندہ و دیگر تصرفات اولیاء اللہ و کشف ارواح و تعویذات و طریق دفع بلیات  
 وغیرہ من اعمال المشایخ الصوفیہ اور طریق پیری مریدی کا شرک ہے یا زور  
 درود مستغاث دلائل انحراف و وار د ہفتم میں رکعت تراویح کو بدعت



اور ضلالت کہتے ہیں اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو مجمع جمعیت اور خاظمی  
کہتے ہیں نیز دسّم الہام کو صرف خیال دل سمجھنا خواہ خدا کے طرف  
یا شیطان کے جانب سے اور الہام ہر ایک بھی سے لیکر انسان تک  
اور کافر سے لیکر مسلمان تک ہوتا ہے اور مکو حاصدہ اولیاء اللہ کا سمجھنا خطا  
چہار دسّم سب افعال آنحضرت صلو اللہ علیہ وآلہ وسلم کے محمود اور شریعی  
نہ جاننا اور عصمت مطلقہ آپ کے واسطے ثابت نہ کرنا یا نزد سّم اقباس آیات  
قرآنی کو کفر اور منہوج سمجھنا اور شیخ سعدی اور حضرت جامی اور حافظ ایسے  
بزرگواروں کو جو کہ اپنے کلام میں اقباس آیات قرآنی کئے ہیں اور کو کافر  
کہنا باقی مسائل علم و اقباس اب عملیات اور نکتے بیان کئے جاتے ہیں  
اول یہ کہ اگرچہ قلیل پائی ہو اور سین نجاست گرنے سے پانی بخش نہیں ہوتا  
جب تک کہ اس کے اوصاف ثلثہ تغیر نہ ہو دوم یہ کہ پستیاب سب جائزوں  
کا گو سود کا ہو دے اور شراب اور خون اور منی یہ سب پاک ہے سوم  
مرد پر خواہ وہ مولوی یا واعظ یا مفتی یا قاضی یا مہجر یا چاندیکے یا بیان کر  
چہرے کنکن وغیرہ زیور درست ہے بیغے محض سونا مرد پر حرام ہے  
چہارم حرام سمجھنا زکوٰۃ کا بنی ناشتم اور غلاموں پر اور آسودہ اور  
تندرست کھاؤ پر انتہر صاحب کتاب فتح المبین لکھتے ہیں کہ اس کا یہ مطلب  
ہو کہ مصرف زکوٰۃ کے واسطے بیماری لازم ہے اگر فقیر تندرست  
ہو گا تو اس کو زکوٰۃ لینی حرام ہوگی حال یہ کہ غلط محض ہے پنجم شونہیلی  
خالہ سے نکاح جائز ہونا ششم اکثر شب یا تہای شب سے زیادہ عبادت  
مگر نا جیسا کہ آنحضرت صلو اللہ علیہ وآلہ وسلم اور صحابہ کرام اور اولیاء  
عظام مثل غوث الاعظم رضی اللہ عنہ سے ثابت ہے اور نکتے نزدیک

گناہ ہے معاذ اللہ باقی مسائل علوم و القیاس جو اب سوال دوم ایسے  
 غیر مقلدوں سے جو عقاید و عملیات مذکورہ کے قائل ہیں مخالفت  
 اور مجاہست کرنا اور ان کو مساجد میں آنے و بیٹھنے سے منع اور ما  
 خوف فتنہ دین ہے اس امر کو صاحب کتاب فتح المبین نے احادیث  
 اور اقوال سلف سے ثابت کئے کہ یہاں بخوف اطاعت ذکر نہیں ہوا  
 جواب سوال سوم اگرچہ در صورت مراعات مذہب مقتدی کے بشرطیکہ  
 امام کسی مفسد و مبطل صلوٰۃ کا قریب نہ واقعہ کرنا جائز ہے لیکن ب  
 معلوم ہوا کہ اونکے پیچھے نماز درست نہیں ہے کیونکہ مسائل مذکورہ  
 اور عقاید مسطورہ بعض موجب کفر ہے اور بعض مفسد نماز ہیں اور سو  
 اوسکے جبکہ شافعی المذہب متعصب کئے پیچھے اقتدا جائز نہیں جیسا کہ  
 فتاویٰ عالمگیری و جامع الرموز میں مرقوم ہے اما الاقتداء بالشافعی  
 فلا بأس اذا لم يتعصب اعمی ببعض للحنفی یغنی شافعی کے  
 پیچھے اقتدا کرنا مضائقہ نہیں بشرطیکہ متعصب نہ ہو بعضہ حنفیوں نے بعض و  
 عداوت نہ رکھتا ہوا دن غیر مقلدین لاندہب کے پیچھے بطریق اولیٰ  
 نہوگی کہ یہ تو حنفیوں کے نام سے جلتے ہیں اور مقلدین کو علانیہ برا  
 کہتے ہیں بلکہ مشرک اور بدعتی سمجھتے ہیں اور اس سے بڑھ کر ایک بات  
 اون لاندہبوں کے حق میں محدث نامی علامہ شامی نے حاشیہ و التفتا  
 میں لکھی ہے زمانہ میں وہابی نجد کے پیرو اور تابع مثل خارجیوں کے  
 ہیں جنہوں نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے مخالفت کر کے  
 اونکے لشکر سے خروج کیا تھا پس جب لاندہب مثل خارجیوں کے پیرو  
 اور خارجی مثل باغیوں کے ہوئے تو جو حکم باغیوں کا ہے وہی حکم

لانہ سبوز کا پھیرا کما فی البدایع ولا یصلی علی بقات بل یکفون وید فتو  
یعنی باغیوں کے جنازہ کی نماز نہ پڑھی جائے صرف او کو کفن دیکے دفن  
کرین و حکم خروج عند جمہور الفقہاء و المحدثین حکم البناۃ و وہب  
بعض المحدثین الی کفر ہم یعنی حکم خارجوں کا نزدیک جمہور علماء  
محدثین اور فقہاء کے حکم باغیوں کا ہے اور محدثین تو ان کے کفر کے قائل  
ہوئے تھامی صفحہ ۳۹ جلد ۳ مطبوعہ مصر استوار عبارۃ تفتح المبین میں اس  
فتوے پر ایک کوالیج دیا ہے فہرست اجمالی او کی تحریر کیے جاتی ہے  
مواہر علماء حرمین شریفین مواہر علماء فرنگی محل و لکھنؤ علماء و کاپنور

۱۶ اسم ۲۰ اسم ۱۵ اسم  
علماء ربیلی و بداؤن علماء دیوبند و سہارنپور و مشکو علماء دلاہور و امیر

۱۹ اسم ۱۱ اسم ۱۶ اسم  
علماء سوگلی و کلکتہ علماء حیدرآباد و مدرس علماء مصطفیٰ آباد و رامپور

۱۹ اسم ۱۱ اسم ۱۲ اسم  
علماء شہر اندور علماء مقام لودھیانہ و دیوبند علماء دہلی و کاپنور او

۱۶ اسم ۱۱ اسم ۱۴ اسم  
بر سر شخص علماء میں سے بقدر اپنے وسعت علم و فضل کے جو بھی تصحیح

فتویٰ اور توصیف کتاب فرما کر اپنے مہرین یا دستخط ثبت کئے پس  
اس فتویٰ پر جب اجماع امت ہو ایسے فتویٰ مثل فیض قطعی کے پھیرا حق تھا

صاحب کتاب کو جزاء خیر دیوے کہ او کی سعی اور کوشش تبلیغ سے  
مسائل اجماعیہ امت محمدیہ سے سب مومنین امت محمدیہ مستفاد اور

فیضیاب ہوئے پس جو شخص خلاف میں ان مسائل اجماعیہ کے عمل کرے

وہ مخالف اجماع امت سے اور جو لوگ اپنے تین عاملیہ بابت قیام  
 قرار دیکر لوگوں کو دھوکا دیتے ہیں انکی قلعی کھل گئی جانا چاہئے کہ عادی  
 ان لوگوں کی یہ ہے کہ اپنے عقاید فاسدہ کو کسی سے ایک وقت میں  
 ایک دم ظاہر نہیں کرتے بلکہ رفتہ رفتہ ایک حسب موقع اور سکا اظہار کر  
 ہیں اور اوسمین یہ حکمت سمجھتے ہیں کہ اگر ایک وقت میں ایک بار اپنے  
 عقاید فاسدہ سے اطلاع کریں تو لوگوں کو وحشت اور تنفر حاصل ہو  
 جاوے گی اس واسطے اگر کوئی ان کا ہم صحبت ہو تو اس کو اول مثلاً ایک  
 عقیدہ اپنا سمجھاتے ہیں جبکہ وہ عقیدہ اس کے خوب ذہن نشین ہوا  
 اور پھر وہ استوار ہوا تو پھر دوسرے عقیدہ اپنا اس کے ذہن میں جاتے  
 ہیں علم ہذا القیاس پھر اگر ایک ہی عقیدہ ان عقاید میں سے اگر کسی  
 میں تو سمجھ لینا چاہئے کہ سب عقاید فاسدہ اوسمین موجود ہیں ایک  
 مجموعہ قادی شاہ عبدالغریب صاحب اور احوال مولوی اسماعیل  
 اور مولوی عبدالحی کا مطالعہ میں آیا کہ اوسمین مناظرہ اور مباحثہ  
 جو مولوی اسماعیل اور مولوی عبدالحی اور مولوی رشید الدین خاں  
 صاحب سے درپیش ہوا وہ بھی مندرج تھا اور صدر خاتمہ اس کتاب  
 میں اشارۃً اور اجمالاً جانشینی مولوی عبدالحی کی بجائے مولوی  
 اسماعیل کے تحریر کئے گئے تھے اب مولوی عبدالحی کے باب میں  
 جو قوی علماء دین شریفین کا جو مجموعہ مذکورہ میں مندرج تھا مع عنوان  
 فتویٰ بعینہ تحریر کیا جاتا ہے قوی اربعہ از مفتیان مذاہب اربعہ کہ در مکہ  
 معظمہ زادانہ تشریفاً و تعظیماً کہ در حق مولوی محمد عبدالحی بیچے از تبرسمان  
 حضرت سید صاحب کہ کلمہ تو ہیں نسبت مذاہب اربعہ گفتہ بود بعد صدقہ

قنوه مقيان مدوح بر استقار راة قرار و پرش گرفت و جان بسلامت برو  
 الحمد لله رب العالمين والصلوة والسلام على جميع سيد الانبياء والمرسلين  
 علمه واصحابه اجمعين ما بعد فماذا يقولون ايها القضاة او المحققون  
 في الشريعة الغراء الخفية والعلماء الدرسون في الملت الساجدة  
 المحمدية على صاحبها افضل الصلوة وازكى التحية في رجل مسلم  
 ظاهر يدعي ان بقليل المذهب الاربع ايمانهم غير صحيح  
 وكلهم في النار وان الخنفي و شافعي كلهم كفار وان الهدية  
 و شرح البوقايه بصدر الشريعة فيها ضلالة وطلالة ينبغي ان  
 يحرق في النار وقد ثبت هذا الدعوى قبل اربع سنين  
 في المكة المعظمة فاخذ وجس شمسيتب قناب وخلص  
 ومن زابن يتوب لسان لا قلبا كما يقول اذا خاف رجل علم  
 نفسه وما لم يحب ان يتوب عن مذهبه لسانا دون القلب  
 كما في حالت الاكراه وعلى قوله هذا ايضا شهير ولكن ثبت  
 لهم في الحال ترك المدعي بنو حكمه توجروا وفقكم الله تعالى  
 ويرضى واثابكم بما عند الحسنى الجواب سبحانه  
 واعلم لنا الا ما علمتنا الطاهرات القائل بان ايمان المقلد  
 غير صحيح وكلهم في النار يصير ضالا مضلا وساعيا في الارض  
 بالفساد وقد نفقد لاجماع علمهم الخروج عن المذاهب  
 الاربع لان المجتهد مقود بعد المايعة الربعية كما في اذكار التوكل  
 وقوله ان الخنفي و شافعي كلهم في النار وكفار يدل على  
 ان خارج من جماعت اهل الاسلام وقد ورد في

في الحد يث الشريف اتبعوا السواد الا عظم فمن شذ شذ  
 في النار ومقول في حق الهداية هي الهداية الى احكام الا  
 وفي شرح الوقاية صدر او الى الا علام فهذه هفوة كثير من  
 نعوذ بالله منها وقد تقر بان اهانته العلم والعلماء كفر في  
 نظم الوهاب في كون من يستحب كفر كذا لك اللفظ الفقيه تصغير  
 قال في الحاشية القدوسي من استخف بالنبي او نبى  
 من الانبياء يكفر وكذا من استخف بالعلماء العالمين اثم  
 الدين وشرعية روى ان من قال لفقيه فقيه  
 علمي وجهر التصغير يكفر في الواجب على الامام ان يجلس  
 هذا الشخص خارج عن الاسلام حبا مديدا حتى يوق  
 او يموت وان راعى مصلحته في تعزيره او لا بان يشهر و  
 يركبه على الحمار ويديره في الاسواق ويضرب بضر باوجع  
 حتى يظهر صلاحيته والسلام في ذلك مطول وفيما اورده  
 كتب كفايته واليه الهادي كثر الفقير الى الله عز شانه السيل  
 ابو بكر واغستنا في المفتي بالمدنية المنورة جواب ووم از  
 مفتي شافعيان اللهم اربنا الحق وارزقنا اتباعه وارزقنا  
 بالطلا وارزقنا اجتنابه آيين يجب على ولاية الامر عز الله  
 بهم الدين فتح بهم المفسدين اشتباة هذا الرجل عما  
 من الضلالت المودية الى العار والنار يس القرار فان  
 موصل بالاكفر فانه يلزم على قلة الحكم تكفير الامت وتضليلها  
 التي حكم اصادق المصلح في انفا لا تحت حتى على المضل

فان تاب قبل منه والا عزا والتعزير البليغ الا ان يباثله مما يله  
 اولي الامر ومنع الناس من الا اجتماع معه لئلا يقع الناس  
 في الضلالة التي هو من تكبها والله اعلم سبحانه كتبه الفقير  
 الى الله سبحانه محمد صالح بن الرئيس ابراهيم المفتي الشافعي  
 بمكة المكرمة - جواب سوم ان مفتي ما لكيان الحمد لله وما  
 توفيقه الا بالله يجب على ولاية الانام اعز الله بهم دين الاسلام  
 وقطع بسيف سطوتهم وابر اهل النزاع والبهتان ان يذيق  
 الرجل المذكور العذاب بالضرب وطالة السجن باغلال حتى  
 يوجب منه الرجوع الى المشاب وما اخاله الا من الزنا وقدر الله  
 اظهره والا سلام واخفوا الكفر في الطوبى لان المقالة المذكورة  
 الشنيعة لا يصلح من مسلم سزاو علانية لا شتما لها من ابدية  
 قول خاتم النبوة والرسالة لن يجمع امتي على الضلالة ونسئل الله  
 عز وجل ان يحشرنا مرة الاربعة الائمة الذين اجمعوا على السنة  
 واتخذوا ان مقلد لهم من المصلحين كتبه الفقير الى من ليس له  
 تان محمد بن محمد عربي النسباني مفتي المالكية بالساحات الملكية عفا  
 عنه ووفق بما يحب ويرضى في كل كلية وخرجه جواب چهارم از مفتي  
 جنيلان الحمد لله رب العالمين اللهم اهلنا للحق والصواب  
 ان كان الامر كذلك فيجب على ولاية الامور وفقها ويا هم بما  
 يرضى ان يبرجر هذا الرجل زحرا بليغ ويضرب الشنيعة ويطيل  
 سجنه ويشهر حتى يموت لان لا يفضل غيره لانه ضال مضل نريد  
 والله اعلم سبحانه كتبه الفقير الى الله سبحانه وتعالى محمد بن محيى

مفتی الحناطلہ مکرمہ عفا اللہ عنہما ترجمہ چار فتویٰ چار مذہب کے  
مفتیوں نے مکہ معظمہ سے تہی من مولوی عبدالحی کے کہ وہ ایک ہمارے  
حضرت سید صاحب کے تھے کہ انہوں نے کلمہ امانت کا نسبت تہم  
اربعہ کے کھاتا بعد صدور ہونے فتویٰ کے استفتاء ہاگ گئے اور  
جان کو بچانے ترجمہ استفتاء احمد تدریب العالمین والصلوات  
والسلام علیہ سید الانبیاء والمرسلین وعلی آلہ واصحابہ اجمعین یا علیہ  
اے قاضیان ومفتیان شریعت اور اے علمائے راسخین کیا فرمایا  
ہو ایک شخص کے باب میں کہ وہ بظاہر مسلمان ہے اور دعویٰ اور  
مقولہ اور سکا یہ ہے کہ متبع مذاہب اربعہ کا ایمان صحیح نہیں ہے  
اور سب کے سب جہنمی ہیں اور حنفی اور شافعی وغیرہا سب کے سب کافر  
ہیں اور ہدایہ اور شرح وقایہ میں گمراہی اور بطالت ہے کہ وہ آگ  
میں جلانے کے قابل ہیں اور یہ اپنے کلام کو قبل چار سال کے مکہ معظمہ  
میں ظاہر کیا تھا اور وہاں وہ شخص گرفتار اور قید ہوا پھر اس سے تو  
ان اقوال سے چاہے گئی اور اپنے اقوال سے ثابت ہوا اور قید  
سے خلاصی پایا اور اس کے طریقہ سے یہ بات ہے کہ توبہ زبان  
سے کرنا دل سے نہ کرنا جیسا کہ کوئی شخص اپنے نفس پر یا مال پر کچھ  
نقصان کا خوف کرے اور اوپر واجب ہے کہ اپنے مذہب سے  
توبہ کرے دل سے نہ کرے جیسا کہ حالت اکراہ میں اور اس قول  
پر ہی اس کے گواہ ہیں لیکن او کو ثوابت ہو کہ فی الحال اس  
دعوے کو اپنے چھوڑ دیا ہے پس ایسے شخص کا حکم اے علماء  
اور قضاۃ بیان کرو کہ حق تعالیٰ کو ثواب دیوے اور توفیق دے

مسئلہ چہم  
مفتی مولوی عبدالحی



چیز کی دیوے کہ جس نے خوش ہے اور ٹکونی پہنچا دے جواب  
 سید ابو بکر داغستانی مفتی مدنیہ منورہ کا سبحانک لا علم لنا الا ما علمتنا  
 ظاہر یہ ہے کہ جو شخص کہے کہ ایمان مقلدائے مجتہدین کا صحیح نہیں  
 اور وہ لوگ سبکے سب دوزخی ہیں گمراہ ہے اور لوگوں کو گمراہ کر رہا  
 ہے اور زمین میں فساد ڈالتا ہے اور اجماع منعقد ہوا اس امر پر  
 کہ جار مذہب سے باہر نہ نکلنا اس واسطے کہ مجتہد بعد چار سو ہجری  
 کے مفقود ہے جیسا کہ کتاب ادکار نووی میں تحریر ہے اسکا  
 قول جو یہ ہے کہ حقیقی اور شافعی سب جہنمی اور کفار ہیں ولایت  
 کرتا ہے کہ وہ شخص خارج ہے جماعت اہل اسلام سے اور یہ حقیقی  
 کہ وارد ہوا ہے حدیث میں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے  
 فرمایا کہ تم بڑی جماعت کی اتباع کرو پس جو شخص کہ جماعت سے  
 الگ ہوا وہ دوزخ میں گیا اور حق میں کتاب ہدایہ کے کھا گیا ہے  
 کہ وہ کتاب ہدایت ہے احکام اسلام کے طرف اور حق میں شرع ہے  
 کے کہا گیا کہ وہ صدر ہے صاحبان علم کا پس یہ کلام اس شخص کا  
 یعنی اوں کتابوں کو آگ میں جلا نا دلالت اور اشارہ کرتا ہے اس  
 شخص کے نزدیک ہو نیکی کے باوجود بالبدنہا و مقرر ہے یہ  
 بات کہ امانت علم اور علما کی کفر سے نظم و مبانی میں لکھا ہے  
 کہ جو شخص کفر کو دوست رکھے یا فقیہ کو بے ضیاع تصدیق کے وہ شخص  
 کافر ہے اور حاوی القہر و سی میں کہا کہ جو حضرت کی خدمت میں  
 یا اور کسی نبی کی خدمت میں بے ادبی کرے وہ شخص کافر ہے  
 ایسا ہی جو شخص علماء ائمہ دین کو خفیف جانے اور فقیہ کو بے ضیاع تصدیق

فقہ براہِ فقیر کہے کافر ہوتا ہے پس واجب ہے حاکم پر کہ اوس شخص کو  
 جو خارج اسلام سے ہے دیر تک قید رکھے یہاں تک کہ وہ مرے یا توبہ  
 کرے اور اگر مصلحت دیکھے تو اول اسکو تعزیر دیوے اس طور پر  
 کہ سواری حمار اسکو بازار بازار گردش دیوے اور اسکو خوب  
 سخت مار مارے یہاں تک کہ صلاحیت اسکی ظاہر ہووے اور کلام  
 اس باب میں طویل ہے اور جو کہ پہلے لائے ہیں اور لکھے ہیں کافی ہے  
 اور حق تعالیٰ ہدایت دینے والا ہے انتہی ترجمہ جواب دوم محمد صالح  
 مفتی شافعیان مکہ معظمہ کا اللہم انا الحق تھا وارزقنا اتقاء وازنا الباطل  
 باطلا وارزقنا اتقاء بہ آئین واجب ہے حکام وقت پر کہ ایسے شخص سے  
 ایسے اقوال گراہے سے اسکو توبہ طلب کریں اسواسطے کہ یہ کلام  
 اسکا کفر کو پہنچا ہے کیونکہ اسکو قول سے لازم آتا ہے کہ امت  
 محمدیہ کافر یا گمراہ ہو کہ جس امت کے باب میں حضرت صلوات اللہ علیہ والہ  
 وسلم نے فرمایا کہ میری امت گمراہی پر جمع نہ ہووگی پھر اگر وہ توبہ کرے  
 تو تورا اسکی قبول کئے جاوے وگرنہ اسکو سخت تعزیر دینا جاوے  
 جو تعزیر کہ اسکو امثال کے لائق ہے وہ تعزیر جو حاکم اسکو مناسب  
 سمجھے اور آدمی کو اس کے ساتھ ہم نشینی سے منع کرے تاکہ او کو وہ  
 گمراہی میں نہ ڈالے چو وہ خود اسکا مرتکب ہے انتہی جواب سوم  
 محمد بن محمد عربی النہالی مقبی مالک مکہ معظمہ کا احمد مدد و ما توفیقی الا باللہ  
 حکام پر واجب ہے کہ اوس شخص کو عذاب کریں ماریکے ساتھ اور  
 دراز قید طوق و زنجیر سے یہاں تک کہ وہ رجوع مذہب ثواب کے  
 طرف کریں اور بہنیں خیال کرتا ہوں مگر وہ شخص اوس زندقہ سے

ہے کہ بظاہر مسلمان اور بہ باطن کافر ہیں اس واسطے کہ ایسا کلام شیخ مسلم  
 سے خواہ سراسر خواہ علانیہ موصود نہ ہیں ہوتا کیونکہ اس کلام سے  
 چوڑا کلام خاتم النبوة اور رسالت کا لازم آتا ہے جو حضرت نے فرمایا  
 کہ میری امت ہرگز گمراہی پر جمع نہوگی اور ہم حق تعالیٰ سے دعا کرتے  
 ہیں کہ ہلکے اور گمراہ میں حشر کرے کہ وہ لوگ سنت نبوی پر اجماع ہیں اور  
 حق ہی ہے کہ مقلد اور تابعین اونکے حق پر ہیں جو اب چہارم محمد بن  
 یحییٰ مفتی حنبلیان مکر معظّم اللہم ابدنا للحق الصواب واجب ہے حکام پر کہ  
 تینہ شدید اور ضرب شیخ ایسے شخص کو کریں اور بدعت و از قید رکھیں اور  
 شہر گروہی کو اور بیائنگ کہ مرجاؤ تا کہ دوسرے کو گمراہ نہ کرے کیونکہ وہ شخص خود گمراہ و دوسرے کو  
 کرینو لاسے واللہ اعلم سبحانہ انتہی اب کچھ تھوڑے فضائل امام ہمام امام  
 اعظم ابو حنیفہ کو فی رضی اللہ عنہ کے ذکر پر ختم کتاب کیا جاتا ہے کیا خوب  
 فرمایا امام شافعی علیہ الرحمہ نے ۱۵۰ عدد ذکر نعمان لہا ان ذکرہ ہو  
 المسک ما کر رتہ تیضوع یعنی تو ذکر کو امام ابو حنیفہ نعمان کے بار بار پڑھا  
 تا جا کہ ذکر امام موصوف کا مانند مشک کے ہے جیسا او سکوی پڑھا دے  
 خوشبوئی اوس سے نکلی ہے امام محی الدین نووی نے کتاب تہذیب  
 الاسماء میں لکھا ہے کہا ابو نعیم نے کہ امام ابو حنیفہ اچھی صورت والے  
 عمدہ لباس والے عمدہ خوشبو والے نیک مجلس کثیر الکرم خوب ارادے  
 کرنے والے اپنے بھائی مسلمانوں پر تھے اور کہا امام ابو حنیفہ نے  
 میں نے ابو جعفر امیر المومنین کے پاس گیا پس کہا انہوں نے آپ کس  
 سے علم حاصل کیا کہا میں نے حماد بن ابی سلیمان سے انہوں نے  
 ابراہیم بنی سے انہوں نے عمر بن الخطاب اور علی بن ابیطالب

اور عبد اللہ بن مسعود اور عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہم سے  
پس کہا ابو جعفر نے خوب علم و اثنی حاصل کیا اور ایک دن ابو حنیفہ  
رحمۃ اللہ علیہ خلیفہ منصور کے پاس گئے پس منصور نے کہا کہ یہ  
شخص اس وقت میں تمام دنیا کا عالم ہے اور سفیان بن عیینہ نے  
کہا کہ میری آنکھ نے مثل ابو حنیفہ کے نہیں دیکھا اور عبد اللہ  
بن مبارک سے روایت ہے کہ انہوں نے کہا کہ امام ابو حنیفہ  
بڑے صاحب وقار تھے ایک دن ہم جامع مسجد میں تھے پس ایک  
سانپ اونکے گود میں گرا پھر سوا سے اونکے اور سب آدمی بھاگ  
گئے اور انہوں نے سانپ کو چوڑا دیا اور کچھ نکلیا اور اپنی جاکے  
پر بیٹھے رہے اور بن عبادہ سے روایت ہے کہ وہ کہتے  
ہیں کہ میں شہداء ہجری سن ایک سو چالیس ہجری میں ابن جریج کے  
پاس گیا پس خبر اشقال ابو حنیفہ کی اونکو پہنچی پس انامہ و انامیہ  
راجعون کہا اور نہایت غمگین ہوئے اور فرمایا کہ کیسا بڑا عالم  
اور شہ گیا اور امام ابو یوسف سے روایت ہے کہ میں اپنے  
والدین سے پہلے امام ابو حنیفہ کی واسطے دعا مانگتا ہوں اور  
تحقیق میں نے اوسے سنا ہے کہ فرماتے تھے کہ میں حماد کے  
واسطے اپنے والدین کے ساتھ دعا مانگتا ہوں اور عبد اللہ  
بن مبارک سے روایت ہے کہ انہوں نے کھانے میں معرب کد ام کو  
امام ابو حنیفہ کے حلقہ میں دیکھا کہ سامنے اونکے چٹھی بیٹھے ہوئے  
اونے سوال کرتے تھے اور فائدہ دہاتے تھے اور نہیں دیکھا  
میں نے کیس کو کہی کہ اونے فقہ میں امام ابو حنیفہ سے عمدہ کلام

کیا ہوا اور وکیح سے روایت ہے کہ نہین ملا میں زیادہ فقہ سے نسبت  
 ابو حنیفہ کے اور نہ اونسے اچھی نماز پڑھنے والیسے اور نہ ابن  
 شہیل سے روایت ہے کہ لوگ فقہ سے خبر تھے بیان تک کہ موشیا  
 کر دیا اور کو امام ابو حنیفہ نے ساتھ اس شعر کے جو نہ پہنچا ذہن اور کا او  
 ملخص کیا او سکوا وریان کر دیا او سکوا اور امام شافعی سے روایت  
 ہے کہ تمام آدمی فقہ میں امام ابو حنیفہ کے طفیلی ہیں اور جعفر بن ربیع  
 روایت ہے کہ میں ابو حنیفہ کے پاس پانچ برس رہا پس کیسکو اونے  
 زیادہ خاموش نہین پایا مگر جب کوئی بات فقہ کی سوال کیجاتی تو شل  
 دریا کے بتے اور سیفان بن عینہ سے روایت ہے کہ ہمارے وقت  
 میں کوئی شخص امام ابو حنیفہ سے زیادہ نماز پڑھنے والا نظر میں نہین آیا  
 اور زافر بن سلمان سے روایت ہے امام ابو حنیفہ ایک رکعت میں  
 رات گزارنے اور سین قرآن ختم کرتے اور اسد ابن عمر سے روایت  
 ہے کہ امام ابو حنیفہ نے فجر کی نماز عشا کے وضو سے چالیس برس پڑھے  
 اور اکثر رات کو ایک رکعت میں قرآن ختم کرتے اور اونکے روکی او  
 سنائی دیتی تھی بیان تک کہ ہمایہ اونکے اوں پر رحم کرتے اور شمار  
 کیا گیا کہ اونہوں نے قرآن کو جس جگہ وفات پائے ساتھ ہزار بار پڑھا  
 ہے اور مسعر بن کدام سے روایت ہے کہ میں نے ایک رات مسجد  
 میں کیا پس دیکھا میں نے ایک شخص کو نماز پڑھتے ہوئے پس اچھی معلوم  
 ہوئی مجھکو قرأت او سکی پس پڑھی ایک منزل میں کھا کہ اب رکوع  
 کرے گا پھر تہامی قرآن پڑھا پھر نصف پڑھا پھر ایسا ہی وہ شخص پڑھتا رہا بیان  
 تک کہ ایک رکعت میں کل قرآن ختم کر دیا پس دیکھا میں نے تو وہ

امام ابو حنیفہ بن ادرز ایدہ سے روایت ہے کہ میں نے امام ابو حنیفہ کے ساتھ مسجد میں عشا کی نماز پڑھی اور لوگ چلے گئے اور مجھ کو انہوں نے نہیں جانا کہ مسجد میں ہے اور میں نے ارادہ کیا کہ ایک مسئلہ اونسے دریافت کروں گا پس کھڑے ہوئے اور نماز شروع کئے یہاں تک کہ اوس آیت تک پہنچے **فمن اللہ علینا وقنا عذاب السعیر** پس اسی آیت کو دوہرتے رہے یہاں تک کہ مؤذن نے صبح کی اذان کہی اور میں انتظار ہی میں رہا اور قاسم بن معن سے روایت ہے کہ امام ابو حنیفہ نے تمام رات اسی آیت میں قیام کیا بل الساعۃ موعدهم والساعۃ وہی وامر پس بار بار اوسیکوڑتے تھے اور گریہ و زاری کرتے تھے اور وکیع سے روایت ہے کہ امام ابو حنیفہ جب اپنی عیال کو نفع دیتے اوسے قدر خیرات کرتے اور حسبوقت نیا کپڑا پہنتے اوسے قیمت کا کپڑا اپنے ساتھ کو پہناتے اور جب اونکے سامنے کہا نا رکھا جاتا اپنے سے دو چند لیکر کسی محتاج کو دیتے اور وکیع سے یہ روایت ہے کہ امام ابو حنیفہ بڑے امانت دار تھے اور ہر شے پر اندکی رضا مقدم کرتے تھے اور اگر خدا کی راہ میں تلوار بن اوپر رہیں برداشت کرتے تھے اور قیس بن ربیع سے روایت ہے کہ امام ابو حنیفہ متقی فقیہ بہت احسان اور صلہ کرنے والے تھے ہر شخص جو اس کے پاس التجا لیجاتا اور نہایت بخشش کریں والے تھے اپنے بھائیوں پر اور بعد اذ کی طرف مال روانہ کرتے کہ اوسکا کپڑا خریداجاتا اور کو قذین لایا جاتا اور ہر سال نفع جمع کرتے اوس سے اپنے شاہخ محمد ثنین کے حواج اور قوت اور لباس خرید کرتے پھر باقی اشرافیان جو رہ جاتے

بہرہ او نہیں کو دیتے اور کہتے کہ تم اپنے حوایج میں صرف کرو اور نہ تعریف  
 ترک و مکر اللہ تعالیٰ کی اس واسطے کہ میں تم کو اپنے مال سے کچھ نہیں دیتا  
 اللہ تعالیٰ تمہاری واسطے میرے ہاتھ پر نفع بخشتا ہے پس رزق اللہ میں  
 کسی غیر کو قوت نہیں اور ابو یوسف سے روایت ہے کہا اوہنوں نے  
 امام ابو حنیفہ سے کسی حاجت سے سوال نہیں کئے جاتے مگر اسکو  
 پورا کرتے اور عبد اللہ بن مبارک سے روایت ہے کہا انہوں نے  
 کہ میں نے سفیان ثوری سے کہا کہ امام ابو حنیفہ غیبت سے بہت بعد  
 رہتے ہیں میں نے انکو نہیں سنا کہ کہی کسی دشمن کی اپنے غیبت کرتے  
 ہوں کہا وہ اللہ وہ بڑے عقیل ہیں اپنے نیکیوں پر اس شہر مسلط نہیں  
 کرتے جو انکو لیجاوے اور علی بن عاصم سے روایت ہے کہا انہوں  
 نے اگر عقل امام ابو حنیفہ کی نصف اہل ارض کی عقل سے وزن کیجاتی  
 اونکی عقل پر غالب آتی اور اسماعیل یوتے امام صاحب کے روایت  
 کرتے ہیں کہ ہمارے یہاں ایک آٹا پیسنے والا راخصی تھا اسکے دو چھر  
 تھے ایک کا نام اوسنے ابو بکر اور دوسرے کا نام عمر رکھا تھا پس ایک  
 نے اوسکو پیر سے روند کر مار ڈالا پس امام ابو حنیفہ کو خبر دے گئی  
 فرمایا دیکھو جنے اوسکو مارا ہے اوسکا نام عمر سو گاپس دیکھا تو جیسا  
 اوہنوں نے کہا تھا ویسا ہی پایا اور اسماعیل بن سالم بعد اوی سے بڑا  
 ہے کہا انہوں نے امام ابو حنیفہ قاضی ہونے پر جبر کئے مگر اسکو قبول  
 نہیں فرمایا اور امام احمد بن حنبل جب اسکو ذکر کرتے رویا کرتے  
 اور اسکو ترحم آتا خیرات احسان میں تحریر ہے کہ جب امام  
 شافعی بغداد میں داخل ہوئے اور امام ابو حنیفہ کی زیارت کو گئے

اور دو رکعت نماز پڑھے اور سینہ رفع یدین کیا اور ایک روایت میں  
 آیا کہ دو رکعتیں صبح کے تہین اور سینہ قنوت نہ پڑھائیں کہا گیا اور نہ فرمایا  
 سبب اس پر اس امام کے یہ کہ نہ ظاہر کردین میں مخالفت اور نہ روایت  
 اونچی اور شاگردی اختیار کیا اور نہ بڑے مشیخ ائمہ مجتہدین اور علماء  
 راہنہین مثل جلیل عبداللہ بن مبارک کہ جنکی جلالت اور علم اور تقدم اور  
 زہد پر اجماع ہے اور مثل امام کث بن سعد کے اور امام مالک کے اور  
 مثل امام مسعود بن کرام اور زفر اور ابو یوسف اور محمد وغیرہم کے اور جب  
 عبداللہ بن مبارک کے پاس امام ابو حنیفہ کا ذکر ہوا انہوں نے کہا کیا اور  
 شخص کا تم ذکر کرتے ہو پھر دنیا تنہا ہائش کی گئی اور نہ اعراض کیا جب  
 منصور خلیفہ عباسی نے دس ہزار درہم حسن بن قحطبہ کے ہاتھ سے  
 امام ابو حنیفہ کے پاس بھیجا تو امام اسکو روک دینہیں کر سکے اپنے فرزند عابد کو  
 وصیت کیا کہ بعد انتقال میرے اوکو واپس کر دنیا پس اوہوں نے ویسا  
 ہی کیا حسن نے کہا کہ رحمت خدا کی تمہارے والد پر کہ وہ اپنے دین پر سب  
 مضبوط تھے اور نہین مشغول ہوئے امام ابو حنیفہ اپنے مذہب کی طرف دعوت  
 کر نہین مگر سبب اشارہ کرنے رسول اللہ صلو اللہ علیہ والہ وسلم کے خواب  
 میں کہ دعوت کرو لوگوں کو اپنے مذہب کے جانب پس جبکہ اوکو اذن ہوا  
 تقسیم کیا قرآن خدا کو اسکے تحقیق پر اور جانا کہ یہ امر مجہر واجب ہے  
 در دعوت کیا آدمیوں کو طرف مذہب اپنے یہاں تک کہ ظاہر ہوا مذہب  
 اسکا اور پہل گیا اور بہت ہوئے تابعین اور مقلدین اسکے اور رسوا  
 ہوئے حاسدین اسکے اور نفع بخشا حق تعالیٰ نے مشرق اور مغرب اور  
 عرب اور عجم کو اور نصیب کیا بہرہ وافعی اور نیکے مقلدین میں پس مستغ



ہوے وہ ساتھ لکھنے فروغ اور اصول مذہب کے اور نظر کرنے  
 منقول اور معقول مذہب کے بیان تک کہ مجدّد ہو گیا مذہب اور نکاح  
 محکم قواعد اور ارکان فوائد میں اور تائید کرتا ہے اس بات کو بیان  
 کرتا بعض اصحاب مناقب امام میں کہ ثابت والد امام کے صغیر سنی  
 میں حضرت علی رضی اللہ عنہ کی خدمت میں لائے پس حضرت علی رضی اللہ  
 عنہ نے اونکے اور اونکی اولاد کے حق میں برکت کی دعا کئے پس  
 امام ابوحنیفہ جو کچھ دئے گئے اسی دعا کی برکت سے دئے گئے اور  
 اونکے کمال تقویٰ ہے یہ امر ہے کہ انہوں نے جبکہ سنا کہ ایک بکری کو  
 میں گم ہوئی ہے بکری کا گوشت کھانا مطلقاً ترک کیا بیان تک کہ اوسکی  
 موت کا اعلام ہوا اور جو شجر کہ اونکے مناقب میں بیان کیا گیا اوس سے  
 حصر مناقب اونکا نہیں بلکہ یہ بیان ایک قطرہ ہے اوس دریا کا کہ  
 جسکے ساحل کا پتا نہیں آو نہو عشا کے وضو سے چالیس برس نماز صبح  
 ادا فرمایا پس کہا گیا اونسے کہ کس شجر نے آپ کو اس عبادت پر قوی  
 کیا اونہوں نے کہا کہ سینے اسماء الہی کے ساتھ دعا مانگی تھی جسکا  
 مجموعہ دو آیتوں میں ہے اول محمد الرسول اللہ آخر سور فتح تک اور  
 دوسرے ثم انزل علیکم من بعد الغم سے آخر تک سورہ  
 عمران کے اگر تو نجات کا آخرت میں ارادہ کرے تو یہ اعتقاد رکھنا  
 چاہی کہ ہر ایک ائمہ مجتہدین اور علماء عالمین ہدایت اور رضا سے الہی  
 پر ہیں اور ماجور ہیں روایت کی ہے یہی نے کہ فرمایا رسول اللہ صلی  
 اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کہ جو حکم تم کو کتاب اللہ سے دئے جائے تو اوس پر  
 عمل کرو سیکو اوسکے ترک کر نہیں عذر نہیں پہنچا اگر کتاب اللہ میں نہ ہو

تو سنت رسول اللہ اختیار کرے اگر سنت ہو تو جو میرے اصحاب باہن  
 او سکی پیروی کرو گے ہدایت پاؤ گے امام ابو یوسف نے کہا کہ  
 میں نے یمن دیکھا کیلکوزیا وہ جانتے والا علم تفسیر اور حدیث کا  
 امام ابو حنیفہ سے کہ وہ مجھ سے زیادہ تھے علم حدیث میں اور  
 امام ابو حنیفہ نے وہ کام کیا کہ دوسرے اوس سے عاجز تھے اور  
 باوجود اوس کے کہ حاسدین اوس کے بہت تھے اور یہ سنت رسول  
 ہے کہ اپنی مخلوق میں دین تجد لست اللہ تبدیلا اور بسبب  
 وقت قیامات مذہب اوس کے مرنے کا اگر امام شافعی کے امام  
 ابو حنیفہ کے کلام کو دیکھا کرتے یہاں تک کہ اوس کے پاس بنے امام  
 طحاوی کو اس بات نے برا ٹھیکہ کی کہ مذہب شافعی سے اتمثال  
 کر کے مذہب حنفی اختیار کیا و آخر دعوانا ان الحمد لله رب العالمین  
 وصلى الله على سيدنا محمد وآله واصحابه اجمعين خصوصاً  
 على ولده الشريف غوث الاعظم وبارك وسلم تمت الكتاب  
 في ثالث عشر شهر ربيع الثاني سنة الف وثلاثمائة سنة  
 وخمس من هجرة نبينا على صاحبها افضل الصلوات